ॐ

اصول ہندو دھرم

مصنفہ

جناب دھرم مورت بابو ہری چند صاحب بہادر
کلکٹر و ممبر کونسل ریاست کپورتھلہ ساکن حافظ آباد
ضلع گوجرانوالہ

آنند پریس سوتر منڈی لاہور میں باہتمام
نارائن سنگھ طبع ہوا

سنہ ۱۹۰۱ء

قیمت فی جلد بلا محصولڈاک ۱۰/

ر اول ۷۰۰ جلد

اعلان

چونکہ میں نے اس کتاب کے چھاپنے کی اجازت اور حق کاپی رائٹ بابو ہیرا لعل صاحب مترجم محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو دے دی ہے۔ سوائے اُن کی اجازت کے کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ فرماویں ٭

راقم بندہ ہری چند کلکٹر ریاست کپورتھلہ

(sd) Hari Chand,
Collector,
Kapurthalla state.

(دستخط) ہری چند بقلم خود

ہری اوم تت ست

مصنف کتاب ہذا موسومہ اصول ہندو دھرم کو کئی برسوں کے تجربہ سے یہ
ثابت ہوا ہے کہ ہندو یا ویدک دھرم کے مسایل کے سمجھنے میں غیر مذاہب
لوگوں بلکہ خود جدّت پرست اہل ہنود زمانہ حال کو بھی بہت سی غلط فہمی ہو
رہی ہے۔ پس نہ صرف اپنے دھرم اور قدیم قوم ہنود کی محبت نے بلکہ ست
کی حفاظت کے شوق نے مجھے ایسی ایک کتاب کی طیاری کے لئے آمادہ
کیا۔ جس میں کہ پیچیدہ مسایل سناتن ویدک دھرم کے اُس صداقت کے ساتھ درج کئے
جاویں جس قدر کہ میں اپنی محدود واقفیت اور قلت فرصت میں کر سکتا ہوں
میں قبول کرتا ہوں کہ میں سنسکرت کا پنڈت نہیں ہوں اور میری عدم الفرصتی
کا بھی یہ حال ہے کہ یک سر ہزار سودا۔ تاہم شوق کے دریا کی موج بہت
سی رکاوٹوں کو اپنے آگے دھکیل کرلے جاتی ہے۔ اس لئے اپنی فرصت
کے اوقات پر میں اس رسالہ کو لکھتا رہا۔ اتنی فراغت تو مجھے نہیں تھی کہ سنسکرت
یا فارسی یا انگریزی کی کتب جن کے مطالعہ نے میرے قدرتی شوق حق پژوہی
کو ایام طفولیت میں ترقی دی ہوئی تھی اُن کے حوالہ جات مشرح طور
پر لکھوں۔

تاہم جو کچھ دلائیل یا منقولہ جات مجھے لکھنے کے وقت یاد آئے اُن کو قلمبند کر دیا
گیا۔ میرے دھرمک سنسکاروں کو میرے دھرماتما پتا لالہ مولراج صاحب جی پڑھ

حافظ آبادی جو سناتن چھتریوں کی سب صفات سے متصف تھے اور میری شردھالو ماتا کے نظیر اور اُپدیش نے جو ایشر کے پریم میں ہمیشہ مگن رہتی تھی - بہت سی شُدھی عطاء کی تھی کاش اگر ایسے قدرتی سہولیت اور نیک صحبت سے میں اپنی کوشش سے بھی کافی طور پر استفادہ حاصل کرتا تو مجھے کامل یقین تھا کہ میرا احاطہ علمیت اور ترقی روحانیت کا میدان بدرجہا وسیع تر ہوتا اس جملہ معترضہ کے لکھنے سے میری غرض اس امر کے اظہار سے ہے کہ والدین اپنے بچّوں کے خیالات پر بہت سا اثر اپنی ذاتی نظیر سے ڈال سکتے ہیں اور دھرم اور ادھرم کا پہلا بیج بالکوں کے نرم دلوں کی زمین میں والدین کی تخم ریزی سے ہی نشو و نما پاتا ہے -

الغرض جیسا کہ باریک مسایئل ہندو دھرم کے لئے ضروری ہے میں وہ خدمت اُس کی انجام نہیں دے سکا - تاہم میرے خیال میں ایسی کتابیں جن میں مسلسل طور پر اُن اصولوں کو ظاہر کیا گیا ہے - ہماری مذہبی انشاء میں بہت کم ہیں یا میری نگاہ سے نہیں گذریں - وجہ یہ ہے کہ بیشک پہلی عالمانہ پستکوں میں زمانہ سابق کے معترضین کی تردیدات بڑی شُدومد سے کی گئی ہیں - مثلاً نیائے اور یوگ شاستر میں انیشر وادیوں یا دہریہ لوگوں کی دلائل اُپنشدوں اور شاریرک بھاشیہ برہم سوتروں و بھگوت گیتا و دیگر ویدانت کے گرنتھوں میں عرفانِ حق اور حقیقت روح اور مادہ کائنات کی وہ راز نہانی آشکارا کر کے دکھلائی ہیں کہ شردھا پوربک اُن پر وچار کرنے سے پردہ جہل کا دور ہو کر شمش نورِ حقیقت کا روزن سینہ میں جلوہ افروز ہو جاتا ہے - اور سری مد بھاگوت آدی پُرانوں میں پری پُورن پرماتما کے وصل کے وہ وسایئل دکھلائے ہیں - کہ

طالب حقیقت شردر حقیقی کے آنند سے راحت جاوید حاصل کرسکتا ہے۔ ایسے
مقدّس گرنتھوں کے تجلّای شمسی کے مقابلہ میں ہماری کرم شب تاب کی ناچیز
روشنی کیا حقیقت رکھتی ہے لیکن اب ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے کہ زمانہ کی
رفتار جدید سے اور مغربی لوگوں کے ملاپ سے جو مشرقیوں کے دلوں میں تاریکی شک کو
کی چھاگئی ہے اُسکو جہانتک ہوسکے شاستری دلائل کی روشنی سے دور کیا جاوے
پس امید ہے کہ ناظرین کتاب ہذا اس رسالہ کو ایک مقدمہ ایسی مطلوبہ کتابونکا
تصور کرکے اُس کے مطالعہ سے پہلوتہی نہیں فرماویں گے بلکہ خود شوق سے
پڑھیں اور اپنے دوستوں کو پڑھاویں۔

مصنف صدق دل سے امید کرتا ہے کہ چیتن دیو پرماتما کی کرپا سے اُن
کے دلوں پر نورِ حقیقی کا جلوہ ضرور مطابق اُن کی اپنی استعداد کے پرتو افگن ہوگا
سناتن ویدک دھرم آناد کال سے ہے اور ست پرماتما کی کرپا سے امید ہے
کہ اننت کال تک رہیگا۔ پرماتما آد بھی ست ہے اَنت بھی ست۔ ہے بھی سچ
اور ہوسی بھی سچ۔ جب یہ بات ہے تو مغربی لوگوں کی طرح یہ خیال خام ہرگز نہیں
کرنا چاہیئے کہ پہلے باشندگان ہند جاہل تھے اور رفتہ رفتہ مثل دیگر اقوام مغرب
کے اُنہوں نے علمیت میں ترقی کی ہماری کتب مقدس کے رُو سے زمانہ کی
رفتار بقاعدہ سائکل (cycle) یعنے گردش چرخی کی ہوتی ہے جیساکہ
پیدائش عالم کے حصہ کتاب ہذا میں دکھلایا جاویگا کہ پہلے ست جُگ تھا۔
پھر رفتہ رفتہ کلجگ کا دور آیا۔

ست جُگ کے زمانہ میں ابتدائے اہل ہند کے دلوں پر روحانیت کا
غلبہ بہت تھا خواہشات نفسانی اور لذاتِ ابدانی سے وہ لوگ پاک تھے اور

تپ اور سمادھی کے ابھیاس میں اپنی اوقات بسر کرتے تھے - چھتری لوگ یعنی مہاراجگان
بھی راج دھرم اور یگ دان میں مصروف رہکر آخری عمر میں تن تنہا جنگلات میں
جاکر رشیوں کی طرح مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوتے تھے - رفتہ رفتہ جسمانی
خواہشات روحانی مجاہدوں پر غالب آنے لگے اور لوگ زیادہ تر حصول زر و سیم
اور بہم رسانی آسائیش ہاء بدنی میں متوجہ ہونے لگے - اُن کی کوششوں سے بیشک
ایسے سامان بہ نسبت سابق کے بہت بڑھکر مہیا ہو گئے - علوم مادی کی ترقی رو نماء
ہوئی - لیکن ساتھ ہی پائیدار ابدی فوائد اور راحت جاوید کے ذرایعہ سے محروم ہونے
لگے سوکھشم یگوں کے گُپت بھید اور پر کریا جن سے کہ روح انسانی قالب خاکی کو چھوڑ
کر اقالیم نورانی میں فایز ہوتا ہے اور گیان اور عرفان حقیقی کے علوم سے جن سے کہ لازوال
سلطنت ابدی حاصل ہوتی ہے اہل ہنود بے خبر ہو گئے - حتیٰ کہ عروج دنیاوی اور دینی
سے بے بہرہ ہو گئے - غیر مہذب اقوام کی تابعداری سے اُن کے ابتدائی اخلاق حمیدہ
اور علمیت برگزیدہ سب مفقود ہو گئے - الغرض کئی صدیوں سے وہ دُردشا چھا
گئی جن سے کہ صفحات تواریخ سیاہ ہو رہے ہیں -

ایشر پرماتما کی کرپا سے اب اہل ہنود کی نحوست کے ایام بر سر اختتام معلوم
ہوتے ہیں کہ ایک علم دوست انصاف پسند گورنمنٹ کا سایہ اُن کے سروں پر ہے
جو تحقیقات تواریخی سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ہمارے آریہ بھائی ایک ہی قدیمی نسل
سے ہیں - پس اگر پتا نے بڑے بھائی کو نالائق جان کر چھوٹے بھائی کو گدی نشین کیا
ہے تو یہ انتظام اُس کی دُور اندیشی اور خیر اندیشی اپنی اولاد کے لئے ہے - ہمیں اپنے آپکو
پھر اپنے سناتن دھرم پر آچرن کرنے سے پرم کرپالو پتا کی رحمت پدرانہ کا مستحق بنانا
چاہئے - سری بھاگوت کے اس قول پر بھروسا رکھنا چاہئے کہ جہاں دھرم ہے وہاں

کامیابی ہے۔

دھرم کا لفظ بہت باریک اور مشکل ہے۔ اُس کی معانی مصنف نے بہت صراحت سے اس کتاب میں کر دی ہے۔

اخیر میں میں اپنے ہم مذہب بھائیوں عام اہل ہنود کو کئی برسوں کے تجربہ اور تحقیقات سے یہ شہادت دے سکتا ہوں کہ ہمارے وید اور پوران اور سمرتی ہائے ایسے بے بہا خزائن علوم حقیقی کے ہیں کہ اُن سے بہرہ یاب ہونے سے نہ دُنیا نہ عاقبت میں کسی قسم کا خسارہ اور زوال کا اندیشہ ہم کو ہو سکتا ہے بلکہ قدم بہ قدم سرور حقیقی اور منزل بارگاہ کبریائی کا قرب حاصل ہوتا جاتا ہے۔ کم فہم لوگوں کے مشکوک خیالات یا غیر مذاہب کے دلفریب تقاریر سے ہرگز متاثر نہ ہو بلکہ شوق سے اپنی پراچین پُستکوں بھگوت گیتا۔ منوسمرتی۔ سریمد بھاگوت۔ پنج دشی اوپنکھدوں اور دیگر گرنتھوں کے پڑھنے یا سُننے سے ثمرہ لاانتہاء حاصل کرو اور اس ناچیز تحفہ برادرانہ کو بھی اُسی محبت سے قبول کرو جس سے کہ وہ آپ کے آگے پیش کیا گیا ہے۔ اوم شانتی شانتی شانتی +

ہری چند چوپڑہ ساکن حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ کلکٹر و ممبر کونسل ریاست کپورتھلہ + بساکھ سمت ۱۹۵۸ بکرمی

فہرست مضامین

باب اول پیدائش عالم

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۱	وید مقدس۔ سلسلہ کائنات ازلی و ابدی ہے۔	۱
۲	مقصد پیدائش عالم۔	۲
۳	اُتپتی اور پرلے۔	۴
۴	سرشٹی کرم کا سلسلہ۔	۴
۵	پیدائش عالم سہ گانہ وحقیقت دیوتاؤں کی۔	۶
۶	ترموُرتی یعنی ہندوؤں کی تثلیث اور پیدائش تکوینی اور تولیدی۔	۹
۷	چار یگوں کا سلسلہ۔	۱۰
۸	باب دوئم کرم کانڈ یعنی اعمال اور اُنکا ثمرہ	۱۳
۹	تریی کانڈ وید یعنی وید سہ گانہ۔	۱۳
۱۰	پنچ اگنی ودیا یعنی جیون کا سلسلہ پیدائش اور ترقی مدارج اور نرگ سورگ کی گتی۔	۱۴
۱۱	کرموں کے اقسام و پنچ یگ آدی۔	۱۵
۱۲	یگوں کی حقیقت۔	۱۶
۱۳	سکام اور نشکام کرم۔	۱۷

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۱۴	پاپوں کا پھل اور بالمیک کی داستان۔	۲۰
۱۵	کرم اور دھرم میں فرق۔	۲۳
۱۶	دھرم کے مدارج ترقی۔	۲۴
۱۷	چار ورن کی تقسیم اور اُن کے دھرم۔	۲۵
۱۸	وید کی تعلیم کے ادھکاری اور چار ورن کی تمیز۔	۲۹
۱۹	آشرم دھرم یعنی گرہست سنیاس وغیرہ۔	۳۱
۲۰	سامانیہ اور وشیش دھرم۔	۳۲
۲۱	چھوت چھات کا مسئلہ۔	۳۴
۲۲	ویدوکت سنسکار۔	۳۶
۲۳	یگیوپویت سنسکار۔	۳۷
۲۴	بواہ سنسکار۔	۳۸
۲۵	پتی برت دھرم و شادی بیوگان۔	۳۹
۲۶	مرتک سنسکار۔	۴۰
۲۷	باب سیوم اوپاسنا کانڈ یعنی عبادت اور اُس کا ثمرہ۔	۴۳
۲۸	پرتیک اُپاسنا۔	۴۵
۲۹	مختلف قسم کی ویدک اُپاسنا۔	۴۵
۳۰	آدی دیو اُپادھی۔	۴۶
۳۱	وراٹ اُپاسنا۔	۴۷

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۳۲	ایشر اوتار۔	۴۸
۳۳	ہندوؤں کی ترموُرتی یا تثلیث ۔	۴۹
۳۴	دیوتا اور راکھش ۔	۵۰
۳۵	نرسنگ اُوتار۔	۵۱
۳۶	بدری نارائن اوتار۔	۵۲
۳۷	سری کرشن اوتار۔	۵۳
۳۸	گوپیوں کا پریم۔	۵۵
۳۹	بڑی غرض اوتار کی۔	۵۸
۴۰	گیتا اُپدیش ۔	۵۹
۴۱	ایک محقق اہل اسلام کی رائے اوتاروں کے بارہ میں ۔	۶۳
۴۲	دُرگا بھگتی ۔	۶۵
۴۳	مدح دُرگا جی۔	۶۸
۴۴	آہنگرہ اُپاسنا۔	۷۰
۴۵	اُپاسنا اور گیان میں فرق۔	۷۲
۴۶	بھگتی اور اُپاسنا ۔	۷۲
۴۷	یوگ یعنی دل کے روکنے کا علم۔	۷۵
۴۸	یم نیم یعنی قواعد منازل یوگ کے۔	۷۹
۴۹	یوگ کے انگ یعنی اجزاء	۸۱

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
۵۰	سدھیں یعنی کشف و کرامت -	۸۲
۵۱	تیسری دھارنا اور چوتھا دھیان -	۸۴
۵۲	حصہ سویم گیان کانڈ علم المعرفت -	۸۶
۵۳	ازلیت اور ابدیت روح کی -	۸۹
۵۴	روح پر مغربی سائینس زمانہ حال کے خیالات اور بقا روح کے دلائل -	۹۱
۵۵	جیو کی حقیقت -	۹۵
۵۶	انتریامی برہمن و ہیتری برہمن -	۱۰۳
۵۷	سچدا نند روپ -	۱۰۶
۵۸	برہم اور مایا -	۱۰۷
۵۹	ویدانت کے عملی فواید -	۱۱۰
۶۰	ادھکاری کی تعریف -	۱۱۵
۶۱	ویراگ -	۱۱۹
۶۲	راجہ بھرتری کا مختصر قصہ -	۱۲۳
۶۳ ۶۴	دیش کال یعنی زمان اور مکان کا گیان بموجب تعلیم وسشٹ بھگوان کے -	۱۲۹
۶۵	ہندو دھرم کے مسایل بمقابلہ دیگر مذاہب کے	۱۳۳
۶۶	اول ہندو دھرم قدرتی قانون ایوولیوشن یا ترقی رفتہ رفتہ کے مطابق انسان کو اپنے کمال پر	۱۳۴

نمبر شمار	نام مضمون	نمبر صفحہ
	پہچانتا ہے کسی خاص مصنوعی قواعد کا پابند نہیں ہے۔	
۶۷	دوئم وید قدیم ہے نہ حادث وہ کسی پیغمبر کی شفاعت سے انکاری ہے بلکہ نجات آدمیوں کے کرموں اور گیان پر منحصر کرتا ہے۔	۱۳۶
۶۸	سوئم۔ عالم قدیم ہے نہ دیگر مذاہب کی طرح چند ہزار سال سے مخلوق ہے۔	۱۳۷
۶۹	چہارم کرم کا مسئلہ۔	۱۳۸
۷۰	پنجم جنمانتر کا مسئلہ۔	۱۳۹
۷۱	ششم فضیلت روحانی وغیرہ۔	۱۴۰
۷۲	اختلافات باہمی فرقہ ہاء اہل ہنود۔	۱۴۱
۷۳	سکھ دھرم۔	۱۴۲
۷۴	آریہ سماج۔	۱۴۶
۷۵	آریہ سماج کی بنیاد۔	۱۴۸
۷۶	ہندو قوم کے مختلف فرقوں میں اتفاق کی ضرورت اور چند ضروریات اہل ہنود بنابراں کی بہبودی کے۔	۱۵۰
۷۷	وسائل بہبودی قوم ہنود۔	۱۵۳
۷۸	خصائل حمیدہ انسانی۔	۱۶۱
۷۹	سرشٹ آچار یعنی خاص آریہ دھرم۔	۱۶۲

آنند پریس واقعہ سُوتر منڈی لاہور

پریس ہذا کا بانی مبانی رسالہ "اُ" ہے۔ چونکہ آنند "اُ" کے ہمرکاب ہے جدھر جدھر "اُ" کی نظر توجہ ہوتی ہے۔ اُدھر اُدھر سے آنند پھُوٹ پھوٹ کر نکل پڑتا ہے اسلئے پریس ہذا قدرتاً اسی نام سے نامزد ہے ازابتدائے قیام پریس ہذا لغایتہ تاریخ ہذا اس میں سے صرف برہم ودیا ہی کے متعلق کتابیں نکل رہی ہیں اور امید ہے کہ جہاں جہاں سے اس قسم کی کتابوں کا خزانہ برآمد ہوگا۔ وہاں وہاں سے اُسکو نکال کر مستحقوں کی پیشِ نذر ہوگا +

بیوہارک کاروبار کی چھپائی میں بھی اس پریس کو کچھ دریغ نہیں جہانتک ہوسکیگا۔ عمدہ صفائی میں ارزاں قیمت پر ایسا کام چھاپنے کیلئے ہردم مستعد ہے کل معاملات مینجر سے خط وکتابت کرنے پر طے ہوسکتے ہیں +

اسوقت تک جو جو پستکیں پریس ہذا میں چھپکر تیار ہیں اُنکی تفصیل ذیل میں دیجاتی ہے

اول تو جلد اول رسالہ "اُ" ہی کہ جسکی خاطر یہ سب کچھ ہے تیار ہے اسمیں

رسالہ الف

کچھ شک نہیں کہ یہ جلد جو مجموعہ اُپنشد ہجھنی چاہیئے زمانہ حال کی روشنی والوں کیلئے اپنے اصلی اور سناتن دھرم کے سمجھنے کیلئے ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ قیمت فیجلد عہ روپیہ بلامحصولڈاک۔ مہاتما سادھوؤں کے لئے مُفت۔

یہ جلد مفصلہ ذیل مضامین کا مجموعہ ہے۔ (۱) "آنند" (۲) "زندہ کون ہے" (۳) "وحدت" (۴) "رام" (۵ و ۶) "بشاشت" (۷ تا ۱۲) صلح کہ جنگ (۱۳) گنگا ترنگ

موخرالذکر مضمون یعنی گنگا ترنگ بمقابلہ پہلے رسالوں کے حجم میں بہت ہی بڑا ہے۔ کوہستان ہمالہ دیوبھومی (ارض الملائک) بدرکا آشرم کے متصل گنگا کے کنارے پر ٹھیکرا ایکانت میں جو دید ہیں

شانتی بخش تازہ بتازہ نو بنو مضامین مجسم آنند کے دماغ روپی چشمے سے خود بخود بہ نکلے ہیں وہ گنگا ترنگ کے نام سے نامزد ہوئے ہیں +

معیار المکاشفہ یہ پنجاب کے ایک بڑے نامی گرامی اہلکار ریاست علامۂ عصر - عارف کامل مخزن فرہنگ بابا نگینہ سنگھ صاحب بیدی آتم درشی وکیل کپورتھلہ کی تصنیف الموسوم معیار المکاشفہ یعنے ترجمہ اردو چھاندوگ اپنشد ہے جسمیں بابا صاحب موصوف کے ساکھشات کار پرماتما کا ذکر بھی درج ہے - قیمت فیجلد ۱۲ ار بلا محصولڈاک +

Pay the way ہم ناظرین کو ایک اور مبارکباد دیتے ہیں کہ بابا صاحب موصوف نے دنیا کے اُپکار کی خاطر اپنی ایک اور بےنظیر تصنیف الموسوم "ویدانوچن" کے چھاپنے کی بھی ہمکو اجازت دیدی ہے اور اس کتاب کے اصلی نسخے کے جو ابتدائے تصنیف سے آجتک مثل گوہر بے بہا ڈبوں میں بند پڑا تھا ہم تک پہنچانیکے لئے ہم جناب دھرم مورت بابو ہری چند صاحب بہادر کلکٹر ریاست کپورتھلہ کے تہ دل سے مشکور ہیں کیونکہ یہ صاحب خود بڑی محنت اور شوق سے محض واسطے فائدہ عوام الناس اصلی نسخہ کو بڑی احتیاط سے نقل کرا کے خود مقابلہ کرکے کتاب ہذا ہمارے پاس واسطے چھاپنے کے بھیج رہے ہیں اس کتاب میں مصنف نے کل ویدوں کے مضامین کو بڑی خوبی سے اس طرح ادا کیا ہے کہ ایک چھوٹے بچے کو دقیق اور عمیق مضامین کے سمجھنے میں ذرا بھی دقت پیش نہیں آتی ہم کو اس نسخہ کے دستیاب ہونے سے کمال خوشی ہوئی ہے اور یقین ہے کہ اس سچی خوشی کا اثر ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ کل دنیا پر پڑیگا - امید ہے کہ عنقریب ہی یہ پستک چھپکر قیمت مناسب پر پیش نذر ناظرین ہوگی +

نارک خیالات یعنے سوامی شنکراچارج جی مہاراج کی تصنیف "آتم بلاس" کا فارسی ترجمہ مولفہ پنڈت چندربھان جی مہاراج کہ جنکو شہزادہ دارا شکوہ نے شاستر کی کئی کتب نایاب کے ترجمہ کرنے ہی کے کام پر تعینات کیا تھا موجود ہے قیمت فیجلد ۳ر بلا محصولڈاک +

ओं हरि ओं तत्सत

باب اوّل پیدائش عالم

وید مقدّس سلسلہ کائنات ازلی و ابدی ہے

ہندوؤں کا مذہب قدرتی مذہب ہے نہ مصنوعی اور حادث ٭ اُسکی بنیاد ازلی کلام وید مقدس پر قایم ہے ٭ وید کو شبد برھم کہتے ہیں۔ اور اُس کی نسبت برھم سے وہی ہے جو بدھی کی آتما سے۔ یعنی نفس ناطقہ کی روح القدس سے ٭ دوسرے الفاظ میں وید ایشر کا گیان ہے۔ اور جس طرح کوئی صانع کامل اپنی صنعت کو اپنے علم سے پیدا کرتا ہے اُسی طرح ایشر پرماتما سرشٹی کو گیان سروپ وید دوارا پیدا کرتا ہے ٭ جس طرح قادر مطلق انادی اور اننت ہے اُسی طرح اُسکی قدرت اور رچنا انادی اور اننت ہے۔ جسطرح دیگر مذاہب کی متبرک کتابیں محض پیدائش عالم کو چند ہزار سال سے تصور کرتی ہیں۔ وید سرشٹی کا آد نہیں مانتا۔ اس مقولہ وید کی تائید تجربہ سائینس سے بھی ہو چکی ہے۔ مثلاً تحقیقات علم ہیئت نے ثابت کر دیا ہے کہ بعض ستارگان ارب کھرب میلوں سے بھی دور تر زمین سے ہیں۔ اور گو روشنی ہزاروں میلوں کا فاصلہ فی لمحہ طے کرتی ہے تاہم اُن ستاروں کی روشنی آجتک زمین پر نہیں پہنچ سکی۔ علم جیالوجی سے تحقیق ہو چکا ہے کہ انسان کی ہڈیئیں ۱۰ لاکھ برس سے بھی زیادہ مدت کی زمین پر موجود ہیں اگر پیدائش عالم محض ۵-۶ ہزار سال سے مانی جاوے تو خالق الکائنات کو قدیم ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ مادی اشیا ضرور پیدا اور فنا ہوتی ہیں۔ لیکن ایک ذرہ بھی مادہ کا زوال پذیر نہیں ہے صورت اُسکی بدلتی رہتی ہے۔ ظہور اور بطون دو حالتیں جہان اور

اشیاء جہانی کی ہیں۔ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں سے ندی نالہ اُتر کر ہزاروں کوسوں تک زمین کو سیراب کرتے ہوئے سُمندر میں جا ملتے ہیں۔ اور پھر اُسی سُمندر سے حرارت آفتاب سے بادلوں کی شکل میں تبدیل پذیر ہو کر انہیں پہاڑوں کی بلند سطح پر پانی یا برف کی صورت ہو کر گرتے ہیں اور پھر دریا کی دھار ہو کر بحرِ ذخار میں جا داخل ہوتے ہیں۔ بیج سے درخت اور درخت سے بیج۔ اسطرح کا سلسلہ کون و فساد جہاں کا ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ **شعر**

لاکھوں کروڑوں برس پھیں بحرِ ژرف میں
آوے نہ بحر وہ کبھی نقصان و صرف میں
شمس و قمر ستارے سب ڈوب جائینگے
پہ شمس ذاتِ مطلق کا تھاہ نہ پائینگے

جس طرح بلحاظ زمان کارخانۂ جہاں بیحد و بے پایاں ہے اسی طرح بلحاظ مکان بھی یہ سلسلہ بیکراں ہے۔ پورانوں میں پرماتما کو اسنکھ کوٹی برہمانڈ ناتھ کہا ہے۔ یعنی کروڑوں طبقات عالم کا مالک مشہور فلاسفر نیوٹن کا مقولہ ہے کہ اگر خدانخواستہ زمین۔ چاند۔ عطارد۔ زحل وغیرہ سیارگان معہ اُنکے مرکز آفتاب کے یک لخت غائب ہو جاویں تو کائنات الہی میں اُنکا عدم اتنا بھی محسوس نہیں ہوگا۔ جیساکہ ہزاروں کوسوں کے کنارہ سمندر سے ایک ذرہ ریت کا پانی میں ڈال دیا جاوے۔ گورو نانک صاحب کا مقولہ ہے۔ لاکھ اکاسان اکاس۔ لکھ پاتالاں پاتال۔

مقصد پیدائش عالم

اس بچتر رچنا یعنی گوناگون بے انتہا پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ وید میں لکھا ہے کہ ابتدائے میں ست پرماتما ہی تھا ارادہ ازلی ہوا کہ میں ایک سے انیک ہوؤں۔ پھر اُس پرماتما نے اننت لوک پیدا کئے اور وہ واحد ذات خود ہی بہ شکل کثرت نمودار ہوئی۔

سری مدبھاگوت میں لکھا ہے کہ جس طرح ایک عالیشان بادشاہ اپنے پُرتکلف محلات شاہی کے
آرام کو چھوڑ کر شکار کے شوق میں جنگل کی تکلیفوں کو سہتا ہے۔ اسی طرح یہ پرمانند سروپ پرماتما
اپنی لیلا سے جگت کو رچتا ہے۔ اور خود جیو ہو کر مختلف جیونیوں میں پرویش کرتا ہے۔ جیو ایشر کی
حقیقت زیادہ صراحت سے آگے ظاہر کی جاوے گی۔ بالفعل اسقدر کہنا کافی ہے کہ جگت کی
رچنا ارادہ ازلی وحدت سے کثرت میں آنے اور بھگوت لیلا کے لئے ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ
جیووں کے انادی کرموں کے پھل بھوگنے کے لئے سلسلہ جہاں کا قایم رہتا ہے جسطرح انتظام
بادشاہی۔ بلندی و پستی ارکانِ شاہی و سلسلہ نظم و نسق رعایا کی داد دہش و آرام کے لئے
قایم رہتا ہے۔ اسی طرح کارخانہ نظام سلطنت ابدی جیووں کے کرم پھل کے لئے بنا رہتا
ہے۔ انادی اوِدّیا (جہل) سے واسنا (خواہش)۔ واسنا سے کرم۔ کرم سے سنسکار۔ سنسکار سے پھل یعنی جنم
وسکھ دُکھ جنم سے پھر کرم۔ اسی طرح جنم کرم کا دور تسلسل بیج اور درخت کی طرح قایم رہتا ہے
اُس مستغنی بے نیاز پرماتما کو جگت کے پیدا اور فنا کرنے سے کیا غرض تھی نہ اُسکو کسی جیو کو دُکھ
سُکھ دینے کا منشاء ہے بلکہ وہ عین پرمانند سروپ ہے جس قدر جیو اُسکی چرناربند میں دھیان
لگا ویگا اُسی قدر اُسکے بے انت خزانہ پرمانند سے مالامال ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی وہ نیایک
اور عادل ہے اور اُسکی عدالت تقاضا کرتی ہے کہ ہر ایک بشر کو ثمرہ اُسکے اعمال کا دیا جاوے
اور چونکہ جیووں کے کرم ختم نہیں ہوتے اسلئے اُنکا پھل بھی بے انت ہوتا ہے۔ لیکن
حقیقت آتما کی شانت اور پرمانند سروپ ہے اس لئے سنسار چکر سے مخلصی کا موقعہ بھی
ہوتا ہے جبکہ یہ مختلف یونیوں سے سیر کرنیوالا پرش اپنے آرام حقیقی میں براجمان ہوتا ہے
اور جیو کی کمی کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہوا اعلےٰ مدارج ہستی پر فائز ہو
اور اُس ہستی مطلق۔ لاانتہا طاقت۔ اور علم و جلال لازوال سے وصال حاصل کرے۔
جو اصل حقیقت اُس آتما کی ہے ....

۵ بشنو از نے چوں حکایت میکند | وز جدائیہا شکایت مے کند
از نیستاں چوں مرا ببریدہ اند | از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

اُتپتی اور پرلے

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس سنسار چکّر کا پرواہ انادی اور اننت ہے۔ لیکن اسکی بھی دو حالتیں ہیں۔ ایک حرکت دویم سکون۔ کروڑوں برسوں تک سلسلہ پیدائش یا اُتپتی اور استتھی کا رہتا ہے اور پھر پرلے ہو جاتی ہے وہ بھی اُسی مدت تک رہتی ہے۔ جبکہ محض ذات مطلق ہی باقی رہ جاتی ہے۔ جیو اور سرشٹی پھر بھی ناش نہیں ہوتے کہ ابدی ہیں اُنکی حالت کا خاتمہ محض اُسوقت ہوتا ہے جبکہ محدود سے لامحدود ہو کر اپنے اصل کے ساتھ وصل پاتے ہیں۔ پس پرلے کے زمانہ میں وہ اویکت یعنی حالت بطوں میں رہتی ہیں جس طرح کہ بڑ کا بھاری درخت بیج کی صورت میں حالت بطوں میں رہتا ہے۔ زمانہ آرام کے بعد پھر جیوؤں کے کرم متقاضی اس امر کے ہوتے ہیں کہ بازار ہستی کا گرم ہو۔

سرشٹی کرم کا سلسلہ

سرشٹی کرم کا سلسلہ وید بھگوان اس طرح بیان کرتے ہیں۔ اُس پرماتما کے ارادہ ازلی سے آکاش پیدا ہوا۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے۔ پرتھوی۔ پرتھوی سے ان یعنی نباتات۔ نباتات سے حیوانات مُدرک۔ منوسمرتی میں تفصیل کے ساتھ اس بارہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ادھیائے اول منوسمرتی پر جو نوٹ راقم نے اُس موقعہ پر لکھے ہیں۔ اُنکو بجنسہ ذیل میں نقل کرتا ہوں:

آکاش۔ وایو۔ اگنی وغیرہ کو پانچ تت یا مہا بھوت یعنی عناصر اولے کہتے ہیں۔ ان مہا بھوتوں

کی دو حالتیں ہیں۔ایک (अपंचीकृत) اپنچی کرت یعنے حالت مفردہ دوم
پنچی کرت یعنی مرکبہ آکاش کا گن شبد یعنی آواز ہے گو انتقال آواز کا بذریعہ ہوا کے
ہوتا ہے۔لیکن دراصل آواز خاصہ آکاش کا ہے جسکو خلا کہتے ہیں یہی ایتھر (Ether)
ایک لطیف مادہ کا بھی مخزن ہے۔گو آکاش ظاہرا لاشئے معلوم ہوتا ہے۔لیکن دراصل
وہ بحر ناپیداکنار ہے جسکے شکم میں کروڑوں طبقاتِ عالم چکر کھا رہے ہیں اور کل اشیاء
دنیا کا وجود اُسی کے آسرے قایم ہے۔لیکن عام انسانوں کی سہو و خطا کی یہ حالت ہے
کہ مکانات۔پہاڑ۔دریا۔وغیرہ اشیائے ظاہری کو تو ست یعنے حقیقی مانتے ہیں۔
اور جس مہا آکاش کے وجود پر ہستی ظاہری ان سب اشیاء کی مبنی ہے اُس کو
است یعنی لاشئے سمجھتے ہیں +

غیر متحرک آکاش میں جب ارادہ ازلی سے حرکت پیدا ہوئی اُس حرکت کا نام وایو یعنی
ہوا ہؤا اور اُس کا گُن سپرش یعنی قوت لامسہ ہوا۔ہواؤں کے کسر و انکسار سے آگ
پیدا ہوئی۔آگ کا گُن روپ یعنی صورت ہوا۔مرکب آکاش اور ہوا میں بھی صورت
نذارد ہے آگ کے ملنے سے صورت نمودار ہوتی ہے + سائنس زمانہ حال کی تحقیقات
سے بھی ثابت ہوا ہے کہ اشیائے کے رنگ سورج کی کرنوں سے پیدا ہوتے ہیں۔
سورج مخزن یا مظہر آتش یعنی حرارت قدرتی کا ہے۔گویا کہ روپ گُن اگنی کا ہے۔
آگ سے پانی پیدا ہوا مع رس گُن کے یعنی قوت ذائقہ کے چنانچہ حرارت سے پسینہ پیدا
ہوتا ہے۔رطوبت حقیقی علیحدہ مادہ ابتدائی ہے جو مہا بھوتوں کی پیدائش سے بھی
پہلے موجود تھا۔پورانوں میں جو لکھا ہے کہ نارائن جل پر آرام کرتے ہیں۔اور انجیل میں
بھی لکھا ہے کہ خدا کی روح پانی پر تیرتی تھی۔وہ پانی رس رطوبت حقیقی سے مراد ہے
وید مقدس میں ازلی ابدی دو ہی قوتیں بیان کی گئی ہیں۔اگنی اور سوم یعنے حرارت

اور رطوبت ؛ اُنکے مختلف نام ہیں۔ مثلاً پران۔ اگنی وغیرہ ایک قوت فاعلی ہے دوم مادہ انفعالی۔ تحقیقات سائنس سے بھی دو قواے قدرتی ثابت ہُوئے ہیں ایک کو فورس یعنی قوت حرکت دوسرے کو میٹر یعنی مادہ کہتے ہیں پانی جب منجمد یا کثیف ہو گیا تو اُس سے زمین پیدا ہوئی معہ اُسکے گُن گندہ یعنے شامہ کے ؛

جیالوجی اور جغرافیہ طبعی کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پانی ہی کثیف ہو کر زمین ہو گیا ۔ زمین میں جوہر پنج گُن جمع ہُوئے اسلئے زمین سے موجودات ذی روح پیدا ہُوئی اُس میں ہر پنج قوت کم و بیش موجود ہوتی ہیں ؛

پیدائش عالم سہ گانہ و حقیقت دیوتاؤں کی

اعضائے حسّی یعنے آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان۔ چرم۔ بدن بھی ان پانچ عناصروں سے پیدا ہو گئے ہیں۔ علے ہذا اعضائے حواس عملی بھی پانچ عنصروں سے جداگانہ پیدا ہوئے ہیں اور اُنکے دیوتا بھی جداگانہ ہیں۔ اُسکو پیدائش سہ گانہ کہتے ہیں ؛ آدی دیو یعنی دیوتا جو متحرک قواے قدرتی ہیں۔ دوم ادھیاتم یعنی آلات اظہار قواے۔ حواس اور دل وغیرہ۔ سوم ادی بھوت یعنی مخلوقات جپر اثر اُن قواے کا ہوتا ہے مثلاً سورج آنکھ کا دیوتا ہے جس سے فیضان نور بصارت کا اندر اور باہر سے ہوتا ہے۔ آنکھ ادھیاتم یعنے آلہ ہے اور اشیاے دیدنی ادی بھوت ہے علے ہذا سب قوائے کے سہ گانہ تعلقات جداگانہ ہیں ؛

دیوتاؤں کی حقیقت زیادہ تفصیل کے ساتھ آگے درج کی جاویگی۔ مجملاً ہمارے شاستروں کا سدھانت یہ ہے کہ کسی چیز کو دُنیا میں قیام بجز ذات پرماتما کے نہیں رہ سکتا ؛ آکاش آدک وغیرہ اشیاے کثیف محض ظہور ظاہری اس پرم سُوکشم یعنی لطیف ترین ذات کے ہیں ؛ وجود حقیقی اُسی ایک واحد ذات کا ہے۔ اور

وجود نمودی اشیاے جہان کی اُسی کے ایک وجود کے جداگانہ اظہار ہیں ÷ تحقیقات علمی زمانہ حال نے بھی اُسی ایک واحد وجود کی دو حالتیں بیان کی ہیں ایک noumenon نومی نن دوم phenomenon فینامی نن یعنی وجود مطلق اور وجود نمودی - لیکن سائینس ابھی اُس ذات بابرکات و منبع حیات کی کنہ حقیقت سے بے بہرہ ہے اور چونکہ بقول وید بھگوان کے عقل اور زبان اُس بے نشان ذات تک پہنچکر کندہ ہوکر واپس آجاتی ہیں اس لئے اہل سائینس مردہ میٹر سے بڑہکر اُس ذات حیّ القایم کو نہیں دیکھ سکتے ÷ گو فضلاے متاخریں اہل سائینس بھی بہ برکت مطالعہ فلاسفی مشرقی کے اب کسی قدر اُسکی حقیقت کے قایل ہوتے جاتے ہیں - چنانچہ ہربرٹ سپنسر ایک فاضل اجلّ سائینس دان زمانہ حال بھی قایل اس امر کا ہے کہ میٹر matter کے پردہ سے آگے ایک لامفہوم ذات ضرور موجود ہے جو قیوم اور لازوال ہے پس وہ ہی پرماتما دیوؤں کا دیو ہے - روحوں کا روح - اجر - امر - ساکھی - انتریامی سب دیوتا اُسی کے تجلیات ہیں - وہی سورج کی گرمی چاند کی سردی - بادلوں کی کڑک اور بجلی کی دمک میں موجود ہے - لیکن سورج کی اُپادھی یعنی تعیّن میں آکر سورج دیوتا کہلاتا ہے - اور چاند میں چندرماں دیوتا وغیرہ جس طرح زمینی بادشاہ چندروز کے لئے ظاہری انتظام اُسی طاقت شہنشاہ حقیقی سے اخذ کر کے کرتے ہیں اُسی طرح دیوتا آسمانی کُل کائینات اور مافیہا کا انتظام اُسی سرب شکتی مان پرماتما کی طاقت سے کرتے ہیں لیکن اُن کا اکار اور اہنکار یعنی وجود اور خیال انانیت ویسا ہی حقیقی نہئے ہے جیسا کہ زید و عمر و بکر کا - لیکن طاقت اور عمر اُن کی بہت بڑھکر ہے ÷ اعلےٰ دیوتاؤں کا وجود کروڑوں بلکہ اسنکھ برسوں تک رہتا ہے اور اُنکی طاقت بے تعداد جہانوں پر موثر ہوتی ہے ÷ آجکل کی نئی روشنی کے ٹڈنے (کرمک شب تاب) سورج آدی مہا تیج وان دیوتاؤں کے وجود کے قایل بھی نہیں ہیں - وہ سمجھتے ہیں کہ آفتاب ایک بیجان

اور غیر مُدرک کرۂ روشنی کا ہے لیکن ذرا غور سے نہیں دیکھتے کہ آیا دُنیا میں غیر مدرک شئے ذرا بھی حرکت یا کوئی اثر دوسری شئے پر پیدا کر سکتی ہے۔ سلسلہ کائینات میں چیونٹی سے لیکر برہما تک دیکھو دو ہی طاقتیں اُن میں پائی جاتی ہیں۔ ایک کرم شکتی دوم گیان شکتی۔ یعنی قوت حرکت اور قوت اِدراک۔ کرم شکتی بھی گیان شکتی کی ایک حالت کا نام ہے؞ اصل میں بدوں اِدراک کوئی تبدل و تغیّر جہاں میں نہیں ہو سکتا جگت یعنی جہاں نام ہی حرکت تبدّل و تغیر کا ہے۔ یہ قوت اِدراک مثل دیگر گنوں یا قواے کے کسی ذات کے آسرے رہتی ہے در اصل ایک ہے؞ ذات واحد سب قوموں کا منبع ہے۔ لیکن جب جب قلب یا من کے ساتھ اس کا اتصال ہوتا ہے اسکے اپنے سحر عجیب سے وہ جداگانہ اہنکار یا انانیت اُس اُپادھی کے ساتھ پیدا کر لیا ہے جزی تعینّا جیو یعنے مخلوقات کہلاتے ہیں۔ اور کلی تعینات دیوتا یا ملایک وغیرہ ناموں سے نامزد ہوتے ہیں؞

ترموُرتی یعنے ہندوون کی تثلیث اور پیدائش تکوینی اور تولیدی

پہلے دو مضامین میں ہم سرشٹی کرم یعنے سلسلہ پیدائش جہان کا بموجب شُرتی وید مقدس
کے دکھلا چکے ہیں۔ کہ پرماتما نے پہلے اکاش کو پیدا کیا۔ اور اکاش سے سلسلہ وار ہوا۔ آگ۔
پانی۔ اور زمین پیدا ہوئی۔ گویا مادہ ازلی لطیف حالت سے کثیف تر ہو گیا۔ اُسی پرماتما کے سنکلپ
سے پہلے پرجاپتی یعنے برہما پیدا ہوا۔ جو موکل آفرینش جہان کا ہے۔ دیوتاؤں کی حقیقت کے بارے
میں بھی پہلے لکھا جا چکا ہے۔ کہ ایک ہی پرماتما مختلف شکتیوں دوارا نانا روپ ہو جاتا ہے
اور وہ سرب شکتی منترہ آتما اپنی شکتیوں دوارا کارروائی پیدائش اور قیام اور فنا جگت کا
کرتا ہے۔ پرکرتی یا قدرت کے تین گُن ہیں۔ ایک رجوگُن یعنے قوت ارادی۔ دوم ستوگُن
یا قوت تمیز۔ سوم تموگُن یا قوت غضبی۔ رجوگُن آدھشٹاتری دیوتا برہما جی۔ اور تموگُن آدھشٹاتری
دیوتا شیوجی ہے۔ اور ستوگُن آدھشٹاتری دیوتا وشنو بھگوان۔ برہما کی شکتی کا نام سُرستی دیوی
ہے جو علم اور کلام کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔ اور وشنو کی شکتی کا نام لکشمی جو کہ دولت وحشمت و
اقبال کی دیوی ہے۔ اور شیوجی کی شکتی کا نام مہاکالی یا چنڈی ہے۔ پیدائش اور قیام جہان
کا سلسلہ دیوتا اور دیوی کے ملنے سے ہوتا ہے جسکو اصطلاح سائنس میں فورس FORCE اور
میٹر MATTER بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہ فورس اور میٹر محض جڑ چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ

ساکھشات دیوی دیوتا ہیں۔ وید وکت کرموں اور اُپاسنا دوارا ہماری دعاؤں کو قبول کرتے اور پھل دیتے ہیں۔ اور آسمانی بادشاہت میں اپنے اپنے مفوضہ کاموں کو انجام دیتے رہتے ہیں جن فقرائے صوفیائے کو بھی زُہد و ریاضت سے صفائی باطن اور راز دانی کا کمال حاصل ہوا۔ انھوں نے اِن دیوتاؤں کا نام رب النوع اور پرماتما کا نام رب الارباب رکھا چونکہ پرجاپتی یا برہما جی جبکہ مادہ ازلی سے پیدا ہو کر کہا۔ کہ میں کون ہوں۔ اور کیوں پیدا ہوا۔ اُسی وقت آوازِ غیب آئی۔ کہ تپ تپ یعنے زُہد اور بچار کرو۔ اس تفکر سے ان کو علم باطنی حاصل ہوا اور وید کا الہام اِن کے دِل پر ہوا۔ اور دیو شکتی اِن میں نمودار ہوئی۔ اُنہوں نے اپنے سنکلپ سے پہلے آدرشیوں سنک۔ سنندن۔ انگرس۔ آدی کو پیدا کیا۔ اور حکم دیا کہ جگت کی پیدائش کرو۔ مگر چونکہ وہ تکوینی پیدائش تھی۔ اور غلبہ عرفان (گیان) کا ان پر زیادہ تھا۔ اس لئے وہ محض تپ اور سمادھی میں مُستغرق رہتے تھے۔ آخرش پرجاپتی دوگانہ روپ ہو گیا۔ ایک نر ایک ناری یعنے پُرش اور استری اور سلسلہ وار ہر ایک چیز کا جوڑا پیدا ہوا۔ اور اِن سے تولیدی مخلوقات پیدا ہوئی۔ اور سلسلہ جہان کا جس طرح پہلے یگوں میں تھا۔ پیدا ہونے لگا۔ اور سہ گانہ پیدائش نمودار ہوئی۔ یعنے آدی دیو۔ دیوتا وغیرہ جن سے فیضان طاقت اور ادراک کا ہے۔ ادھیاتم حواس و عقول جو آلات طاقت اور ادراک کے ہیں۔ آدمی بھوت محسوسات و اشیای مدرکہ گویا دورِ جہان کا آغاز نر و مادہ کے امتزاج سے ہوا۔ اور عورت ہی باعث اجرای اِس سلک کی ہوئی

چار یگوں کا سلسلہ

دوران جہان کی تقسیم چار یگوں پر ہمارے شاستر میں بیان کی گئی ہے۔ اوّل ست یگ جس کا امتداد ۱۷۲۸۰۰۰ سال تک رہتا ہے۔ دوم ترتیا جو ۱۲۹۶۰۰۰ سالوں تک رہتا ہے۔ سوم دواپر ۸۶۴۰۰۰ سال تک رہتا ہے۔ چہارم کلجگ جو ۴۳۲۰۰۰ سال تک رہتا ہے۔ انسانوں کے پندرہ دن کا ایک پِتر دن

یا چندر لوک کا ہوتا ہے۔ اماوس چندر لوک کی دوپہر ہوتی ہے۔ اور پورنماشی اُسکی آدھی رات تحقیقات حال سے بھی چندر لوک کے دن رات کی امتداد یہی پائی گئی ہے۔ اسی طرح ہمارا ایک سال دیولوک کے ایک دن کے برابر ہوتا ہے۔ اُترائن کی ششماہی جو قریب ماہ پوس سے شروع ہوتی ہے۔ اور جس میں دن بڑھنے شروع ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کا دن ہے۔ اور دکھنائن کی ششماہی اُن کی رات۔ پِتر لوک اور دیولوک کی تفصیل آگے آئے گی۔ چار یگوں کا مجموعہ برابر ایک کلپ یا برہماجی کے ایک دن کے ہوتا ہے۔ یعنے برہماجی کے دن میں جگت کا قیام رہتا ہے۔ اور اُن کی رات میں جگت کا فنا۔ اس عالم ظاہری اور اشیائے جزوی میں بھی سلسلہ ظہور و بطون کا برابر ہر ایک شے میں نظر آتا ہے۔ اسی طرح عالم مجموعی میں کبھی جہان کا قیام اور کبھی اُس کا فنا ہوتا رہتا ہے۔ برہماجی بھی اپنی کروڑوں برسوں کی عمر ختم کرکے واصل ذات حق ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح باقی دیوتا بھی اپنے ایام معہودہ کے بعد اپنا عہدہ دوسرے دیوتاؤں کو دیتے ہیں۔ گویا دیوتاؤں اور برہماجی کی پدوی تک نتیجہ کرموں کا ہے۔ اور اس لئے ہر ایک انسان اپنے اعمال اور تپ اوپاسنا کے ذریعہ پرجاپتی سورج اندر کی پدوی کو حاصل کرسکتا ہے؂

اب کلجگ کے پانچہزار سال خاتمہ پر آنے والے ہیں۔ بکرماجیت کے سمت موجودہ حال سے پہلے یدھشٹر کا سمت جاری تھا۔ بہت سی پُرانی کتابوں اور کتبوں یا کندیدہ پتھروں وغیرہ پر اب بھی یدھشٹر کا سمت لکھا ہوا ہے۔ اور پورانے راج ترنگینوں یا تواریخوں سے جو محقق القدامت عالمان یورپ نے فراہم کئے ہیں۔ یدھشٹر سے لیکر ساٹھوار دور حکومت مہاراجگان دہلی کے ظاہر ہوئے ہیں۔ بسواے اس کے علم ہیئت کی تحقیقات میں جس میں اہل ہند اول درجہ کی کمالیت رکھتے ہیں۔ دوران امتداد مہر چہار یگوں کے وہی ثابت ہوئے ہیں جو منوسمرتی و

دیگر دھرم شاستروں میں لکھے ہیں۔ مثلاً اگر جملہ سیارگان کی گنتی کا حساب کیا جائے جو آسمان
پر مختلف تیزی سے دورہ کرتے ہیں تو سب کے دورہ کے خاتمہ کا وہی وقت بروے حساب آویگا۔
جبکہ پرلے کال کا زمانہ آتا ہے جس کو برہما کی رات کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں شری رام چندر و شری کرشن چندر
اوتاروں کے پیدا ہوئے یعنے جنم کنڈلیوں سے بروے حساب جوتش کے وہی زمانہ محقق کیا گیا
جو پرانوں میں اُن کے لئے درج ہوا ہے۔ مہابھارت کے ایک شلوک میں اس زمانہ
کا زائچہ دیا ہوا ہے۔ جبکہ کروکشیتر کی صف شکن لڑائی ہوئی تھی۔ چند سال ہوئے کہ ایک
مدراسی مہندس نے گرہ چال کا مفصل حساب درج کر کے ہنگامہ مذکور کا زمانہ ایک رسالہ
تھیوسافیسٹ میں لکھا تھا۔ معتقد ہندو اب بھی اپنے یومیہ سنکلپ میں جوتش کے سب انگوں
کو یعنے یُگ نچھتر وغیرہ کو یاد کرتے ہیں۔ گویا ابتدائی آفرینش جہان سے تاریخ دنیا کا سلسلہ
ہر روز قایم کرتے رہتے ہیں اِن وجوہات سے شمار امتداد یُگوں مندرجہ ہندو شاستروں کا بخوبی ثابت ہو سکتا ہے
ست جُگ کے زمانہ میں لوگوں کی عمر بھی زیادہ ہوتی تھی۔ اور دھرم کے اجزا یعنے ست۔ دیا
دان۔ تپ سب قایم ہوتے تھے۔ لوگ زیادہ سادھی اور تپ کا ابھیاس کرتے تھے۔ دنیادون
و ناپائدار کی خواہشوں میں مبتلا نہیں ہوتے تھے۔ تریتا جگ میں تین حصہ دھرم کے رہجاتے
ہیں۔ اور زیادہ مشاغلہ لوگوں کا تپ یعنے زہد ریاضت کا ہوتا ہے۔ انتظام بادشاہی کا بھی شروع
ہوجاتا ہے۔ دواپر جگ میں زیادہ تر یگ۔ دان۔ مندروں اور دیوتاؤں کی پوجن کا
مشاغلہ ہوتا ہے۔ کلجگ میں محض چہارم حصہ دھرم کا باقی رہتا ہے۔ اور اس زمانے کے لئے
زیادہ تر ہری بھگتی ذریعہ نجات کا ہوتا ہے۔ یعنے دیگر سادھن یگ آدک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے
آسان طریق کلیان یا سعادت کا پرماتما کے چرنارہند میں پریم اور بھگتی کا ہے۔ چنانچہ سورداس
جی کا مقولہ ہے۔

ست جُگ ست تریتا تپ سنجم۔ دواپر پُوجا آچار
سور بھجن کلی کیول کیو موری لجیا راکھ مُرار

اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ ایشور کا گیان ناممکن ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ کلجگ کے منوکھ تھوڑی عمر اور طاقتوں والے اور کم حوصلہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے سادھن بھی آسان یعنے ہری بھگتی بذریعہ ایشور کی مورتیوں اور مندروں اور تیرتھ جاترا اور شبد کیرتن وغیرہ کے زیادہ مفید ہوتی ہے ؛

باب دوم

کرم کانڈ یعنے اعمال اور اُن کا ثمرہ

تری کانڈ وید یعنی وید سہ گانہ

وید مقدس میں جیو کی کلیان کے تین سادھن لکھے ہیں۔ جس کو ترے کانڈ وید त्रिकाराड वेद کہتے ہیں۔ یعنے کرم۔ اُپاشنا۔ گیان۔ ہر ایک کی صراحت مجملاً کی جاوے گی۔ کرم کے معنے فعل یا کام کے ہیں۔ اُپاشنا کے معنے قُرب یعنے مصروفیت دل کی پرماتما میں۔ گیان بہ معنے معرفت حقیقت پرماتما کی ہے۔ کرم مشاغلہ جسمانی ہے۔ اُپاشنا مشاغلہ عقلی اور گیان مشاغلہ روحانی بلکہ اصل ذات حق۔ عالم ظاہری سب کرم جنیہ ہے۔ یعنی اُس کی پیدائش اور فنا سب کرموں سے ہی ہے۔ کرموں سے ہی جیو کی پیدائش ہوتی ہے۔ کرموں دوارا ہی اس کو سکھ دُکھ ملتے ہیں اور جنم دینے والے کرموں کے خاتمہ پر اس کی زندگی بھی خاتمہ ہو جاتی ہے۔ پھر زندگی بھر کے کرموں کے بھوگنے کے لئے اس کو دوسرا جنم ملتا ہے۔ اور پھر اس جنم کے کرموں کے بھوگنے کے لئے تیسرا علیٰ ہذا سلسلہ جنم جنمانتر کا جاری رہتا ہے۔ تاوقتیکہ گیان یعنے معرفت حقیقت پرماتما سے کرم بندھن سے نہ چھوٹے ؛

پنچ اگنی ودیا یعنی جیئوں کا سلسلہ پیدائش و ترقی مدارج اور نرک سُورگ کی گتی۔

جیووں کے جنم کا پرکار وید میں اِس طرح پر لکھا ہے کہ جس کو پانچ اگنی ودیا کہتے ہیں۔ کیونکہ پانچ اگنیوں یا انجنوں میں ہوتا ہوا جیو انسان کی شکل میں آتا ہے۔ یعنے پہلے بادلوں سے بشکل پانی زمین میں آتا ہے۔ پھر زمین میں بشکل روئیدگی پیدا ہوتا ہے۔ پھر انسان یا حیوان کے جسم غذا کے ساتھ نزول کرتا ہے۔ پھر باپ کی منی کے ذریعہ ماں کے رحم میں آتا ہے۔ بدفعہ اخیر اِس کو چِتا کی آگ میں ہوم کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے اپنے کرموں دوارا پِتر لوک یا دیو لوک یا مرت لوک میں جاتا ہے وید وکت کرموں سے چندر لوک یا بہشت کو جاتا ہے۔ جہاں عجیب و غریب نعمتیں اور بھوگ جسمانی اس کو ملتے ہیں۔ کرم اور اُپاشنا یعنے سچی ہری بھگتی کے ذریعہ دیو لوک کو جاتا ہے جسکو سُورج لوک اور برہم لوک وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں جہاں لذاتِ جسمانی سے بڑھ کر لذاتِ روحانی حاصل ہوتی ہیں۔ اور دیدار الہی نصیب ہوتا ہے۔ ملے ہوئے پُن پاپ کے کرنے سے پھر جامہ انسانی میں آتا ہے۔ اور یہاں بھی اُس کو مختلف مدارج کے سُکھ اور دُکھ بمطابق اپنے اعمال گذشتہ کے حاصل ہوتے ہیں۔ غلبہ پاپ سے حیوانات کے وجود میں نزول کرتا ہے۔ اور گناہوں کبیرہ کے بدلے نرک یعنے دوزخ کا عذاب سہتا ہے۔ لیکن ایک شکر کی بات ہے۔ کہ ہم آریاؤں کا ابدی دوزخ اور ابدی بہشت نہیں ہے۔ کہ لا انتہا مدت تک جہنم کی آگ میں جلا کریں۔ بلکہ بروئے قانون تعزیرات الہی کے ایک مدت معینہ کے لئے اُس کو عذاب سہنا پڑتا ہے۔ پھر بمطابق اپنے پہلے اعمال کے اُس کو جسم حیوانی ملتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ بدن انسان میں جدید امتحان کا موقعہ اِس کو دیا جاتا ہے۔ اگر اس بلند ترین زینہ کمالات سے گر جاوے۔ تو پھر نیچے گرتا جاتا ہے۔ اِس لئے بار بار ہمارے آچاریوں کا اُپدیش ہے۔ کہ بڑی محنتوں اور صدقوں کے بعد جامہ

انسانی حاصل ہوتا ہے جس میں پرماتما کے سروپ کا گیان حاصل کر کے جنم مرن کی پھانسی کو توڑ سکتا ہے۔ بہر حال کم سے کم اعلےٰ مراتب دیولوک یا چندرلوک کی پراپتی کے لئے تو شبھ کرموں اور پرمیشور کی بھگتی دوارا کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ آخرش ہمیت

دست بر دست میز ند کہ دریغ ۔ نشنیدم حدیث دانشمند

شُبھ گتی یا کلیان یا سعادت کے طریق تفصیلوار شاستروں میں لکھے ہیں۔ شاستروں کا شرون اور مہاتماؤں کے سنگ ہی سب سے عمدہ ذریعہ حصول دولت سرمدی اور دُور کرنے تکالیف ابدی کا ہے۔

کرم پہلے دو قسم کے ہیں۔ لوکک اور ویدک یعنے دُنیاوی اور دینی۔ لوکک کرموں کی تشریح

کرموں کے اقسام و پنچ یگ آدی

کرنے کی شاستروں کو ضرورت نہیں ہے۔ ویدک کرم تین قسم کے ہیں۔ نت[1] नित्य نیمتک[2] नैमित्तिक پرائشچتک[3] प्रायश्चित्तक نت کرموں میں برہم یگ[1] ब्रह्मयज्ञ یعنے روزانہ سندھیا تین کال یا دو کال کا کرنا۔ دیو یگ[2] देवयज्ञ یعنے وید منتروں اور اگنی میں ہوم کرنا۔ پتر یگ[3] یعنے ترپن پتروں کا شرادھ وغیرہ۔ اور بزرگوں کی سیوا کرنی۔ رکھی یگ[4] ऋषियज्ञ یا آدھیین अध्ययन یعنے وید کا پڑھنا۔ بھوت یگ[5] भूत यज्ञ ویشں دیوبلی वैश्वदेव बलि اور پشوؤں اور جیووں کو ان دان دینا اور ابھیاگت अभ्यागत یعنے مسافر یا مہمان کی تواضع کرنی اور دان پُن کرنا۔ دوم نیمتک नैमित्तिक یعنے خاص دنوں کے کرم۔ مثلاً تیرتھوں پر جا کر خاص قسم کے جپ دان اور برت کرنے۔ وید وکت वेदोक्त سنسکار یا سے یگیوپویت यज्ञोपवीत بواہ سنسکار وغیرہ یا تہواروں پر پوجن کرنا۔ کھیا شرادھ خاص موقعہ کے کرانے سوم پرائشچت وہ کرم ہیں جو بطور کفارہ گناہوں کے کئے جاتے ہیں۔

انسان گناہوں سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے وید مقدس نے بنظر ترحم پرائشچت بھی ہر ایک پاپ کے جداگانہ رکھدیئے ہیں۔ بلکہ ہر روز کی سندھیا بھی زیادہ تر پاپوں کا پرائشچت ہے اگر پاپوں کا پرائشچت نہ کرایا جاوے۔ تو مرنے کے بعد ان کے لئے سخت عذاب بھگتنا پڑتا ہے۔ میرے قبلہ گاہی نے وید وکت پرائشچت کی ایک کتاب پنڈتوں سے بہ محنت تیار کرائی ہے۔ تاکہ جو پاپ آدمی سے پہلے ہو چکے ہیں۔ خاص وید منتروں کے روزانہ پاٹھ سے پرائشچت اُن کا ہوتا ہے۔ اس سے یہ مُراد نہیں ہے۔ کہ جان بُوجھ کر اس نیت سے پاپ کر لیوے کہ پرائشچت کرالوں گا۔ البتہ اگر آئندہ قطعی طور پر گناہوں سے توبہ کریں۔ تو پہلے گناہوں کا پرائشچت ہو سکتا ہے۔ کہ پرماتما کی ذات مصدر رحم و حسنات ہے۔ تیرتھوں کی جاترا بھی زیادہ تر پرائشچتک کرم ہی کہلاتی ہے۔ اور اگر بدھی پُوربک کی جاوے۔ تو خود دل پر اثر صفائی اور پاکیزگی گناہوں کا محسوس ہوتا ہے ؎

یگوں کی حقیقت کرم کی اور تقسیم بھی ہے جسکو اشٹاپور کہتے ہیں۔ اشٹا یعنے یگ۔ دان آدی کرنا جس کی صراحت اوپر ہو چکی ہے۔ اور پور یعنے رفاہ عام کے کام بنوانے مثلاً تالاب۔ چاہات آبنوشی مسافر خانہ۔ ہری مندر۔ پاٹھ شالا وغیرہ۔ اور وید وکت پرکریا سے اُنکی پرتشٹھا کرانی۔

یگ کی حقیقت بڑی سُوکھم ہے۔ نہ یگ آتش پرستی ہے۔ نہ مُورتی پُوجن۔ بُت پرستی یہ الزام نامحرمان راز حقیقت کی طرف سے لگائے جاتے ہیں۔ اگنی اس کلی حرارت یا طاقت الٰہی کا نام ہے۔ جس کا سورج بھی ایک ذرہ بے مثال ہے اور زمین و آسمان ایک خفیف مظہر جلال ؎ اشعار

ہستی تمام شاہد تیرے کمال کی ہے ؎ عظمت فلک کی مظہر تیرے جلال کی ہے
مہر منیر ذرہ ہے ایک نور ذات کا ؎ مرکز ہے روشنی کا جو کل کائنات کا

یہ اننت سرشٹی ایشور کی ایک یگ بھومی ہے۔ جہاں قدرت کا یگ از خود ہوتا رہتا ہے۔ کال روپ لکڑی اس میں جلتی ہے۔ اور کُل جہاں کی اشیا اسمیں آہوتی ہوکر تصدق ہوتی رہتی ہیں۔ اور یہی سامگری اس دوامی یگ کیلئے ہمیشہ بہم پہنچتی رہتی ہے۔ یہ آدھی دیو یگ ہے۔ یعنے قربانی کلیہ اور ادھیاتم یگ یعنے قربانی جزی میں بھی ہر وقت ہوم ہوتا رہتا ہے۔ جسمیں بدن ہمارا ہر وقت پران روپ اگنی میں ہوم ہوتا رہتا ہے۔ ہمارا آتم دیو ہی بھوگتا دونوں یگوں کا ہے۔ ظاہری یگ محض ایک نمونہ اُسی باطنی یگ کا ہے۔ اور محض نمونہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہی اگنی دیو جو قالب شمسی میں زمانہ اور زمانہ کی اشیا کو بھوگتا ہے اور قالب انسانی میں بدن اور غذائے انسانی کو۔ وہی ظاہری آگ کی شکل میں نمودار ہوکر بھینٹ دی ہوئی سامگری کو کھاتا ہے۔ اور اس مہمان نوازی کا ثمرہ ہمکو بخشتا ہے۔

افسوس ہے۔ کہ یگ کے اسرار کو نہ سمجھ کر ہمارے سماجی بھائی ویدوکت یگوں کو محض ذریعہ صفائی ہوا کا سمجھتے ہیں۔ اگر محض صفائی ہوا ہی انکا منشاء ہوتا تو مصفی ہوا اور دہات گھی اور چینی وغیرہ سامگری سے بدرجہا بہتر ہیں اور یہ وید منتر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ لوگ یگوں کی حقیقت نہیں سمجھتے۔ تو بدھی پوربک ویدوان برہمنوں سے پوتر ہوکر یگ کرایا کریں نہ کہ بوٹ ڈاٹے ہوئے ان پڑھ بابو لوگ سواہا سواہا کرتے رہیں۔ ایسے یگ کا پھل درحقیقت سواہ یعنے خاکستر ہی ہوتا ہے۔ کہ آخرش وہ آگ خاکستر ہو جاتی ہے۔

سکام اور نشکام کرم اور انکے پھل - سورگ کے بھوگ ایک اور ضروری تقسیم کرم کی باقی رہ گئی ہے یعنے سکام اور نشکام۔ سکام کرموں سے یہ مراد ہے۔ کہ لوک یا پرلوک کی کوئی خواہش رکھ کر کرم کئے جاویں مثلاً حصول نیک نامی دنیاوی یا بعد مرنے کے لذات بہشت کے حاصل کرنے کی خواہش سے کرم کئے جاویں۔ اگر ویدوہت یگ دان آدی کرم اس خواہش سے کئے جاویں۔ تو ثمرہ اسکا سورگ یعنے چندر لوک کی پراپتی ضرور ہوگا۔ اور بجائے اسکے کہ پھر اسی دنیاے دوں کی کشش سے جامۂ انسانی کی تکالیف برداشت کریں یا اس سے بدتر درجہ کو تنزل کرکے اپنی شہوتوں یعنی رجوگن تموگن کے کاموں کی تاثیر سے سور اور سانپ کے اجسام میں حلول کریں سورگ

آدمی لوگوں کی پراپتی ہوتی ہے۔ جو بڑی نعمت عظمیٰ ہے۔ کہ وہاں ایسے نفیس اور اعلےٰ قسم
کے بھوگ ملتے ہیں۔ جو پیرس اور لنڈن کے امیروں اور بادشاہوں کے خواب وخیال میں بھی
نہیں آسکتے اور جنکا امتداد ہزاروں برسوں تک رہتا ہے۔ جسم تندرست اور خوبصورت عنصر
نورانی کا غلبہ بہ نسبت عنصر خاکی کے زیادہ۔ نعمات خوردنی امرت آدی وہ لذیذ اور مقوی کہ آبحیات
انکا نام ہے۔ اپسرائن یعنے حوریں ایسی دلبر یا کہ مہتابی بدنوں سے دور تک سگندھ
یعنے خوشبو آتی ہے اور جنکا حسن بے بہائے بیماری اور پیرسالی کے خزاں سے معرّا ہے باغ و
گلزار وہ دل کشا اور عنبر افشا کہ ہوا کوسوں تک اُنکی نگہت روح افزای معطر ہو رہی ہے۔
لیکن ہمارے شاستروں کے مطابق ایک ہی قسم کا بہشت نہیں ہے۔ بلکہ بہت طرح
کے ہیں جنمیں نعمات راحت و آرام حسب استحقاق پرانیوں کے اور مطابق ترقی درجہ روحانی
کے ملتے ہیں۔ یعنے اگر زندگی بھر میں اعمال حسنہ راستبازی۔ دان۔ یگ۔ تپ۔ برت وغیرہ
کرتے رہے ہوں۔ تو گندھرب لوک چندر لوک کی پراپتی ہوگی۔ اور زمانہ دراز تک بھوگوں کو بھوگ کر
پھر آزمائش کیلئے پرتھوی پر جو جیوئں کی تعلیم گاہ اور امتحان گاہ ہے۔ واپس آنا پڑیگا چنانچہ
سری کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ سورگ میں مدت تک نعمات بہشتی سے سرور حاصل کرکے
بعد خاتمہ تاثیر شبھ کرموں کے جیو مرت لوک میں آتا ہے۔ اسلئے وید بھگوان کیول کرم سے انسان
کو اپرام کراتا ہے۔ شرتی وید کی ہے۔ کہ جسطرح یہ لوک کرم سے پیدا ہوا دور ہو جاتا ہے اُسی
طرح پرلوک بھی جو کرم سے حاصل ہوا فنا ہو جاویگا۔ حرکت کا جو اثر ہے وہ اپنی طاقت کے ختم ہونے
پر ساقط ہو جاتا ہے۔ اسلئے کرم خواہ اچھے ہوں خواہ بُرے اپنا پھل سُکھ دُکھ
کا ضرور دیویں گے۔ اور یہ سُکھ دُکھ خواہ دنیا میں ہو یا عاقبت میں از قسم دُوندہ یعنے جوڑہ
ضدوں کا ہے۔ اور عارضی ہے نہ دوامی اشیائے ضدیں نوبت بہ نوبت حاصل ہوتی
ہیں۔ مثلاً سکھ دُکھ تندرستی۔ بیماری۔ افلاس۔ تونگری۔ زندگی۔ موت وغیرہ۔ بہت سے

ہم میں سے ہزاروں برسوں تک سورگ کے سُکھ بھوگ آئے ہیں۔ لیکن اب اُنکی یادداشت بھی ہمارے دلوں سے مٹ گئی ہے۔ سری کرشن مہاراج گیتا میں کرموں کے بندھن کے چھوٹنے کا بھی اوپاؤ بتلاتے ہیں۔ کہ نشکام کرم کرو۔ یعنے خواہش اجر ملنے کی اس دنیا یا عاقبت کی ہرگز نہ رکھو۔ کرم کو اپنا دھرم جانکر کرو۔ مثلاً جو کام ہمکو دنیا میں کیا ملازمت کیا بیوپار اور زراعت وغیرہ کا کرنا پڑتا ہے اسکو دھرم پوربک چھل چھدر چھوڑ کر کریں اور نت نیمتک کرم سندھیا پتر کرم بھی اعلےٰ خیال سے کریں۔ سندھیا کے منتروں کے جو آشچرج ارتھ ہیں اس میں برتی لگاکر اُنکا اُچارن کریں۔ تو ہر روز کی ترقی روحانی نظر آویگی۔ اسبارہ میں آگے زیادہ صراحت کی جاویگی۔ سری مہاراج نے اس نشکام کرم کا سروپ شلوک مندرجہ ذیل میں دکھلایا ہے۔

برہم آرپنم برہم ہوربرہم اگنوَ برہمنا ہوتم۔ (بھگوت گیتا۔ ادھیائے ۴۔ شلوک ۲۴)

ब्रह्मार्पणं ब्रह्म हविर्ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम्

یعنے ویدوکت یا لوکک کرموں کے کرنے میں یہ بھاؤنا رکھنی چاہیئے۔ کہ ہر وقت ہوم یگ ہو رہا ہے۔ برہم ہی ہوم اگنی ہے۔ برہم ہی سامگری ہوم ہے برہم ہی یگ کے کرنے والا ہے۔ ایسا برہم کرم سمادھی کے برابر ہے بھوجن کرنے کیوقت معتقد لوگ اس شلوک کو پڑھتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے۔ کہ ہر ایک لقمہ ہمارا برہم یگ ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک کام ہمارا برہم ارپن ہو رہا ہے۔ ایسی چت کی بھاؤنا بھگوت گیتا کے مقصد پر بخوبی بچار کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ اسنگ آتما اور نشکام برہم بھاؤنا سے کرموں کا کرنا ایسا دقیق راز ہے کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ سہل طور پر سمجھنے کیلئے ہمارے شاستر کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوکک اور ویدوکت کرم برابر کرتے رہو۔ یعنے گرہست دھرم پالن کرو۔ نوکری یا کمائی بیوپار کرو وغیرہ وغیرہ لیکن نیائے اور دھرم پوربک کرو۔ اور نیائے سے جو حلال کی کمائی پیدا کرو۔ حرام خوری سے پرہیز کرو۔ کہ یہ ایسی آگ ہے جو راحت دارین کو سوختہ کر دیتی ہے۔ یہ ایک

زہر ہے جو میٹھے لڈؤں میں ملی ہوئی ہے۔ پہلے کھاتے وقت شیریں معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن آخر ش کھانے والے کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

پاپوں کا پھل اور بالمیک کی داستاں

سپت رکھیوں کی ایک پرانی داستاں گرنتھوں میں درج ہے۔ کہ بالمیک پہلے راہزن ہوتا تھا۔ مسافروں کا مال جبراً چھین لیتا۔ ایکدفعہ سپت رکھی پھرتے ہوئے اس رستہ سے گذرے بالمیک نے اپنا کلہاڑا اُٹھایا اور کہا کہ کون ہے اپنا سب اسباب یہاں چھوڑ دو۔ نہ مارے جاؤ گے وہ بیٹھ گئے اور کہا بھائی ہم فقیروں کی گدڑی وغیرہ لے لو۔ لیکن ایک بات تو بتلاؤ۔ کہ تم ہمیشہ یہ گھور پاپ کیوں کرتے ہو؟ مہاتماؤں کے درشن سے کسی قدر اسکے دلمیں تاثیر ہوگئی۔ کہا کہ مہاراج بال بچوں کی پرورش کیلئے یہ کام کرتا ہوں۔ کہا کہ تو جانتا ہے۔ کہ کرموں کا پھل اوشیہ بھوگنا پڑتا ہے تجھکو سخت عذاب اُٹھانا پڑیگا۔ عورت اور بچوں سے یہ تو پوچھو۔ کہ میں تمہاری خاطر اگر پاپ ہر روز کرتا ہوں۔ عاقبت میں تم میرے عذاب کے بھی شریک ہوگے؟ اس نے ایسا ہی کیا استری پتروں نے جواب دیا۔ کہ ہم ذمہ وار تمہاری عاقبت کے نہیں ہیں جہاں سے ہوسکتا ہے۔ لاکر ہماری پالنا کرو۔ بالمیک یہ جواب لیکر رکھیوں کے پاس آیا۔ کہ مہاراج وہ تو شریک عذاب آخرت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ بھلا دوسروں کی خاطر تم کس لئے ہزاروں برسوں تک نرک کی آگ میں جلو گے جو کچھ اونکا بھاگ ہے۔ وہ تو بہر حال مل جاویگا۔ بالمیک کے دل میں اثر ہوگیا۔ اُنکے پاؤں پر گرا۔ ہے ناتھ کرپا کرو مجھکو گھور نرک سے بچاؤ۔ اپنے چرنوں میں رکھو۔ کچھ عرصہ اُنکی سیوا میں رہا۔ پھر انہوں نے رام نام منتر کا اوپدیش کیا۔ کہ اس بھاؤنا سے اس کا جپ کیا کرو۔ وہ اس شغل میں ایسا محو ہوا۔ کہ کھانے سونے کا ہوش نہ رہا

گرد اسکے مٹی کا انبار ہوگیا۔ اور پریم پوربک رام نام کی دھنی کرتا رہا۔ پھر مدت کے بعد رکھیوں کا گذر اسطرف سے ہوا۔ بالمیک کو دیکھ کر انکو اس پر رحم آیا۔ اور دیکھا کہ اب ادھکاری گیان کا ہوگیا ہے وید مقدس کی تعلیم دی اور گیان اوپدیش کیا۔ وہی بالمیک آدکوی رامائن کا کرتا ہوا۔ اور بہت مدت قبل از اوتار سری رامچندر جی کے رامائن کو بطور پیشین گوئی تصنیف کیا۔ غرض یہ ہے۔ کہ ہم لوگ بال بچوں کی خاطر حرام کا مال جمع کرتے ہیں۔ اور اپنے اوپر عذاب آخرت کا سہتے ہیں گندم از گندم بروید جو از جو۔ از مکافات عمل غافل مشو ع

کرم ریکھ نہیں مٹے کرے کوئی لاکھوں چترائی ؂

ایشر کی مایا بڑی بلوان ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہماری پراربدہ میں ہے خود بخود مل جاویگا۔ ع رزق نوازتبو عاشق تراست ؂ باوجود اسکے ہمارا وہم ہے۔ کہ ہماری کمائی ہماری کوشش کا نتیجہ ہے ؂ پراربدہ اور پرشارتھ کے مسئلہ پر پھر بحث کی جاویگی یہاں غرض راقم کی یہ ہے۔ کہ ہمکو حلال کی کمائی کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ ظاہری برکت دنیاوی بھی حلال کی کمائی سے ہوتی ہے۔ اور ہندوستاں کا ادبار بھی زیادہ تر اس وجہ سے ہوا کہ دیانتداری کو ہم نے چھوڑ دیا۔ بددیانتی کو ذریعہ حصول دولت سمجھا۔ مشہور ہے کہ لکشمی دھرم کے آسرے ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مال بانجارت۔ تجارت با اعتبار۔ اعتبار با ایمان پس ایمان ہی ذریعہ حصول مال کا ہے جب قوم کا ایمان قایم رہے۔ باقی ذرایع حصول دولت آسایش یعنی ہمت وعقلمندی باآسانی حاصل ہو سکتے ہیں۔ پس دھرم پوربک لوگ کرموں کو کرنا چاہیئے۔

دوسری فضیلت کرموں کے کرنے میں یہ مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ اوپرام برتی اور آشکت ہوکر کریں۔ یعنے اپنی طرف سے کرموں کے کرنے میں جتنی اور کوشش

اسلیئے وراٹ بھگون کا دھیان بتلایا گیا ہے جس سے کہ اننت رچنا دُنیا کو پرماتما کا جسم تصور کیا جاتا ہے جسکو ایک ہی روح القدس زندہ کر رہا ہے۔ الغرض چونکہ ایک ایشر انیک روپ ہوگیا۔ اس لئے نانا رچنا کے دھرم بھی نانا ہی ہوگئے تا کہ اُن دھرموں پر چلنے سے اپنے اصل منبع ذات واحد سے وصل پاویں یہی غرض دھرم کی ہے۔

دھرم کے مدارج ترقی مدارج ترقی اُس دھرم کے یہ ہیں۔ اول وستو دھرم جو خاصہ ہر ایک شئے کا قدرتی ہے۔ یہ کام اہل سائینس کے لئے چھوڑا گیا کہ ہر ایک شئے کے خاصہ پر غور کر کے اُن اشیاء کو کار آمد ذی روح حیوانات کے کریں کیونکہ وہ جیوں کا بھوگ ہیں۔ دوئم پشو دھرم جو الہامی تعلیم کے دایرہ سے نیچے ہے اسلئے قدرت ہی اُنکی سب ضروریات بہم پہنچاتی ہے۔ جیسا کہ حیوانات صحرائی پرند چرند۔ مرغ ماہی۔ کیڑے۔ مکوڑے وغیرہ جنکی نسبت کہتے ہیں کہ حیوانی عقل سے رہنما کئے جاتے ہیں وہ عقل انسانی (Reason) سے اس لئے وہ انسانوں کے بھوگ ہیں

سیوم منوکھ دھرم یعنی فرائض انسانی جنکے لئے کلام الہام موجود ہے اور اعلےٰ درجہ ترقی پر پہنچے ہوئے ہیں اسلئے اشرف المخلوقات کہلاتے ہیں۔ لیکن طبقہ انسان کے اندرونی اختلاف اسقدر ہیں کہ انسان اور دیگر حیوانات کے اقسام مختلفہ سے کم نہیں ہیں ایک وحشی خونخوار سے لیکر ویاس व्यास کپل कपिल پاتنجل पातंजल بودھ۔ جاینے محمد۔ افلاطون۔ سقراط۔ نیوٹن وغیرہ تک علم اور اخلاق انسانی کے مدارج ترقی بے تعداد پائے جاتے ہیں۔ اسلئے منوکھ دھرم کے اقسام بھی بہت سے ہوگئے یعنی ورن دھرم वर्णधर्म

آسرم دھرم आश्रमधर्म گرہست دھرم गृहस्थधर्म

راج دھرم राजधर्म سنیاس دھرم

संन्यासधर्म وغیرہ۔ قالب انسانی معمولی طور پر مہیتیں فطرتوں (نیچروں) سے ہے

اول شاریرک	शारीरक	یعنی جسمانی
دویم مانسک	मानसिक	یعنی ذہنی
سویم آتمک	आत्मक	یعنی روحانی

جس جسقدر ترقی کسی انسان یا قوم کی روحانیت کی طرف ہوتی ہے اُسیقدر اپنے کمال کی طرف راجع ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کی قوم مدارج ترقی روحانی میں اعلےٰ معراج پر پہنچ چکی تھی اس امر کے فضلائے یورپ بھی جنہوں نے سنسکرت فلاسفی کا مطالعہ کیا ہے قائل ہو چکے ہیں۔ اسلئے زیادہ تر اُسکی صراحت کی ضرورت نہیں ہے۔

چاورن کی تقسیم اور اُنکے دھرم۔

اسی وجہ پر ہندوؤں نے سوسائٹی کی تقسیم بھی چار حصوں پر کر دی تھی جو قدرتی اور مطابق حکم وید کے ہے۔ اول شودر جس کے لئے خدمت کرنا دوسرے ورنوں کی دھرم رکھا گیا ہے۔

دویم۔ ویش جسکا کرم بیوپار کاشتکاری رکھا گیا ہے۔

سویم۔ چھتری جو ناظم الملک اور اہل سیف ہیں۔

چہارم۔ برہمن جس کا دھرم وید پڑھنا پڑھانا یگ کرنا کرانا ہے۔

یہ تقسیم قدرتی اس لئے ہے کہ سوسائٹی کی تقسیم بھی انہی چار اقسام پر ہر جگہ ہوتی ہے۔ اندرونی تقسیم خواہ کسی قدر ہو فرق یہ ہے کہ ہندوستان میں یہ تقسیم موروثی ہوتی ہے دوسرے ملکوں میں بھی پہلے موروثی تھی جیسا کہ ملک مصر۔ ایران۔ وغیرہ میں۔ غرض اس تقسیم کی یہ ہے کہ کُل سوسائٹی کا کام تقسیم ہو کر ایک دوسرے کی مدد کریں چھتری لوگ حفاظت ملک کی کریں۔ برہمن لوگ حفاظت علم اور وید کی کریں۔ اور اپنی طاقت روحانی سے غیبی امداد بنی نوع کی کریں۔ اور اُنکے فرائض مذہبی

کے سرانجام اور اُنکی ترقی روحانی میں کوشش کریں - ویش یا بانیہ لوگ اپنی تجارت
اور حرفہ کاری اور کاشتکاری سے ملک کی دولت بڑھاویں اور شودر لوگ سب کی
سیوا کریں - جبتک ہندوں کی بادشاہت قایم رہی یہ انتظام عمدہ طور پر چلتا رہا لیکن
چھتری لوگوں کے زوال پکڑنے سے اور کلجگ کے آنے سے یہ انتظام درہم برہم ہوگیا اور
پرمیشر نہ کرے دن بدن بگڑتا جاتا ہے بشرطیکہ اہل ہنود کوشش کر کے اسکو قایم
نہ رکھیں - تخم تاثیر کا قدرتی خاصہ ہے - اسلئے موروثی پیشہ ور تھوڑی سی محنت سے غیر موروثیوں
سے اپنے جدی فن میں بہت ترقی کر سکتے ہیں - چنانچہ اب بھی ہزاروں برسوں کی تاثیر
سے راجپوتوں - چھتریوں اور جاٹوں میں بھی جو دراصل راجپوت ہی تھے - شجاعت او
سخاوت کا مادہ جپایا جاتا ہے - آجکل لوگ ورن وبھاگ वर्णविभाग
کے بوجہ صحبت غیر قوموں کے جن میں یہ تغیر قدرتی نہیں ہے بہت مخالف ہو گئے ہیں اور کہتے
ہیں کہ یہ تقسیم برہمنوں نے اپنے فایدے کیلئے قایم کی تھی - لیکن دھرم شاشتر کے جاننے والے
فوراً ایسی دلیل کے بُطلان کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں - دھرم شاشتر کے آدکرتا منو مہاراج تھے جو
چھتری تھے اور سری کرشن اور رام چندر مہاراج بھی چھتری تھے - پس برہمنوں پر الزام اپنی فضیلت
جتلانے کا فضول ہے - سوائے اسکے اگر ورن دھرم वर्णधर्म پر غور کیا
جاوے تو برہمنوں کیلئے سب سے کٹھن دھرم یا مشکل زندگی رکھی گئی ہے - دن بھر وید ابھیاس
वेदाभ्यास اور تپ میں رہے اور پوتر آچرن رکھے اور شنچھ برتی یعنی خوشہ
چینی یا بھکیا یا دان مناسب پر گذارہ اپنا کرے - دوسرے ورنوں کے لئے اُس سے سہل
تر زندگی رکھی گئی ہے - اور خاصکر شودروں کے لئے سہل ترین طریقہ رکھا گیا ہے - کہ وہ
راسخ العقیدت سے خدمت دوسرے لوگوں کی کرینگے تو اُنکا ویساہی کلیان ہوگا جیسا کہ
کٹھن تپ کرنے والے برہمن کا ہوگا - یعنی دونوں اپنے اپنے دھرموں پر چل چھدر

چھوڑ کر چلنے سے ایک ہی سورگ کو جاوینگے۔ اس لئے سری کرشن مہاراج بار بار فرماتے ہیں
کہ اپنے دھرم پر چلنے سے سب کا کلیان ہوگا۔ مہابھارت میں ایک حکایت ہے کہ
ایک برھمن نے بڑا کٹھن تپ کیا اور اُسکی تاثیر سے اُسمیں واک سدھی ہوگئی یعنی اُسکے
کلام میں ور اور شاپ دینے کی طاقت ہوگئی۔ سمادھی کے ابھیاس میں ایک چڑیا نے درخت
کے اوپر سے بیٹ کردی اُس نے غصہ کی نگاہ سے جانور پر دیکھا وہ فوراً گر کر مرگیا۔ برھمن
کو ابھمان ہوگیا کہ میرے تپ کی اب سدھی ہوگئی ہے۔ حسب معمول متصل قصبہ میں
بھکشا کے لئے گیا۔ ایک پتی برتا استری اپنے خاوند کی خدمت روٹی کھلانے کی کر رہی
تھی برھمن کو کھڑے ہوئے دیر ہوگئی کہا کہ میرے تپ کے پربھاو کو نہیں جانتی کہ اتنی
انتظاری کراتی ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ میں چڑیا نہیں ہوں کہ آپ کے غصہ کی نظر
سے مرجاونگی۔ برھمن حیران ہوا کہ اُسکو یہ انتریامتا अन्तयामिता یعنی غیب
دانی کہاں سے آئی اور یہی سوال برھمن نے اس استری سے کیا۔ اس نے بعد فراغت
کے برھمن کو سیدھا دیا اور کہا کہ فلاں قصاب کے پاس جاؤ وہ جواب دیگا۔ چنانچہ
برھمن قصاب کے پاس گیا قصاب نے بدوں پوچھنے کے کہا کہ مہاراج آپکو فلانی استری
نے بھیجا ہے بیٹھ جاؤ۔ میں جواب آپکے سوال کا دیتا ہوں برھمن اس سے اور اچنبھے میں
ہوا۔ اور اس قصاب نے فرصت کے وقت اسکو جواب دیا کہ سب سے بڑا تپ یہ ہے
کہ اپنے اپنے دھرم پر چھل چھدر چھوڑ کر قایم رہے۔ اُس استری کو اپنے پتی برت دھرم
پر چلنے سے اور مجکو اپنے قصابی کے دھرم پر بلا فریب و ریاکاری چلنے سے اور ماتا پتا
کی سیوا دل و جان کے ساتھ کرنے سے یہ سدھی پراپت ہوئی ہے۔ پس پہلے
زمانہ میں لوگ اپنے اپنے ورن آشرم دھرم پر بدھی پوربک قایم رہتے تھے اسلئے
ملک بھر میں دولت و اقبال و خوشحالی موجود تھی۔ اور پرمارتھ یا عاقبت سب کا ٹھیک ہوتا

تھا۔ اب ورن آشرم دھرم کے چھوڑنے سے ہندو سوسائٹی کا شیرازہ ادھڑ گیا ہے اور ملک میں ادبار چھا گئی ہے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ورن آشرم دھرم باعث رفاہیت انسانوں کا ہے تو دوسرے ملکوں میں جہاں یہ طریق جاری نہیں ہے کیوں خوشحالی نظر آتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خوشحالی دنیا کی اور چیز ہے فلاح عاقبت کی دوسری شے دنیاوی عروج زیادہ تر جنمانتروں کے کرموں کا پھل ہے۔ کرم پھل کا طریق ایسا باریک لیکن پختہ ہے کہ اُسکے انتظام سے برھمانڈوں کا سلسلہ مضبوط و مربوط ہے۔ دنیا کے سُکھ دُکھ کیا قوموں کے لئے اور کیا افراد انسانوں کے لئے نتیجہ اُنکے اعمال گذشتہ کا ہی ہوئے ہیں پس جو قومیں دولت دُنیاوی میں ایک زمانہ میں خوشحال ہوں تو قانون کرم سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے جنموں میں اُنکے افراد نے کسیقدر اچھے کرم کئے ہونگے کہ چندروزہ زندگی میں اُنکو زیادہ تر سامان آرام کا ملگیا۔ اور آگے چلکر ہم دکھلا دینگے۔ کہ سامانیہ منو کھ دھرم میں یعنی راست گوئی ایمانداری وغیرہ میں کلجگ کی تاثیر سے اہل ہند آجکل یورپ سے بالعموم کمتر درجہ پر آگئے ہیں پھر بھلا کیونکر مورد رحمت الٰہی کے ہو سکیں۔ لیکن بھارت کھنڈ کے لوگ اپنی پیدائش زمینی کو محض ذریعہ دولت آخرت کا سمجھتے ہیں۔ اور بھارت کی سرزمین خاصکر کرم بھومی ہے۔ اسلئے یہاں کے بڑے بڑے مہاراجگان بھی جب بیٹا لایق ہوا اپنی وسیع بادشاہی کو یک لخت چھوڑ کر تن تنہا جنگلوں اور پوتر پہاڑوں کی غاروں میں جا کر تپ اور سمادھی کے ابھیاس سے پاننداد میں مگن ہوتے تھے۔ جنکو نعمات جسمانی کی خواہش ہوتی تھی تو بذریعہ یگ یا تپ کے سورگ یا برھم لوک کے اننت سُکھوں کو حاصل کرتے تھے اُنکی مثل اُس نوجوان محنت کش طالب العلم زمانہ حال کی ہے جو اپنی عمر کا عزیز ترین حصہ محنت شاقہ تعلیم غیر زبانوں میں بدیں امید صرف کرتا ہے کہ اعلیٰ نوکری حاصل

کر کے بڑے مرتبہ پر پہنچیں۔ پس جن لوگوں کو یقین کامل کروڑوں برسوں کی زندگی آئیندہ کا تھا وہ اننت سکھ کے حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ کیوں چھوڑتے ہونگے۔ الغرض یہ سسٹم ورن آشرم کا ایک یقینی طریق ترقی روحانی کا سمجھا جاتا ہے جس طرح انسانوں کو قدرتی فضیلت مدارج روحانی میں بہ نسبت حیوانات کے ہے۔ اُسی طرح حال اندرونی تمیز ورنوں کا ہے یعنی شودر سے ویش کو اور ویش سے چھتری اور اُس سے برھمن کو مدارج ترقی روحانیت کی فضیلت قدرتی حاصل ہوتی ہیں۔ اگر اُس سے فایدہ نہ اُٹھاویں تو اُنکی غفلت ہے۔

وید کی تعلیم کے ادھکاری اور چاروَرن کی تمیز

لیکن وید کی تعلیم تینوں پہلے ورنوں یعنی برھمن چھتری ویش کے لئے مُباح ہے شودر کے لئے امتناع۔

اب اسمیں بھی آجکل لوگ کہتے ہیں کہ ایشر نے شودروں کو اپنے کلام کی برکت سے کیوں محروم کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ وید مقدس ایسی اعلےٰ تعلیم ہے کہ اُسکے پڑھنے پڑھانے کے لئے خاص آچرن اور مصروفیت درکار ہے جن پر برھمن ہی چل سکتے تھے۔ پہلے وید کا اوچارن ہی کٹھن ہے کہ جب تک بڑا حصہ زندگی کا پوتر ابھیاس میں صرف نہ کیا جاوے۔ شُدھ پڑھنا ہی نہیں آتا۔ پھر اُسکے یگ اوپاسنا۔ ارتھ اور گیان ایسے دقیق امور ہیں کہ ایک ایک کی پراپتی سخت محنت اور شوق سے ہو سکتی ہے۔ اسی لئے خود کلجگ کے لئے آچاریوں نے سہل طریق۔ مورتی پوجن۔ ہری بھگتی۔ تیرتھ جاترا وغیرہ پر چلنے کی زیادہ ہدایت کی۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک بڑے تعلیم یافتہ ملک میں اگر علوم وفنون انجنیری وغیرہ مفقود ہو جاویں تو اہل ملک معمولی بڑھیوں اور معماروں سے اپنی کارروائی سامان آرائش زندگی کے لئے کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر کامل شایستگی دنیاوی

مطلوب ہوں تو ہر قسم کے علوم و فنوں بھی مکمل طور پر پڑھنے چاہئیں۔ ایسا ہی علم روحانی میں ہے کہ اگر روح کی ترقی اعلےٰ مدارج دیوتاؤں کی یا برہم لوک آدی طبقات اعلےٰ آسمانی کی یا مکتی کے پرمآنند ابدی کی خواہش ہو تو وید مقدس کی تعلیم مکمل حاصل کرنی چاہیئے اور وہ تکمیل ورن آشرم دھرم کی پابندی سے ہی ہو سکتی ہے۔ بیشک یہ سلسلہ بگڑ گیا ہے۔ لیکن بگڑے کو سنوارنا چاہیئے نہ اور بگاڑنا۔

مسز اینی بسنٹ صاحبہ کا مقولہ کہ ہندوستان کے ساتھ کی ہزاروں قومیں پیدا ہو کر ناش ہو گئیں۔ ہندوستان وجود اور فنا کے درمیان اسوقت لرزہ کھا رہا ہے۔ پس ہندؤں کے ہاتھ میں ہے۔ کہ اُسکو اس خوفناک تباہی سے بچا دیں یا ڈوبنے دیویں قیام اور ترقی اُسکی منحصر اوپر وید اور سمرتیوں کے دھرموں پر چلنے کی ہے ہماری زہر اور ہماری تریاق ہمارے ہاتھ میں ہے۔ وید مقدس میں ہر چار ورنوں کی تفریق کا بیان مختلف جگہ پر ہے۔ اور سمرتیوں میں تفصیل وار چنانچہ یجروید۔ پورش سوکت میں ہر چار ورنوں کو ورا ٹ بھگوان کے انگون سے مشابہت دی ہے کہ برہمن اُنکا مکھ ہیں۔ چھتری بازو۔ ویش ران۔ اور شودر پاؤں۔ گویا اس سے ثابت ہے کہ یہ تقسیم آد سے چلی آتی ہے اور مثل وید کے ازلی ابدی ہے۔ جوتش کے حساب سے اثر سیارگان کا مختلف ورنوں کے آدمیوں پر مختلف طور پر پڑتا ہے بلکہ ایک اچھا جوتشی زائچہ دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ کس ورن کے آدمی کا ٹیوہ ہے منو آدی سمرتیوں میں جداگانہ ورنوں کے لئے یگیوپویت آدی سنسکار کی مختلف عمر قایم کی گئی جس سے ظاہر ہے کہ یہ تقسیم قدرتی اور ابتدائی ہے نہ بناوٹی۔

آشرم دھرم یعنی گرہست سیناس وغیرہ

آشرم دھرم بھی ورن کی طرح ایک مقرری راستہ سعادت ابدی کا ہے۔ جس طرح ورن وبھاگ سوسائٹی کی تقسیم ہے اُسی طرح آشرم وبھاگ زندگی کی تقسیم سعادت آخرت کے لئے ہے۔

اول برہم چرج زمانہ طفولیت کا اور وید ابھیاس کا ہے۔ پہلے زمانہ میں بادشاہوں کے راج کمار بھی جنگلوں میں گوروکل میں نواس کرکے سخت تپ سے زندگی بسر کرتے تھے ۲۴ سال تک اسکا انعقاد کیا گیا تھا۔ دویم گرہست آشرم جب سماورتن ادھکار پاتے تھے یعنی بڑی بڑی ڈگری ہائے تعلیم کی حاصل کر لیتے تھے تو گرہست آشرم انگی کار کرتے تھے۔ جس کے لئے جداگانہ دھرم یعنی ہر روز کے پانچ یگ۔ دیو پتر کرم اور سرانجام امورات دنیاوی مقرر کئے گئے تھے۔ سوم بان پرست امورات دنیاوی سے فراغت کرکے اپنا کاروبار اپنے وارثان کے سپرد کرکے آریہ پرش اپنی باقی زندگی وید ابھیاس اور یوگ سادھی میں لگایا کرتے تھے۔ چہارم سنیاس یعنی ترک دنیا جنکے ایسے کٹھن دھرم تھے کہ دو روز بھی

ब्रह्मचिंतन

ایک گانوں میں نواس نہ کریں ہمیشہ پھرتے ہوئے برہم چنتن اور سمادھی کا ابھیاس کریں۔ کیسا مبارک وہ زمانہ تھا جبکہ اس پوتر تقسیم زندگی پر بھارت بھومی میں عمل ہوتا تھا۔ کہ اول عمر میں برہم چرج اور وید کی تعلیم سے شدہ ہو کر مکتب سے ہی پوتر آریہ پرش ہو کر نکلتے تھے۔ اور کامل سن بلوغ تک جب نوجوانوں کا برہم چرج قایم رہتا تھا۔ تو عمر بھر صحت جسمانی اور روحانی موجود رہتی تھی۔ گرہست آشرم کو یگ دانوں اور دھرم پورک دولت دنیا کی کمائی میں مصروف کرتے تھے برہمن کل سوسائٹی کی تعلیم دنیوی اور دینی کی نگرانی کرتے تھے چھتری میدان معرکہ میں جنگ آزمائی اور اندرونی ملکی نظم ونسق میں مصروف رہتے تھے ویش دیش دیشانتر میں پھر کر تجارت سے بھارت بھومی کو مالا مال کرتے تھے۔

شودر سب کی سیوا کر کے تینوں ورنوں کو اپنے سریشٹ دھرموں پر چلنے میں مدد دیتے تھے۔
وہ لوگ گرہست کے کیچڑ میں ہمیشہ ہی غلطاں نہیں رہتے تھے لائق اولاد پیدا ہوئی تو دنیا
سے کنارہ اور سری گنگاجی کا کنارہ ~ کاغذ بدرید و قلم بشکستند۔ وزدست و زبان
حرف گیراں رستند۔ بان پرست کے تپ سے جب شدھ چت ہوا اور نور الہی دل میں
جلوہ افگن ہوا سنیاس آشرم اختیار کیا کہ بجز برہم ابھیاس کے کام ہی نہیں ہے
دھرم بندھن چھوڑ کر ہر بھیے پد کو پراپت ہو گئے۔ کیا انتریامی پرماتما پھر بھی وہ زمانہ لاویگا
لیکن خود بھارت نواسی دھرم سے اشردہا یک ہوتے جاتے ہیں۔

سامانیہ اور وشیش دھرم } ورن آشرم کے تذکرہ چھوڑنے سے پہلے
اسی ابتدائی لیکن ضروری تقسیم دھرم کی بیان کرنی مناسب ہے یعنی سامانیہ دھرم اور
وشیش دھرم۔ سامانیہ دھرم سے مراد عام دھرم کی ہے جو منوکھ ماتر کو کرنا چاہیئے۔ اسکو
منو مہاراج نے اس شلوک میں ظاہر کیا ہے۔

धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम् ॥

ترجمہ۔ دھیرج (استقلال طبع) کھیما (عفو قصورات) دم (دل پر قابو) چوری نہ کرنا
(دیانت داری)۔ پوترتا۔ پاکیزگی ظاہری اور باطنی۔ اندریوں یعنی حواسوں کو قابو میں رکھنا
وچار یعنی عقل سے سب کام کرنے۔ ودیا۔ (علم حقیقی) ست۔ (درستی افعال و
اقوال) ترک غضب و غصہ یہ دس لکشن دھرم کے لکھے ہیں۔ سوائے اسکے
برت نیم تیرتھ جاترا دیو پوجن اور بھی سامانیہ دھرم شاستروں میں لکھے ہیں جو مرد
عورت اور ہر چار ورن کے لوگوں کو کرنے چاہیں۔ اور جس میں کل اہل ہنود شامل ہو کر

اُتسو اور آنند حقیقی حاصل کر سکتے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ سمرتیوں اور پرانوں کے
پرتی پادیہ سامانیہ دھرموں پر چلنا اُن سب سے مقدم ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم لوگ دھرم
کے (الف) (ب) کو بھی جو منوجی کے شلوک مذکورہ بالا میں درج ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ اُس
پر عمل کرتے ہیں۔ ہندوؤں کی قوم قدیم سے ست وادی۔ دانی۔ دھیانی مشہور چلی آتی ہے
اب غیر ملکوں کے لوگ ہمکو جھوٹوں اور دغابازوں کی قوم کہتے ہیں اور کیوں نہ ایسا کہیں
کہ اُنہیں کی عدالتوں میں مقدس قسمیں اُٹھا کر جھوٹے گواہ پیش ہوتے ہیں۔ حالانکہ
کوٹ ساکھی یعنی عدالت میں جھوٹی گواہی دینے سے بڑھکر منوسمرتی میں کوئی پاپ
نہیں لکھا۔

साक्षी दृष्टश्रुतादन्यत् विब्रुवन्नार्य्यसंसदि
अवाँङ नर्कमभ्येति प्रेत्यस्वर्गाच्च हीयते

زبان دگدہ ہو گئی جھوٹی بانی سے اور برہم چرج اور طاقت دور ہو گئی ویبھچار سے پھر بھلا ہم
دُنیا اور عاقبت کا کیا کام سنوار سکتے ہیں۔ بھائی اگر غور کرو تو سامانیہ منوکت دھرم میں بالعموم
مغربی اقوام ہم سے گوئے سبقت لیگئی ہیں اور یاد رکھو کہ یہی وجہ اُنکے عروج کی ہے۔ اگر
دیشس اونتی چاہتے ہو تو ست بولو۔ ست اچرن کرو۔ ست بچار و اور ست پرماتما کا ابھیاس
کرو "آد سچ جوگاد سچ نانک ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ"۔ سامانیہ دھرم کے ساتھ وشیش
دھرم پر چلنا چاہیئے جسکی تشریح منوسمرتی میں ورن آشرم دھرم استری دھرم
راج دھرم وغیرہ قسموں میں لکھی گئی ہے۔

چھُوت چھات کا مسئلہ

ورن بوستھا کے تعلق چھُوت چھات کا سوال بھی وابستہ ہے اس زمانہ میں یہ ہندؤں کی خصوصیت ہی ہے کہ اُنہوں نے ایسا سخت پرہیز رکھا ہوا ہے کہ غیر مذہب کے ہاتھ کا چھُوا ہوا بھی نہیں کھاتے اُنکے ساتھ ایک فرش پر بیٹھکر نہیں کھاتے بلکہ بعضے اُن میں اس درجہ کے پرہیزگار ہیں کہ اپنے ہاتھ سے ہی پکاکر کھاتے ہیں جو سویَم پاکی स्वयंपाकी کہلاتے ہیں۔ آجکل کے کُترک وادی لوگ ایسا پرہیز صرف بھنی اور پر اور توہم کے سمجھتے ہیں۔ لیکن شاستر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی اندرونی شُدھی کے لئے بیرونی شُدھی پہلا قدم ہے چنانچہ جہاں شُدھی یا پاکیزگی کا ذکر آتا ہے دونوں قسم کی شدھی کی ضرورت بیان کیجاتی ہے ویدکی شُرتی ہے۔

अन्नमयं हि सोम्य मनः आपोमयः प्राणः

(ترجمہ) من آن (غذا سے) کا پرنام ہے اور پران جل (پانی) پس جیسا ان کھایا جاویگا ویسا ہی من پیدا ہوگا۔

اور من ہی سب بیرونی اور اندرونی کرموں کا مول ہے۔ پوتر غذا سے پوتر من ہوگا اور اپوتر سے ناپاک۔ یہ سمرتی کا واک ہے

आचारहीनान्न पुनन्ति वेदाः

یعنی جس شخص نے آچار یعنی پرہیز (کھانے پینے کا) چھوڑ دیا ہو اُسکو وید بھی پوتر نہیں کر سکتے تامسی یعنی تموگن والے آدمیوں کی تشریح میں گیتا جی میں لکھا ہے کہ اُس میں نہ پوترتائی اور نہ اچار ہوتا ہے

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च जना न विदुरासुराः
न शौचं नापि चाचारो न सत्यं तेषु विद्यते

تمیز ہی خاصہ انسانی ہے۔ اگر پاک ناپاک حلال حرام پائیدار یا ناپائیدار میں تمیز کریگا تو انسان

ورنہ حیوان۔

باہمی صحبت اور کھانے پینے سے ایک دوسرے کی خواص کا اثر بہت ہوتا ہے۔ بھارت کے ہندو لوگ زیادہ تر پاک زندگی وید کت کرموں اور اُپاسنا میں تصور کرتے تھے اس لئے غیر لوگوں کی صحبت اور چھوت چھات سے پرہیز کرتے تھے اپنے من اور آتما کی شُدھی ہی اُن کا مقصد زندگی کا ہوتا ہے خواہ دنیاوی نقصان ہی اس میں کیوں نہ ہو۔ کیا سبب ہے کہ مسلمانوں کی کئی صدیوں کی حکومت میں جبکہ لاکھوں ہندو ہر روز بزور شمشیر یا بطمع زر مسلمان کئے جاتے تھے پھر بھی اصلی عقیدہ ہندوؤں کا مضبوط رہتا تھا اور اپنی قومی صفت ظاہری اور اندرونی پاکیزگی اور سادگی اور راست بازی پر زیادہ تر کاربند رہتے تھے اور اب قریب ایک سئو سال کے عرصہ میں بلکہ پنجاب میں نصف صدی میں لوگوں کے خیالات اس تیزی سے بدل رہے ہیں کہ جتنے بچے ہی صاحب لوگ بننے کے خواہشمند ہو جاتے ہیں۔ غور سے دیکھا جاوے تو یہ محض انگریزی تعلیم کا اثر نہیں ہے اس تعلیم میں مذہبی تلقین بہت کم ہے۔ حالانکہ فارسی کے درس میں بچوں کو بسم اللہ اور الحمد للہ وغیرہ ہر روز پڑھائی جاتی تھی۔ بسبب قائمی عقیدہ ہندو دھرم کا کھانے پینے کی پرہیزگاری تھا کہ کبھی کوئی ہندو مسلمان کے ہاتھ کا چھوا ہُوا پانی نہیں پیتا تھا حالانکہ اب سوڈا اور لیمنیڈ برف اور انگریزی دوائی اور نلکوں کے پانی نے کل ہمارے دھرم کرم پر یکبارگی پانی پھیر دیا۔

مسلمان فقرا بھی جب کسی کلام کا ورد یا چلہ وغیرہ کی ریاضت بنا بر صفائی دل کے کرتے ہیں تو اُن دنوں میں پاک رہ کر گوشت پیاز کھانا چھوڑ دیتے ہیں اور برھم چرج رکھتے ہیں۔ اس پاکیزگی سے دُنیا کا کوئی ہرج نہیں ہوتا۔ غیر مذہب والوں سے ملو اور ایک دوسرے کی مدد کرو یہ ضروری نہیں۔ کہ جوٹھا کھانے پر ہی مدار محبت کا ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کے مس سے اندرونی بیماری ملے بلکہ اندرونی خیالات باہمی سرایت کر جاتے ہیں۔ میں نے ایک اخبار میں دیکھا

تھا کہ ملک روس میں ایک سوسائٹی قایم ہوئی ہے۔ جنہوں نے باہم دست پنجہ لینے اور انجیل کو بوسہ دینے کا قاعدہ متروک کر دیا ہے۔ پھر ہر روز کا اشنان وان صبح خیزی موجب صحت بدنی کا ہے دھرم شاستر کے احکام میں صبح خیزی اور اشنان کی سخت تاکید لکھی ہے کہ دُنیا اور آخرت کی بھبودی کا بڑا مدار اسپر ہے۔

ویدوکت سنسکار | کُل کی شُدھی کے لئے اور جیو کے اودہار کے لئے سنسکاروں کی شدھی بڑی ضروری چیز ہے۔ لفظ سنسکار کے معنے ہی شُدھی یا صفائی ہے۔ شاستر کا مقولہ ہے

जन्मनाजायतेशूद्रः संस्काराद्द्विजोच्यते

یعنی جنم سے ہر ایک انسان شودر پیدا ہوتا ہے سنسکاروں سے دوج یا دوجنما ہوتا ہے اسکے مقابلہ میں قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ کُل مولود یولد علی الفطرۃ الاسلام۔ یعنی فطرتاً ہر ایک آدمی مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ اُنکے والدین بعدہٗ اُسکو نصرانی یا یہودی وغیرہ کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فطرت محض پیدائش دیتی ہے تعلیم والدین کے اختیار میں ہے۔

ہمارے یہاں بھی لفظ سنسکرت کا متضاد پراکرت ہے جسکے معنے فطرتی ہیں۔ اور سنسکرت کے معنے مصفا۔ حیوانات سے انسان کو تمیز محض اس بات میں ہے کہ وہ علم کے ذریعہ ترقی اعلیٰ مدارج ذہنی اور روحانی تک کر سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جنم سے انسان پراکرت ہوتا ہے۔ سنسکاروں اور تعلیم سے سنسکرت۔ آریہ بچوں کی تعلیم روحانی گربھ سے ہی شروع ہو جاتی ہے جبکہ گربھ آدھان سنسکاروں کا کیا جاتا ہے کہ ماں کے رحم میں بھی اُسکو وید منتروں کی تاثیر سے شُدھ کیا جاتا ہے پھر مختلف سنسکاروں سیمانت کرم جب بال اُتارے جاتے ہیں۔ چول کرم۔ اور چوڑا کرم اپنین وغیرہ میں بلکہ عمر بھر میں اُسکو فیضان تعلیم وید سے متبرک کیا جاتا ہے ان پراشن جب ان پہلی دفعہ شروع کرایا جاتا ہے۔

یگیوپویت سنسکار

بال اوستھا میں بڑا ضروری سنسکار اوپنین کرم ہے۔ جسکو یگیوپویت سنسکار یعنی رسم زنار پوشی اور برو بے رواج مختلف ناموں سے کہتے ہیں۔ یعنی ربیت دبوکاج۔ مُنڈن وغیرہ اسی سنسکار سے بچہ دوِجما ہوتا ہے۔ یعنی پہلا جنم جسمانی ماں اور باپ سے ہوتا ہے دوسرا جنم روحانی گورو اور گائتری سے۔ گائتری کے منتر کے ذریعہ یہ اوپدیش کیا جاتا ہے کہ تو خاکی نہیں ہے بلکہ نورانی ہے اور تیرے اننت کرن کو وہی نور روشن کر رہا ہے جو سورج دیوتا کے ذریعہ کل کائنات کو روشنی اور زندگی پہنچا رہا ہے۔ جنیؤ کو سنسکرت میں یگیوپویت کہتے ہیں۔ یعنی جس رشتہ مقدس کا تعلق یگوں سے ہے۔

لفظ یگ بھی سنسکرت میں مثل دیگر مذہبی الفاظ کے بڑا وسیع ہے۔ یگوں کی تقسیم سری کرشن مہاراج نے اس طرح پر فرمائی ہے۔ بھگونت گیتا ادھیا ۴ شلوک ۲۸

द्रव्ययज्ञास्तपोयज्ञः योगयज्ञस्तथापरे
स्वाध्यायःज्ञानयज्ञाश्च यतयो संशितव्रताः

دروبہ یگ یعنی قربانی دولت۔ تپ یگ یعنی قربانی جسمانی۔ یوگ یگ یعنی دل کو پرمیشر میں لگانا۔

سوادھیائے یعنی وید کا پاٹھ۔ گیان یگ یعنی برھم گیان کی پراپتی میں مصروف رہنا۔

درویہ یگ کے معنے قربانی دولت کے ہیں اور اُس سے مراد ھوم اور دان کی ہے۔ پنج یگوں کی تشریح ہم اوپر لکھ چکے ہیں ان یگوں کے کرنے میں یگیوپویت کا رکھنا ضروری ہے۔ یگیوپویت سمارک یعنی یاد دلانے والا ہے کہ ہمکو پنج یگ آدمی کرم ہمیشہ کرنے چاہئیں اس کو سُوتر بھی کہتے ہیں جسکے لغوی معنے ہیں پرکاش کرنے والا یعنی پرماتما۔ جس طرح سوت کے آسرے کپڑا رہتا ہے اسی طرح جگت ایشور کے آسرے قایم ہے۔ اس سوتر کے

دو اگر ہوتے ہیں ۔ جنکو اور دھ ترورت یا اوپر کا اگر یا تلڑا ۔ اور ادھو ترورت یا نیچے کا اگر کہتے ہیں ۔ اور وہ ترورت قایم مقام ایشر انتریامی ہرن گربھ ۔ وراٹ کے ملاپ کا ہے اور ادھو ترورت ساکھی ۔ ابھیاس یا جیو اور جسم کا نمونہ ہے اس باریک راز کی صراحت اپنکھدوں میں لکھی ہے ۔ غرض یہ ہے کہ آدی دیو پرماتما اور ادھیاتم جیو باہم منفصل اور متحد ہیں اور ایک گرہ سے دونوں پیوستہ ہیں جسکو وید میں ادھیاس کہتے ہیں ۔ مقصد یہ ہے کہ اس یگیوپویت سے یہ اعلےٰ بھاؤنا ہمیشہ کرنی چاہیئے کہ پرماتما اور جیو آتما منوکھ دیہ میں باہم ملے ہوتے ہیں اور انتریامی ایشر ہمارے دلوں میں براجمان ہے ۔ کم سے کم یگیوپویت ہر روز کی سندھیا ترپن کا یاد دلانے والا تو سمجھنا چاہیئے کہ یہ صدائے آسمانی اور ارشاد وید ربانی اپنی بارگاہ یزدانی کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ سنسکار کے بندھن سے چھوٹ کر رشتہ حقیقی سے جو سوتر کی طرح کائنات میں بسوط ہیں اپنے آپکو منسلک کریں ۔ یگیوپویت کو وید منتروں سے سنسکار کر کے بتانا اور پہننا چاہیئے جو پدہتی میں لکھے ہیں شبد اور ارتھ کی تاثیر سے ہی یہ مسمریزم حقیقی اپنا روحانی اثر ڈال سکتے ہیں ۔

بواہ سنسکار یہ دوسرا بڑا سنسکار ہے ۔ ہندوؤں کی شادی محض ایک معاہدہ دنیاوی نہیں ہے بلکہ اسی سے تعلق دوامی استری اور پرش کا ہو جاتا ہے اگنی ، سورج اور وید کو جو مظہرات ذات حقیقی کے ہیں ۔ ساکھی یعنی گواہ مقرر کر کے دونوں روحوں کی ایکتا کی جاتی ہے ۔ اسلئے ویدوکت شادی کی فضیلت بڑی اعلےٰ ہوتی ہے کہ جس سے استری ہمیشہ کے لئے ایک ہی پرش کے ہمراہ رہ سکتی ہے جسکو اُس کے والد نے کنیادان کر کے دیا تھا ۔

پتی برت دھرم و شادی بیوگان

آریں استریوں کا پتی برت دھرم قدیم زمانہ سے باعث حیرت دنیا کا ہو رہا ہے شاہاں اسلام بھی اپنے روزنامچہ ہائے میں ہندو عورتوں کی فدائیت کی بڑی تعریف لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر بریز صاحب فرانسیسی ڈاکٹر متعینہ دربار شاہ جہان بھی اپنے روزنامچہ میں یہ جان نثاری ہندو ناری کی بڑے تعجب اور تعریف سے بیان کرتا ہے ہزاروں شریف ہندو بیوہ عورتیں ابتک بھی کس پاک دامنی اور عزت سے اپنی زندگی بسر کرتی ہیں۔ کہ اگر انکو کوئی نام بھی دوسری شادی کا سنا دے تو سخت ناراض ہوتی ہیں بلکہ پراشچت کرتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے ہندو بھائی بھی غیر اقوام کی رسم ازدواج کی پیروی کے شوق سے اپنی بہو بیٹیوں کے ایسے مقدس خیالات بدل رہے ہیں۔ جذبات جوانی کے بیشک مردوں اور عورتوں دونوں کے دلوں میں بڑا لالچ پیدا کرتے ہیں لیکن آخرش ان جذبات کا دقیقہ وشئے بھوگ سے ہرگز نہیں ہوتا بلکہ چیت کی شانتی سے۔ ملک کے رسم و رواج ایسے مضبوط ہیں کہ بدھوا عورتوں کو بھی یقین ہوتا ہے کہ عمر بھر بیوہی کی حالت میں بسر کرتی ہے۔ اشرافت برادری کا خیال بھی ہوتا ہے تعلیم مذہبی انکو پتی لوک کی امیدوار کرتی ہے اس طرح سے وہ خوش وقتی سے برمیشر کی بھگتی اور تپ برت نیموں سے زندگی بسر کرتی ہیں۔

یہ مسلم مسئلہ عاقبت اندیش کل دانایان روئے زمین کا ہے کہ انسان کی خوشی بجا آوری قناعت پر منحصر ہے نہ دولت اور نعمت دنیا پر۔ بلکہ دولت دنیا بچار کے بغیر موجب رسوائی دنیا اور آخرت دونوں کی ہوتی ہے۔ پس جو بدھوا دھرم منو سمرتی وغیرہ گرنتھوں میں لکھے ہیں انپر چلنے پر ہی بدھواؤں کی سچی بھلائی موقوف ہے۔ گرہست آشرم کے دھرم جو دھرم شاستر میں لکھے ہیں ان پر چلنے سے آسائش اور کامیابی دنیاوی اور پرمانند حقیقی پرلوک کے بالیقین حاصل ہو سکتے ہیں۔ پس ہم لوگوں کو چاہیئے کہ بلا اپنی ناقص عقلوں کے دخل در معقولات دینے

کے اپنے پراچین مہاتماؤں کے ویدوہت والوں پرکاربند ہوں۔ گرہست سے بڑھکر کوئی آشرم نہیں ہے اسی کے ذریعہ اپنی کُل قوم۔ ملک۔ اور بنی نوع کی امداد کرسکتے ہیں۔ پرلوک کے سادھن اکٹھا کرسکتے ہیں اور سچے تیاگی مہاتماؤں کی سیوا سے اُنکے گیان اور سمادھی کا پھل حاصل کرسکتے ہیں۔

مرتک سنسکار

مرتک سنسکار بھی بڑا اسرار باریک ہیں ہمارے سب کرم اگنی اور سورج کو اودیش کر کے کئے جاتے ہیں۔ اگنی وہ شکتی ہے جو باعث زندگی چراچر جگت کا ہے۔ اُسی کو آدت پُرش کہتے ہیں۔ پرماتما شدہ ساکھی روپ ہے کل جہان کی حس و حرکت کیا جسمانی کیا روحانی اگنی یا آدت پرش کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ وید منتر میں لکھا ہے۔

सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च

سورج ہی آتما استھاور اور جنگم یعنی متحرک اور غیر متحرک جہان کا ہے۔ مُردوں کا داہ بھی ایک ہوم ہے جو اگنی میں کیا جاتا ہے۔ اوپنکھدوں میں جو پنچ اگنی ودیا ہے اُس میں جیو کی ساری گتی بطور ہوم کے بیان کی گئی ہے کہ جیو پہلی اُوردہ سورگ آدی لوکوں سے بادلوں میں آتا ہے وہاں سے زمین پر زمین سے بہ شکل روئیدگی پیدا ہوتا ہے پھر غذا میں تحلیل ہو کر مرد کے جسم میں حلول کرتا ہے وہاں سے استری کے گربھ میں آتا ہے اور پھر بدفعہ اخیر چتا اگنی میں ہوم ہوتا ہے وہاں سے پھر اگر کرم اوپاسنا میں مصروف رہا ہو تو بذریعہ شعلہ آگ چتا کے سورگ لوک یا چندر لوک میں جاتا ہے ورنہ خاکستر سے اتحاد پاکر ادھو گتی یعنی ناقص جونیوں یا نرک میں جاتا ہے۔ مرتک سنسکار بدھی پوربک کرانے سے جیو کا ادھار ہوتا ہے وید منتروں اور اگنی دوارا پنڈ داں دئے ہوئے سوکھم اور استھول بھوگوں کے ذریعہ پرانی کو سُکھ دیتے ہیں۔ پیتر لوک یا چندر لوک دوار اجواوپکار سرشٹی پہ ہوتا ہے ظاہر ہے یعنی امرت رس کل نباتات

میں بلکہ انسان اور حیوانوں کے اجسام میں بھی رطوبت چاند سے پیدا ہوتی ہے۔اس احسان کا بدلا پیدا ایش اولاد سے ہوسکتا ہے تاکہ پنڈدان دیویں۔شرادہ پتر کرم کرادیں۔جو سورج کی گرمی اور چندر کرنوں دوارا چندر لوک کو پہنچتے ہیں اور پتروں کو تربت کرتے ہیں ایسا ہی سورج دیو کا جیواویکار پرتھوی پر ہے کہ وہ منبع روشنی آنکھ اور سب حیوانوں کے پرانوں کا ہے اُسکے احسان کا بدلا اگنی میں ہوم کرنے سے اداء ہوتا ہے کیونکہ اگنی بھی خارجی سروپ سورج کا ہے۔ان ہر دو فرائض کو شاستر میں پتر رن اور دیو رن کہتے ہیں۔

پنڈدان کے ذریعہ مرتک پرانی کا سمبندھ اپنے بزرگان سے پتر لوک دوارا قایم کیا جاتا ہے یہ بڑی سوکھشم ودیا ہے۔جو چھاندوگ اوپنکھد کے بخوبی مطالعہ کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے اگر پرمیشر نے توفیق دی تو اس بارہ میں مفصلاً پھر کبھی لکھا جاویگا۔

المختصر سخت غلطی پر وہ لوگ ہیں جو شرادہ پتر کرم پر شردھا نہیں رکھتے۔اپنے آپ کو وید انویائی کہتے ہیں۔لیکن مسلمان صاحبان تک بھی اُنکی رسائی نہیں ہے جو عاقبت پر ایمان رکھکر مُردے کے لئے خیرات اور عُرس وغیرہ کرتے ہیں۔وید وکت سنسکاروں کے قایل تو ہمارے آریا بھائی بھی ہیں لیکن افسوس ہے کہ وہ پراچین سوتروں گرہیہ بودھائین اور قدیم سمرتیوں سے انحراف کر کے یا اپنے مطلب کے چند سوتر لیکر اور باقی چھوڑ کر اپنے من گھڑت مریادا قایم کرتے ہیں۔کرم کی گتی بڑی سوکھشم ہے پس جو ترکالگ مہاتماؤں نے وید کا آشا بخوبی سمجھکر مریادا قایم کی ہے اُسی پر چلنے سے کرم کی سدّھی ہوسکتی ہے ورنہ محنت رایگان ہے بہت سے سماجی لوگ شرادہ کرم پنڈدان کے بالکل قایل نہیں ہیں۔ہر ایک سکول کا بچہ آجکل یہ دعوے کرتا ہے کہ جو بات ہماری عقل میں نہ آوے ہم نہیں مانیں گے۔یہ نہیں جانتے ہیں کہ اسرار الٰہی کے دریافت میں بڑے بڑے فلسفیاں زمانہ بلکہ دیوتاؤں اور فرشتوں کی عقل بھی وہاں بالکل کند ہو جاتی ہے۔خود وید کی شرتی فرماتی ہے کہ यतो वाचो निवर्तन्ते अप्राप्य मनसा सह

دلیل انسانی سے پرماتما کا گیان حاصل نہیں ہوسکتا - ایسا ہی دیگر منازل آسمان کا حال ہے کہ انسانی دلایل سے رسائی اُنکی نہیں ہوسکتی عقل رسا اسرار فلکیات کو پاسکتی ہے لیکن ہر ایک ابجد خوان ان باتوں کو کیونکر سمجھ سکے - بی اے کا امتحان درحقیقت راز کائنات کی اے بی ہے اور طرفہ یہ ہے جہاں صاف وید کے احکام درج ہیں - لیکن عقل میں نہیں آتے تو معنے اُلٹانے میں کوشش کرتے ہیں ورنہ مرتک پتر شرادہ کرم کے بارہ میں صدہا شُرتی سمرتی موجود ہیں - ہندوں کے دایہ بھاگ (दाय भाग) یعنی وراثت کا کل قانون سپنڈ اور سگوتروں کی تفریق پر منحصر ہے یہ بیش قیمت جایداد باپ کا بیٹا محض بشرط اُسکی مرتک سنسکار کرانے کے مستحق ہوسکتا ہے زیادہ طوالت کے خوف سے اس بارہ میں لکھنا فضول ہے محض اسقدر کافی ہے کہ اگر پرمیشر اور پرلوک اور وید پر یقین رکھتے ہو تو مانو کہ مرنے کے بعد جیو قایم رہتا ہے ایشر کی آرادھنا اور وید منتروں سے اُسکو وارثاں کا دیا ہوا پہنچ جاتا ہے - اگر انگریزوں کی بادشاہی میں لاہور کے ڈاک خانہ میں خط ڈالا ہوا یوروپ اور امریکا میں پہنچ سکتا ہے تو ایشر کے قانون کے مطابق دیا ہوا اُسکی قلمرو میں کیونکر نہیں پہنچیگا - کیا اُسکا سلسلہ ڈاک خانہ انسانی کے انتظام سے بھی ناقص ہے ؟

ایک سماجی طفل مکتب نے یہ پُر فصاحت دلیل کی کہ برہمنوں کے پیٹ میں کھایا ہوا تو نجاست ہوتا ہے - پتروں کو کیا پہنچتا ہوگا - ترا ہیام - ترا ہیام - توبہ - توبہ اتنی عقل نہ آئی کہ کیا جو تم کھاتے ہو سبھی ناپاکی ہو جاتا ہے کیا کوئی حصہ غذا کا تمہارا خون - تمہاری زندگی تمہارے بدن کی شکل میں نہیں بدلتا - قوت ہاضمہ وراٹ اگنی کے شاتی ہے - جو سب جگہ موجود ہے سری کرشن جی فرماتے ہیں کہ میں ویشوانر اگنی ہو کر پرانیوں کے جسم میں رہ کر سب قسم کا ان ہضم کرتا ہوں - یہ وشواتر یا پران اگنی تمام برہمانڈوں میں ویاپک

ہے اُسی کے ذریعہ سب لوگ کاشتروں کا کام چلتا ہے وہی پرانیوں کو لوکانتر میں پہنچاتی ہے وہی ہوم اگنی میں آہوتی دئے ہوئے سورگ کو لیجاتی ہے وہی برہمن کی وِدیا اگنی میں آہوتی دی ہوئی اپُورب پیدا کرتی ہے اور جس غرض سے دیجاوے اُسکو پہنچاتی ہے لیکن - ع نہ ہر مستمعان فہم کنند این اسرار - پس شردھا ہی مول سب کاماؤں کی ہے۔

افسوس ہے کہ ہماری سرگرم نو تعلیم یافتہ پارٹی بجائے اسکے کہ اپنی سرگرمی اور تعلیم کو اصلی وِدیا کے دور کرنے اور سنسکرت کے پرچار میں مصروف کرتے اپنے خیالات کی تائید میں وید منتر اور سمرتیوں کو بگاڑ رہے ہیں جس سے اس لوک میں قوم میں روز بروز بگاڑ پیدا ہو رہا ہے اور ناشدہ کرم کرنے سے پرلوک کی ہانی ہوتی ہے۔ انتریامی پرماتما ہندوؤں کی قوم میں ایکتا کی ہدایت دیکر اور اپنے سناتن ازلی وابدی دھرم پر چلنے اور پرچار کرنے کا شوق اور اُدم دیوے

اب کرم کانڈ کا حصہ جسقدر کہ اس ہیچمدان کو یاد آیا ختم کیا جاتا ہے آگے اُپاسنا کے بارہ میں لکھا جاویگا۔ اوم شانتی

باب سوم اُپاسنا کانڈ یعنی عبادت اور اُس کا ثمرہ

پہلے حصے میں ہم نے دکھایا تھا کہ روح انسان کی کمالیت کیلئے تین منازل قدرتی ہیں - یعنی کرم اُپاسنا اور گیان اسلئے وید مقدس نے جو قانون قدرتی ہے اپنے کلام ازلی کو تین اقسام مذکورہ بالا پر تقسیم کیا پہلے کرم کی حقیقت اور اسکی انواع اور نتائج کو ہم نے بقدر وسعت اپنے علم کے ظاہر کر دیا ہے اب اُپاسنا ماہیت اسی اختصار کے ساتھ آشکار کرتے ہیں - اصل میں آتما کی دو حالت ہیں ایک کرتا اور بھوگتا دوسرا ابھوگتا پہلی حالت میں وہ بحر کثرت میں سیاحی کرتا ہوا مبتلائے رنج وراحت ہوتا ہے دوسری حالت میں کوہ وحدت کی بلند چوٹیوں پر بیٹھ کر میدانوں کے گوناگوں نظارہائے دلکش کو دیکھ کر اپنے ہی سروپ آنند میں براجمان ہوتا ہے - اس لئے وید ویاس مہاراج نے جو اصل پیغمبر اہل ہنود کے ہوئے ہیں - وید بھگوان کے دو حصہ کئے ہیں - ایک پورب میمانسا جسکے شارح

سنگھ یعنی جی ہوئے ہیں اور جس میں اُنہوں نے کرم کی حقیقت فلسفانہ ظاہر کی ہے دوسرا اوتر میمانسا یا ویدانت جسکی حقیقت خود ویدویاس مہاراج نے بذریعہ برہم سوتروں کے دکھائی ہے اور اُن سوتروں پر کئی ایک بھاشیہ اچاریوں سوامی شنکر آچارج اور دیگر رشیوں نے کئے ہیں

لیکن دو بڑی حالتوں کے درمیان جس میں منتقل ہونا ضروری ہو۔ ایک حالت متوسط ہوتی ہے۔ جو کلید اُسکے رازوں کی ہوتی ہے۔

ایسا ہی آتما کی دو حالتوں کرتا اور اکرتا کے درمیان ایک متوسط حالت دھیاتا کی ہوتی ہے اس حالت کو دھیان۔ اوپاسنا۔ یوگ بھگتی۔ مختلف ناموں سے پُکارتے ہیں ان سب کے درمیان جو تفاوت ہے کسی قدر آگے چلکر دکھلایا جاوے گا۔ بالفعل مجمل طور پر اُسکی کیفیت ظاہر کرتے ہیں کہ اوپاسنا کے معنے قرب یعنی نزدیکی کے ہیں۔ کرم سے آتما کی اصل حقیقت سے دوری رہتی ہے۔ گیان سے وصل۔ اوپاسنا سے قرب اور وصل کی تقدیم وتاخیر لازم ملزوم ہے۔ اوپاسنا کے مختلف نام مذکورہ بالا ہیں۔ دھیان ایسا لفظ ہے جو عام طور پر سب پر حاوی ہو سکتا ہے۔ کرتا و شانتی جیو کی حالت منتشر اور مضطرب رہتی ہے جسکو ایک انگریز شاعر نے اس طرح پر بیان کیا ہے طوفانی دن کے مصیبت زدہ آوارہ گرد ہو کر ہم ایک صدمہ موج سے دوسری میں دھکیلے جاتے ہیں ؎ شب تاریک وبیم موج گرداب چنین حائل۔
چہ می دانند حال ما سبکساراں ساحل ہا۔ اُسی اضطراب کی حالت میں پکار پکار کہتے ہیں

؎ کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز ✚ باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

وہ باد شرطہ یا باد موافق کیا ہے۔ اوپاسنا یا ہری بھگتی یا یوگ ہے۔ عربی لفظ عبادت اُس کے خیال کو بخوبی ظاہر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لفظ محبت الٰہی اور انگریزی لفظ لو ([illegible]) کسی قدر اُس کے بھاؤ کو دکھلاتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ جس شے کا تصور یا دھیان کیا جاتا ہے

دھیاتا اُسی کا روپ ہو جاتا ہے۔

اوپاسنا میں اپنے اوپاس دیو پرماتما کا چنتن یا دھیان کرنا ہوتا ہے۔ تاکہ آتما اپنے اصل سروپ پرماتما سے اتحاد پاوے۔ پرماتما کی ذات اتی سوکھشم ہے جسکو شرتی اُستر ے کی دھار بلکہ عامیاں بھی کھانڈے کی دھار کہتے ہیں۔ ہمارے انتہ کرن جنم جنمانتروں کے کرموں سے استھول درشی ہیں اسلئے اول ابھیاس استھول دھیان کا کیا جاتا ہے جس سے انتہ کرن رفتہ رفتہ سوکھشم درشی ہو جاتا ہے۔

اس لئے اوپاسنا دو قسم کی ہوتی ہے اول پرتیک دویم اہنگرہ تعریف اُسکی شاستر کاروں نے بدیں الفاظ کی ہے کہ ان میں ان کی درشٹی یعنے غیر میں غیر کی نظر پرتیک اوپاسنا ہے اور اصل شے میں اُسی شے کی نظر آہنگرہ ہے۔

پرتیک اوپاسنا

صراحت اُسکی اس طرح پر ہے کہ پرماتما اتی سوکھشم سرب ویاپک سرب شکت آدی لکھشنوں والا ہے۔ وید شرتی کہتی ہے کہ اس کی بے حد سرشٹی ہی اُس کی ذات کے آگے وہ نسبت رکھتی ہے جو ذرہ آفتاب سے۔ پس اُسکا دھیان کس طرح کیا جاوے اصل حقیقت اُسکی دھیان اور بچار سے بالا ہے۔ لیکن دھیان کرنا ضروری ہے کہ دھیان ہی ذریعہ اُسکے وصل کا ہے اور وصل اُسکا ہمارے پرمانند کا کارن اس مقصد کے لئے وید بھگوان نے اُسکی شکتیوں یا حالتوں یا اوپادھیوں دوارا اُسکا دھیان ودھان کیا ہے اور اُسکی پر ہی پورن ذات کو پری چھن اوپادھیوں میں دکھلایا ہے اور نانا قسم کی اوپاسنا اُپنکھدوں میں لکھی ہے جو عموماً تین قسم کی ہیں۔ ایک آدھی دیو

مختلف قسم کی ویدک اوپاسنا

دویم آدھیاتم سویم آدی بھوت اور سرشٹی بھی تین قسم کی ہے جسکی تشریح ہم حصہ اول میں لکھ چکے ہیں۔ پہلی قسم میں ادوت اوپاسنا ویراٹ

اوپاسنا وغیرہ دوئم قسم میں دھر یا ہردی اکاش اوپاسنا - پران اوپاسنا وغیرہ -
قسم سوئم بڑے تیرتھ پوتر ندی اور پہاڑ یا ایشر کی مورتیں وغیرہ داخل ہیں - اب مجملاً
ہر ایک کی صراحت کیجاتی ہے -

قسم اول آدی دیو اوپادھی

آدت ادس دیا پک تیج یا اگنی کا نام ہے
جو ہر ایک شے کائنات میں موجود ہو کر
باعث اُسکی قیام بانفا کی ہوتی ہے اہل سائنس نے بھی کسی قدر اُسکی کیفیت پر تحقیقات کر کے
اُسکو قوت برقی - (Electricity) قوت مقناطیسی (Magnetism
حرکت وغیرہ (Force) اسماء سے نامزد کیا لیکن اُسکی حقیقت کا جاننا محض کلام
ازلی وید پر منحصر ہے جو اُسکی روح یا حقیقت کو آشکارا کر کے دکھاتا اور اُس سے وصل کراتا
ہے اس شکتی کا مظہر آفتاب عالم تاب ہے اُسی کی حرارت اور روشنی باعث قیام
عالم عالمیاں کا ہے وہی حرکت ہوا اور بارش اور روئیدگی نباتات کا کارن ہے وہی
آنکھوں کو بینائی اور حواس خمسہ کے افعال اور قوت حیات (پران) کی حرکات کا منبع
ہے - اسلئے وید بھگوان اُسکو آتما - استھاور اور جنگم جگت کا کہتا ہے ایک شاعر انگریزی
نے بھی کہا ہے "Thou O Sun! both eye
and soul of the great world"

اے شمس تو اس عالم کبیر کی آنکھ اور روح ہے گا تیری اوپاسنا بھی ظاہر آدت اوپاسنا
ہے - گو در اصل شمس الہویت کی اوپاسنا ہے - جسکو انتریامی اوپاسنا کہتے ہیں
لیکن سندھیا کال میں ہمارا قبلہ ظاہری آفتاب ہی ہوتا ہے جو منبع نور عالم و عالمیاں
کا ہے - جیسا کہ اہل اسلام کا قبلہ خانہ کعبہ واقع ملک عربستان ہے پہلے اس آفتاب

کا درشن اور دھیان ہی کیا جاتا ہے اور اسی واسطے صبح کی سندھیا مشرق کی جانب اور شام کے مغرب کی سمت ادا کی جاتی ہے اور سورج دیو کو منتروں سے ارگ دیا جاتا ہے لیکن باریک بیں اوپاسک کو رفتہ رفتہ اس آدت پرش کا دھیان کرنا چاہیئے جو چراچرا وشنو کے ہر ذرہ میں بھرپور ہو کر اسمیں تبدیلات مختلف اور مناسب پیدا کر رہا ہے - لیکن آپ بے بدل ایک رس رہتا ہے -

مصرع بہ شمس و ذرہ یک نورے ہماں دلدار می بینم

وراٹ اوپاسنا وراٹ اوپاسنا سہسر شیر کھا آدی منترونمیں برنن کی ہوئی ہے جس میں کُل سرسٹی کو پرماتما کا جسم دکھلایا گیا ہے سورج جسکے نیتر اور پران ہیں چندرماں اُس کا من - دیولوک اُس کا سر - پرتھوی اُسکا پاؤں برہمن اور اگنی اس کا موکھ چھتری اُسکی بھجا وغیرہ یہ بھاؤنا محض کلپت نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ہے ان سب شکتیوں یا چیزوں کی پرماتما سے وہی نسبت ہے جو شرتی میں بیاں کی گئی ہے - مثلاً ہماری آنکھوں میں جو بینائی ہے یا پران میں جو زندگی ہے وہ سورج کی طاقت سے ہے سورج ہی ہماری آنکھوں اور پران میں موجود ہے - قوت بینائی اور قوت حیات بخش رہا ہے - آنکھیں محض آلہ بینائی ہیں - علےٰ ہذا چندرماں من اور تمام رطوبتوں کا دیوتا ہے - جوتش میں بھی چندرماں کا اثر نیک یا بد ہمارے دلوں پر زیادہ تر رہتا ہے اور سورج کا آنکھوں پر انگریزی میں لفظ لیونٹک (Lunatic) یعنی سودائی لفظ لیونا (Luna) سے ہے جو لاطنی زبان میں چاند کا نام ہے کیونکہ دانایان متقدمین کل مذہب دنیا کے سیاروں کی تاثیرات کو بخوبی جانتے تھے - جسقدر ظاہرہ بھی دیکھنے میں آتی ہیں اس سے ظاہر بیں لوگ زمانہ حال میں بھی انکار نہیں کر سکتے - مثلاً چاند کا اثر سمندر کے جوار بھاٹا پر یا بدن کی رطوبتوں پر ایسا ہی دیولوک جو پرماتما کا سر بیان کیا گیا واقعی امر ہے کہ سر میں مادہ انتظام تمام بدن

کا موجود ہونا ہے ایسا ہی دیولوک میں مادہ انتظام جہان کا موجود ہے۔ امام غزالی مصنف کیمیائے سعادت اہل اسلام میں جو عارف اور فاضل کامل ہوا ہے۔ بیان کرتا ہے کہ عرش معلے تخت گاہ رب العالمین کا ہے جیسا کہ سر تختگاہ انسان کا ہے اور اعصاب دماغی بجائے فرشتگان کے ہیں جو احکام الٰہی کُل جہان کے لئے بجا لاتے ہیں۔

ادھیاتم اوپاسنا میں قوائے جسم انسان میں لامحدود قوت الٰہی کو دکھلایا جاتا ہے۔ مثلاً پنچ پران اوپاسنا میں پری پورن پران کو دکھلایا جاتا ہے جو مادہ حیات نباتات حیوانات وغیرہ کا ہے۔

ادی بھوت اوپاسنا بھی دراصل پرتیک اوپاسنا ہے فرق یہ ہے کہ اس میں زیادہ تر زمینی اوپادھی لینی پڑتی ہے اور آدی دیو میں آسمانی اوپادھی۔ گنگا ادک پوتر ندیوں اور ہمالہ آدک پوتر پہاڑوں کو ایشر کی مہت اوپادھی یعنی مظہرات عظیمہ جانکر پوجن کرنی چاہیئے۔ ایسا ہی ایشر کی مورتیوں کو ایشر کا سروپ جان کر ہی پوجن کرنا چاہیے۔ کمالیت کا درجہ تب ہی حاصل ہوتا ہے۔ کہ اُس لامحدود آتما کو محدود شے کے اندر دیکھا جاوے سب مورتیاں ایشر کی مورتیاں ہیں۔ لیکن جیسے ہر ایک پہاڑ یا ندی کے پوجن سے وہ پھل نہیں ہو سکتا۔ جو گنگا جمنا سرستی ادی پوتر ندیوں یا بدری کیدار آدی پوتر تیرتھوں کی پوجن سے ہوتا ہے ایسا ہی جو منتروں سے اوتاروں کی پرتشٹت مورتیاں ہیں یا سالگرام نربد ایشور آدی مثلائیں ہیں اُنکی پوجن سے شاستری پھل ملسکتا ہے۔

ایشر اوتار } اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ ہندو صرف ایشر کی ہی مورتی کی پوجا کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ہت پوجا اسی مورتی کی ہے اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ نراکار ایشر کی مورتی کیسی اسکا جواب کسی قدر تو ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ گو ایشر دراصل نراکار ہے الا سارے اکار بھی اُس کے ہیں۔ یعنی سب اکار اسکا

آدھشٹاں وہی ہے اور ویدکی شرتی ہے کہ ایشر کے دو سروپ ہیں۔ مورت اور امورت تاہم یہ کسی قدر اور تشریح طلب ہے۔ مندروں میں جو مورتی ہوتی ہے وہ یا تو وشنو مہاراج کے اوتاروں کی ہوتی ہے یا شیولنگ۔ برہم در اصل شدہ کرتا ابھوگتا۔ قدوس ذات بحت ہے۔ مایا یا پرکرتی نیچر سے ملکر جگت کا کرتا ہرتا ہو جاتا ہے اسوقت اسکا نام ایشر ہوتا ہے۔ اسکی زیادہ صراحت گیان کانڈ میں آویگی۔ پرکرتی تین

مندروں کی مورتیاں یا استھاپن

گنوں کی حالت بالقوہ کا نام ہے۔ رجوگن۔ تموگن۔ ستوگن۔ یعنی حرکت سکوں۔ ادراک۔ یا قوت آفرینش قوت فنا۔ قوت قیام با علم۔ لیکن گن یا عرض ورو یا جوہر کے بغیر قایم نہیں رہ سکتے۔ اسلئے جو برہم ستا ان تین گنوں کی آسرا ہے وہ تینوں دیوتا برہما یا پرجاپتی وشنو۔ شیو ہیں۔ ان کی شکتیں یہ ہیں۔ برہمانی یا سرستی (ہر قسم کی دویا کی ادھشٹاتری دیوی) لچھمی۔ کل سرشٹی کی وبھوتی دولت (اقبال جاہ جلال) پاربتی۔ چنڈی کالی۔ کالکا وغیرہ (جگت کی سنگار شکتی یعنی قوت فنا) ایک ہی ایشر بلحاظ ہر سہ قوائے نیچر کے سہ گانہ ہو گیا ہے۔ دیویا برہم لوک میں ان کا رک دیوتاؤں کی ویکتی یا ابداں بھی علیحدہ علیحدہ ہیں لیکن وہ بدن خاکی نہیں ہیں۔ بلکہ نوری ہیں اور وہ مورت اور امورت دونوں روپ سے رہ سکتی ہیں اور ظاہر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی نیچر یا میٹر کے بیشمار قوائے اور قوانین ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ انتریامی پرماتما سب میں ایک رس رہکر سب کو طاقت بخشتا ہے لیکن باریک نظر سے غور کرو تو واحد ذات کو ہر ایک طاقت مختلفہ کو ستا دینے کے لئے جداگانہ طور پر ہر ایک طاقت سے اتحاد کرنا پڑتا ہے مثلاً دو طاقتیں (Attraction) اور (Repulsion) حرکت اتصالی اور انفصالی نیچر

میں ایسی متضاد کارروائی کرتی ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے محرک دو جداگانہ صاحب طاقت ہیں۔ گو واقعہ میں ایک ہی نیچر یا صاحب نیچر ہے اب سائینس بادی تو محض غیر مدرک نیچر یا جڑ کو اور اس کی مختلف قوائے کو دیکھتا ہے۔ لیکن الہامی بزرگان پرکرتی یا نیچر کے پردے ہیں۔ سویم پرکاش چیتین محرک الکائنات کو اور اُسکی بے شمار شان یا عظمت ہائے کو دیکھتے ہیں۔ جسکو دیوتا یا موکل یا رب النوع کہتے ہیں۔ اس پرکرتی یا نیچر کی کثیف حالت جسم اور صورت اختیار کرتا ہے جیسا کہ ہم حصہ اول میں پیدائش عالم کے تذکرہ میں ظاہر کر چکے ہیں کہ تت سے اکاش۔ اکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے پانی۔ پانی سے پرتھوی۔ پرتھوی سے تمام اشیائے زمینی۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ لیکن ان مختلف تبدلات میں پرماتما جو روح الاعظم کائنات کا ہے سا ایک رس قایم رہتا ہے لیکن غور کرو تو شکلیں وہی بدلتا ہے خبری یا منفردہ قویٰ یا شکلوں سے جب اُسکا تعلق ہوتا ہے تو جیو کہلاتا ہے اور جب کلی قویٰ یا اشکال سے جداگانہ تعلق رہتا ہے تو دیوتا کہلاتا ہے لیکن بالاجمال جب سب طاقتوں کا منبع ہوتا ہے تو ایشر کہلاتا ہے اور جب سب طاقتوں سے دست کش ہو کر اپنی شان وحدی یا قہاری میں گرجتا ہے تو برہم یا ذات بحت کہلاتا ہے۔ جسکو سائیں بُلّھے شاہ کہتے ہیں "وہ احد ایک اکلا تھا۔ نہ ظاہر کوئی تجلا تھا۔ نہ رب رحیم نہ اللہ تھا۔ جس کیتا اڈ پسار۔"

پس وہ ایک ہی برہم نانا اوپادھیوں سے نانا روپ ہو جاتا ہے ایشر اوستھا میں وہ بے انت جگت کا رکھشک اور منتظم ہوتا ہے۔ اس کارروائی میں جو مواقعات پیش کرتے ہیں۔ اُن سب کو دور کرنا پڑتا ہے کیونکہ جہان میں دو ہی طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ ایک رکھشا کرنے کی طاقت جسکو دیوتا کہتے ہیں دوسری فنا کرنے کی

طاقت جسکو اُسر کہتے ہیں ابتدائی پیدائش ہیں۔ ستوگن ادہ یادیٹی دیو کو تموگن شکتی یا راکھشسوں سے زیادہ مقابلہ کرنا پڑتا ہے کہ پہلے راکھشسوں کی پیدائش ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ ایوُلیوشن Evolution کے قاعدہ سے ستو کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے صاف الفاظ میں وشنو مہاراج کو اوتار دھارکر کے راکھشسوں کو ناش کرنا پڑتا ہے یا جہاں کی فاسد مثل سری کرشن مہاراج فرماتے ہیں کہ وُشٹوں کے مارنے اور سادھوں کے رکھشا کیلئے مجھ کو جگ جگ میں اوتار دھارنا پڑتا ہے جتنے اوتار ایشر کے ہیں وہ ایسے ہی بھاری اغراض جہاں کیلئے شریر دھارن کرتے ہیں مثلاً ہرن کشیپو دیت کُل پرتھوی کا پادشاہ تھا اور اپنی راکھشسی

نرسنگ اوتار برتی سے کُل جہان کو ستاتا تھا۔ اینشر وادی ناستک وید دھرم کا مخالف تھا اُسکا سخت ظلم اُسکے اپنے اپسر پرہلاد پر جو پرمیشر کا سچا بھگت تھا پہنچا اور اُسکے مارنے کیلئے اُسکی انیک تدبیریں نسپھل گئیں۔ تو بیٹے کو کہا کہ اس جلتے ہوئے آہنی ستوں سے بغلگیر ہو اور دکھلا کہ اب تیرا وہ ایشر جسکو سرب ویاپک کہتا ہے۔ کہاں ہے صغیر سن پرہلاد کسی قدر ہراساں ہُوا۔ آواز غیب آئی کہ اب کیوں ڈرتا ہے۔ ویساہی عقیدہ رکھ اور دیکھ اسی ستوں سے کیا ظاہر پرگٹ ہوتی ہے میں گھٹ گھٹ میں موجود ہوں کو بھگتوں کی رکھشا کرتا ہوں تو تو جو میرا پیارا بھگت ہے تجھ کو کیا خوف ہے۔

پرہلاد کو حوصلہ ہوا یکلخت ستوں سے پھٹ گیا۔ وہ شق ہو گیا۔ زمین پر سخت لرزہ آیا۔ اطراف سے ہیبت ناک آواز آئی اور نرسنگ روپ مہاراج گرجتے ہوئے نمودار ہوئے۔ بدن انسان سر شیر ببر کا۔ غضب سے ہرن کشیپو کو اٹھالیا اور اپنے ناخنوں سے اُسکا کلیجہ پھاڑنے لگے۔ دیوتا منکھ راکھشس خوف زدہ ہوئے زمین و آسمان پر آفات نازل ہونے لگیں۔ پرہلاد دیوتا شانتی اور رحم کے خواستگار ہوئے پرہلاد بھی ہاتھ جوڑ باپ کیلئے ملتجی ہوا۔ کہ ہے سرب شکتی مان پرماتما تو دیا سمندر ہے جیو اپرادی ہے تیرے رحم بنا اُسکا گذارہ نہیں ہے بھگت وتسل دیو نے پرہلاد کو گودی میں لے لیا ناخنوں سے ہرن کشیپو کی انتڑیاں نکالتے لیکن مُنہ سے پرہلاد کو چاٹتے اور پیار کرتے فرمایا کہ ہرن کشیپو تو اب زندہ نہیں ہوگا۔ کہ مرتیو مرے ہاتھ سے اسطرح آنی تھی۔ لیکن اُسکے پرلوک کا بھی فکر۔ کہ وہ بیکنٹھ میں مرے پارکھدوں یعنی ملایک فقیروں میں رہیگا کہ مرے ہاتھ سے مرا ہے اور تیرے جیسے ہری بھگت کا باپ ہے پھر نرسنگھ مہاراج انتردھیان ہو گئے اور پرہلاد اپنے پتا کا سنسکار کرکے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہُوا۔ اور مدت تک پادشاہی جہان کی امن و امان سے کرتا رہا جہان کا اعتدال جو غلبہ راکھشسوں سے بگڑ گیا تھا نرسنگھ اوتار سے پھر اپنے مساوات پر آگیا۔

بدری نارائن اوتار

یہی غرض اوتار کی زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ مہابھارت میں لکھا ہے کہ بدری نارائن جو ایشر کا اوتار ہے کلپ پرینت یعنی کروڑ دن برسوں تک ہمالہ کے پہاڑ میں اس لئے تپ کر رہے ہیں کہ جہاں کا اعتدال جو کثرت گناہوں سے برہم ہو جاتا ہے اُن کے تپ اور سماوی سے قایم رہے۔ یہی غرض سری رام چند اوتار اور سری کرشن چند پرماتما کی تھی اُن کے جنم۔ کرم وستار پوربک بھاگوت آدی گرنتھوں میں لکھے ہیں۔ جن کے سُن نے اور بچار نے سے جیووں کا اُدھار ہوتا ہے سری رام چند رمریادا پرشوتم اوتار کا جیون چرتر ایسا پوتر رہا ہے کہ سب منشوں کے لئے وہ نمونہ ہونا چاہیئے یعنی بال اوستھا ہی میں پتا ماتا کا ایسا اگیا پالن کیا کہ پادشاہی چھوڑ بارہ سال تک صحرا گردی (بن باس) اختیار کیا۔ بھائیوں کی باہمی وہ محبت کہ لچھمن جی محض بنا بر خدمتگذاری اپنے پیارے بھائی کی راج دھانی اور شاہزادگی کے عیش وعشرت کو چھوڑ کر بھائی کے ساتھ گئے۔ بھرت جی جنکو راج دیا گیا۔ پادشاہی کرنے سے انکاری ہوے۔ اور آخر کش بہ تعمیل ارشاد بھائی اور پتا کے انصاف سے سلطنت کے امور بطور کارندہ اپنے بھائی کے کرتے رہے۔ اور راج گدی پر سری رام چند کی کھڑاؤں رکھدیں۔ پتا کی الفت کہ مفارقت میں اپنے لخت جگران کے جان بحق ہوا۔ استری کی وہ غضب کی محبت کہ وہ راج کنیا ناز پلی ہوئی باوجود سخت فہمایش کے بال پن میں اپنے پتی کے ساتھ ہوئی اور رنج ومصائب بن باس میں شریک رہی۔ اور پران پیا کی سیوا میں ہر دم تت پر رہی۔

الغرض سارا گرہست چرتر اُن کا قابل تقلید کے ہے۔ باوجود اسکے ایشر اوتار کی سب شکتیں موجود اور ویسے ہی مانکھ کرم کئے بندروں کی سہتیا سے راکھشوں کی عظیم الشان بادشاہی اور بے تعداد فوج کو نیست ونابود کیا۔ ستیا جی کے جور وستم

نے وہ ستم ڈہایا کہ راون کے لاکھوں عزیزوں اور جودہاؤں کے سرلہو کی ندی میں تیرنے لگے اور جور و تعدی کی سلطنت تہ و بالا ہوکر دھرم کا راج قایم ہوگیا بھبیکشن راون کا بھائی ملتجی معافی کا ہوا۔ کل پادشاہی اُسکو بخشدی کسی مصاحب نے پوچھا کہ مہاراج آتنی دیا۔ اگر اب راون ملتجی معافی ہوتا تو کیا کرتے۔ فرمایا اجودھیا کا راج موجود تھا تلسی ایسے پربھو کو بیگ تواو سیس۔ کاہ بخشیش رے ملے دیں لنک بخشیش۔

سری کرشن اوتار

سری کرشن پرماتما کے ادبھت چرتر یا رائے قلم و زبان سے برتر ہیں۔ قلم کی زبان پر جب اُس پریم مہاراج کا نام بھی آتا ہے تو پریم کے آنسوؤں سے اُسکا گلا بند ہوجاتا ہے۔ سری رام چندر جی مریادا پرشوتم اوتار کہلاتے ہیں۔ یعنی دھرم اوتار تھے۔ اور سری کرشن پرماتما برہم اوتار ان مہاراج کا سروپ اُس برہم آنند کا ظہور ہے۔ جنکے ایک قطرہ سے انیک برہمانڈ بھرپور ہیں مصرع وحدت کی ایک موج تھی ساری پسر گئی۔

چھ ہزار سال سے زیادہ مہاراج کے اوتار کو ہوچکا ہے۔ آج تک برج بھومکا میں پریم و آنند کا دریا بدستور جاری ہے۔ جسکو اہل درد محبت حقیقی وہاں جاکر بخوبی محسوس کرسکتے ہیں۔ مہاراج خود گیتا میں فرماتے ہیں۔ جب دھرم کا تنزل اور ادھرم کی ترقی ہوتی ہے اُسوقت دھرم کے قایم کرنیکواسطے میرا اوتار ہوتا ہے۔ مہاراج کا ظہور اس عالم سفلی میں دواپر کے اخیر اور کلجگ سے پہلے وقوع میں آیا۔ اُسوقت ہندوستان کا ستارہ نصف النہار تک پہونچ چکا تھا۔

سلطنت روما کی طرح بہت سی اقالیم گردلواح کی تابع حکومت مہاراجگان ہند کے تھیں۔

چنانچہ ہنگامہ مہابھارت میں شاہان چین وجاپان۔ برہما۔ سیام۔ تبت۔

تاتار۔ کابل۔ قندھار۔ ایران وغیرہ سب شامل لشکر سلطانی ہوئے تھے۔ اور ہندوستان
کے مختلف راجگان ماتحت بھی زیر علم دریودھن یا جڈہاشتر ہو گئے تھے جنکے درمیان
شہنشاہی ہند کا تنازعہ تھا۔ اسومیدھ و راجسویگ کا منشا بھی یہ ہوتا تھا کہ علاوہ ویدوکت
یگ کرم کے اسکے ذریعہ سے تصفیہ چھترپتی مہاراج بھارت ورش کا ہوتا تھا۔
جہاں بذریعہ پیشکش خراج و نذر کے اطاعت قبول کی جاتی تھی۔ اُسکو فرمانروائے ماتحت
تصور کر کے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور جو والی ملک برسر مقابلہ پیش آتا تھا اُسکو قوت جنگ
سے مغلوب کیا جاتا تھا۔ کنس والی متھرا شسپال والی مگدھ دیش۔ خاندان جادو
سہسر باہو وغیرہ گردن فرازان دیار ہند و جزائر متصلہ نشہ حکومت و دولت بے پایاں
سے جس سے کہ خزاین ہند زمان قدیم سے ہمیشہ بھرپور رہا کرتے تھے۔ مخمور ہو کر انتظام
سلطنت سے قاصر و آسودگی رعایا سے بیخبر۔ تکبر و غرور میں محو و مسرور تھے جاہ و حشمت
سامان عیش و عشرت اس کثرت سے ہند کے درباروں میں ہزاروں برسوں کے بے
کھٹکہ حکومت مطلق العنان سے فراہم ہو گئے تھے۔ کہ وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے۔

بیت عجب نادان ہیں وہ جنکو ہے عجب تخت سلطانی ؛
فلک بال ہما کو پل میں بخشے ہے مگس رانی ؛

پس اُن کی قایمی آئندہ مضر بہبودی خلایق ہو گئی تھی۔

مصرع ہر کمالے را زوالے ہر زوالے را کمال ؛

اسلئے ہند کا زمانہ عروج زوال پر آچکا تھا۔ مہاراج نے خود کال روپ اوتار دھار کر
لاکھوں بلکہ کروڑوں عالمیاں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ رسوم مذہبی میں زیادہ تر
غلبہ یگوں کا رہ گیا تھا۔ اور عیش پسند راجگان اجامید سوترامن یگ کے بہانہ سے گوشت کے لذائذ میں محو تھے
اور ظاہر ہے کہ اس اکل و شراب کی کثرت کا نتیجہ لابدی غلبہ میلان ان شہوات نفسانی ہے

پرماتما کی حکومت روحانی ہے نہ نفسانی۔ اسلئے غلبہ قوت جسمانی کے دفعیہ کیواسطے ضرورت پڑتی ہے کہ ع خون فاسد بہ نشتر فساد۔ نکالا جاوے۔ اسلئے مہاراج نے سواد موذی ہند کو نکالنا چاہا۔ ویدوکت کرموں کی حقیقت کا علم عام طور پر ملک سے مفقود ہو گیا تھا چنانچہ خود مہاراج اودھوجی کو اوپدیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہت ساحصہ وید کا گم ہو چکا ہے یہ باریک اسرار بدوں عرفان کامل حاصل نہیں ہو سکتا۔ زمانہ کلجگ کا شروع تھا۔ مہاراج کو منظور تھا کہ اس زمانہ میں آسان طریق ہری بھگتی کا جیووں کے اودھار کے لئے قایم کیا جاوے۔ اس لئے مہاراج کا موکھ اوپدیش ہوا۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज

अहं त्वां सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुच

ترجمہ۔ سب دھرموں کو تیاگ کرکے کیول میری شرن کو پراپت ہو۔ میں تجکو سب پاپوں سے رہائی دیکر پریم پد موکش کا عطا کرونگا۔ ایسے اوپدیش کی تقلید بانی آچار جان زمانہ کلجگ یعنی رامانند تلسی رام۔ گورونانک صاحب۔ کبیرجی۔ ومسیح نے کی۔ اس پریم کا پورا استغراق دکھانے کے لئے مہاراج نے گوپیوں کے دلوں میں عشق حقیقی کا شعلہ بھڑکا دیا۔

ع کان سوختہ را جان شد و آواز نیاید ؂

پاپ بھرے ہوئے دل میں عورت کا تصور بھی ناپاک خیال پیدا کر دیتا ہے یہ نہیں جانتے کہ عورت شکتی ہے۔ جس نے مردوں کو پیدا کیا۔ اگر بچے کے دل میں خیالات حسنہ پیدا ہو سکتے ہیں تو کیا ماں کا زم دل ہی نعمت محبت سے بے بہرہ رہ سکتا ہے بلکہ ظاہر ہے کہ عورت عین محبت مجسم ہے۔ سراپا محبت سے بھرپور ہے اور اسکا پریم روحانی

دل قدرِ تا نشۂ عشق سے مسرور- پھر اگر اُس دل میں جذبہ رحمت سے نورِ حقیقی کا جلوہ بے حجاب ہوکر پڑے تو گوپیوں کی طرح جوشِ محبت میں پکارے جا او دھو گھر اپنے ہم آپ کرشن ہورہیاں گوپیوں کی محبت کا نمونہ وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں - جنہوں نے میران بائی کے پریم روپی بانی اور اُسکی سچی محبت الٰہی کا حال سُنا ہو- حضرت بہاؤالحق ملتانی کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ نماز پڑھنے لگے- ہیر جذبۂ عشق سے رانجھے کے دیدار کو جاتی ہوئی سامنے سے گذری کہ اُنہوں نے عقدِ نماز چھوڑ دی پھر جب پڑھنے لگے تو دوسری دفعہ آگے سے گذری خفا ہوکر کہنے لگے کہ اے نڈھی یعنی لڑکی تو نے میری نماز خراب کردی ہے کہ بار بار آگے سے ہوکر گذرتی ہے- بیچاری ہیر پہلے تو شرمندہ ہوئی پھر جوشِ عشق سے حوصلہ میں آکر کہنے لگی کہ حضرت کا عشقِ حقیقی عجیب قسم کا ہے کہ ایک لڑکی کو دیکھکر اسمیں فتور آجاتا ہے- میرے عشقِ انسانی کا یہ غلبہ میرے دل پر ہے کہ میں نے آپ جیسے قطبِ اعظم کو اپنے محبوب کے جذبۂ عشق سے بیخبر ہوکر ہرگز نہیں پہچانا تھا- حضرت یہ قول سنتے ہی بیہوش ہوگئے کہ بی بی تو میری مرشد ہے- عشق ایسا ہی چاہیئے- مولانا جامی فرماتے ہیں - ؎

متاب از عشق اگرچہ مجازی است - کہ او بہر حقیقت کارسازی است - اگر مجازی عشق کے غلبہ سے بھی بشرطیکہ پاک محبت ہو وحدت روحوں کی حاصل ہوجاتی ہے تو درحالیکہ دل عشق کا مرکز ذات پاک ایشور کے اوتار کی ہو تو وحدت حقیقی کے حاصل ہونے میں کیا دیر ہوسکتی ہے- ایسے اصول پر صوفیائے اہل اسلام مرشد کے چہرے کا تصور کراتے ہیں جسکو مرتبہ فنافی الشیخ کا کہتے ہیں اور اُس سے پھر ترقی مرتبہ فنافی اللہ کی حاصل ہوتی ہے- اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس طریق سے ہزاروں فقرا صاحب کشف و کرامت ہوئے-

مہاراج کے اشجرج چرتر سرید بھاگوت وشنو پوران نارد اور شانڈل سوتر گرنتھوں میں بھرے ہوئے ہیں عیب بین آنکھ اپنے مطلب کے نقص کی باتیں اُن گرنتھوں سے

گرہن کر لیتے ہیں۔ اور اُنکی عجیب خوبیوں کو وہاں ہی رہنے دیتے ہیں۔ ورنہ اگر کوئی ذریعہ گوپیوں
کے عشق کا اُن گرنتھوں سے ملتا ہے تو مہاراج کے عجیب کرشمے اور معجزات وغیرہ بھی تو
اُنہیں گرنتھوں سے اس کثرت سے ملتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسے کرشموں سے مہاراج کی
الوہیت کا یقین ہوتا ہے اور اس یقین سے انسان کی رستگاری ہو تو اشردھک لوگ اپنی
بدقسمتی سے گُنوں کو چھوڑ کر اوگُنوں کو لیتے ہیں۔ جو لوگ اسنگ آتما کے بھاؤ کو سمجھ سکتے
ہیں وہی ایشروں اور اوتاروں کے چرتر کو جان سکتے ہیں۔ بھاگوت میں ایک پرسنگ یوں
ہے کہ مہاراج کی ہزاروں بیاہتا استریاں اُن کی آگیا سے دُرباسا رکھی کے درشن کو
جانے لگیں پوچھا کہ مہاراج جمنا جی آجکل زور سے چل رہی ہیں پار کیسے ہونگے کہا کہ تمکو
کشتی کی ضرورت نہیں ہے۔ سیدھے ندی کو چلی جاؤ۔ اور جمنا جی سے کہدو کہ اگر کرشن
بال جتی ہے تو راستہ دیدو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور جمنا ماتا دوشق ہو گئی۔ اُن سب نے
شیرینی کے تھال درباسا کے آگے بھینٹ کئے۔ رکھی نے فرمایا کہ میرے مُنہ میں
ڈال دو۔ سب کھا گئے۔ بعد ازاں پوچھنے لگے کہ مہاراج جمنا سے پار کیسے ہونگے۔ پوچھا
آئی کس طرح سے ہو کہا ہمارے مہاراج نے یہ سندیس جمنا جی کو دیا تھا کہ اگر
کرشن بال جتی ہے۔ تو راستہ دیدو۔ رکھی جی نے کہا کہ اب یہ کہدینا کہ اگر درباسا
پون آہاری ہے تو راستہ دیدو۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور جمنا ماتا دوشق ہو گئی۔
لیکن باہم ہنسنے لگیں کہ کرشن اچھا بال جتی ہے۔ جس کی ہم ہزاروں استریاں ہیں
اور درباسا اچھا پون آہاری ہے۔ جو ہزاروں تھال شیرینی کے نگل گئے۔ مہاراج
سے اُنہوں نے یہ سوال کیا۔ انہوں نے اسنگ اکرتا شدہ بودھ آتما
کا اُنہیں اپدیش کیا۔

دل قدرت آشنۂ عشق سے مسرور ہو۔ پھر اگر اُس دل میں جذبۂ رحمت سے نور حقیقی کا جلوہ بے
حجاب ہو کر پڑے تو گوپیوں کی طرح جوشش محبت میں پکارے جا ادھو گھر اپنے ہم آپ کرشن
ہو رہیاں گوپیوں کی محبت کا نمونہ وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے میران بائی کے پریم
روپی بانی اور اُسکی سچی محبت الٰہی کا حال سُنا ہو۔ حضرت بہاؤالحق ملتانی کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ
نماز پڑھنے لگے۔ ہیر جذبۂ عشق سے رانجھے کے دیدار کو جاتی ہوئی سامنے سے گذری کہ اُنہوں نے
عقد نماز چھوڑ دی پھر جب پڑھنے لگے تو دوسری دفعہ آگے سے گذری خفا ہو کر کہنے لگے کہ
اے نڈی یعنی لڑکی تو نے میری نماز خراب کر دی ہے کہ بار بار آگے سے ہو کر گذرتی ہے۔ بیچاری
ہیر پہلے تو شرمندہ ہوئی پھر جوشش عشق سے حوصلہ میں آ کر کہنے لگی کہ حضرت کا عشق حقیقی
عجیب قسم کا ہے کہ ایک لڑکی کو دیکھ کر اسمیں فتور آ جاتا ہے۔ میرے عشق انسانی کا یہ غلبہ میرے
دل پر ہے کہ میں نے آپ جیسے قطب اعظم کو اپنے محبوب کے جذبۂ عشق سے بیخبر ہو کر ہرگز نہیں
پہچانا تھا۔ حضرت یہ قول سنتے ہی بیہوش ہو گئے کہ بی بی تو میری مرشد ہے۔ عشق
ایسا ہی چاہیئے۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔ ؎

متاب از عشق اگرچہ مجازی است۔ کہ او بہر حقیقت کارسازی است۔ اگر مجازی عشق کے
غلبہ سے بھی بشرطیکہ پاک محبت ہو وحدت روحوں کی حاصل ہو جاتی ہے تو در حالیکہ دل عشق
کا مرکز ذات پاک ایشر کے اوتار کی ہو تو وحدت حقیقی کے حاصل ہونے میں کیا دیر ہو سکتی ہے۔
ایسے اصول پر صوفیائے اہل اسلام مرشد کے چہرے کا تصور کراتے ہیں جسکو مرتبہ فنا فی الشیخ
کا کہتے ہیں اور اُس سے پھر ترقی مرتبہ فنا فی اللہ کی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس میں شک نہیں ہے
کہ اس طریق سے ہزاروں فقراء صاحب کشف و کرامت ہوئے۔

مہاراج کے اشجرج چیتر سرید بھاگوت وشنو پوران نارد اور شانڈل سوتر گرنتھوں
میں بھرے ہوئے ہیں عیب چین آنکھ اپنے مطلب کے نقص کی باتیں اُن گرنتھوں سے

گرہن کر لیتے ہیں۔ اور اُنکی عجیب خوبیوں کو وہاں ہی رہنے دیتے ہیں۔ ورنہ اگر کوئی ذریعہ گوپیوں کے عشق کا اُن گرنتھوں سے ملتا ہے تو مہاراج کے عجیب کرشمے اور معجزات وغیرہ بھی تو اُنہیں گرنتھوں سے اس کثرت سے ملتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایسے کرشموں سے مہاراج کی الوہیت کا یقین ہوتا ہے اور اس یقین سے انسان کی رستگاری تو اشردھک لوگ اپنی بدقسمتی سے گُنوں کو چھوڑ کر اوگُنوں کو لیتے ہیں۔ جو لوگ اسنگ آتما کے بھاؤ کو سمجھ سکتے ہیں وہی الیشروں اور اوتاروں کے چیزتر کو جان سکتے ہیں۔ بھاگوت میں ایک پرسنگ ہے کہ مہاراج کی ہزاروں بیاہتا استریاں اُن کی اگیا سے دُرباسا رکھی کے درشن کو جانے لگیں پوچھا کہ مہاراج جمنا جی آجکل زور سے چل رہی ہیں پار کیسے ہونگے کہا کہ تمکو کشتی کی ضرورت نہیں ہے۔ سیدھے ندی کو چلی جاؤ۔ اور جمنا جی سے کہدو کہ اگر کرشن بال جتی ہے تو راستہ دیدو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور جمنا ماتا دوشق ہو گئی۔ اُن سب نے شیرینی کے تھال درباسا کے آگے بھینٹ کئے۔ رکھی نے فرمایا کہ میرے مُنہ میں ڈال دو۔ سب کھا گئے۔ بعد ازاں پوچھنے لگے کہ مہاراج جمنا سے پار کیسے ہونگے۔ پوچھا آئی کس طرح سے ہو کہا ہمارے مہاراج نے یہ سندیس جمنا جی کو دیا تھا کہ اگر کرشن بال جتی ہے۔ تو راستہ دیدو۔ رکھی جی نے کہا کہ اب یہ کہدینا کہ اگر درباسا یون آہاری ہے تو راستہ دیدو۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور جمنا ماتا دوشق ہو گئی۔ لیکن باہم ہنسنے لگیں کہ کرشن اچھا بال جتی ہے۔ جس کی ہم ہزاروں استریاں ہیں اور درباسا اچھا یون آہاری ہے۔ جو ہزاروں تھال شیرینی کے نگل گئے۔ مہاراج سے اُنہوں نے یہ سوال کیا۔ انہوں نے اسنگ اکرتا شدھ بودھ آتما کا اُنہیں اوپدیش کیا۔

تیسری غرض اوتار کی

دروپدی سُداما اُن آدی انیک بھگوت چرتر گرنتھوں میں درج ہیں مہاراج کا اوتار زیادہ تر اہل دنیا کے کرتارتھ کرنے کے لئے ہوا کہ پرتکش سروپ کے درشن سے اور اُن کی اشچرج لیلاؤں کے شروّن سے کروڑوں جیوُن کا گھورکلجگ کے سمے میں اودھار ہو جاوے۔ ناردسکدیو۔ وید بیاس بلکہ شنکراچارج جیسے پورن اودیت نشٹھا والے بھگوت کے برھم آننده دینے والے اشچرج چرتروں کو سمرن کرتے ہیں۔ پس اگر ہم اپنے آسمانی پتا کے ایسے بھاری اوپکار سے فائدہ نہ اُٹھاویں تو ہماری مثل اُس بدقسمت آدمی کی ہے جو گنگا کے بردہ پر پیاسا تڑپ رہا ہو۔ لیکن اُس سرو امرت روپی جل سے پیاس نہ بجھاوے۔

شعر

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل ÷

کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ÷

یہاں پر سورداس جی کے سچے اور پریمی بھگت کی ایک اشٹ پدی نقل کیجاتی ہے۔ جسمیں اُنہوں نے کس خوبی سے مہاراج کے نراکار اور ساکار روپ کو جمع کر کے دکھلایا ہے۔

آدسناتن ہری ابناشی۔ سدا نرنتر گھٹ گھٹ باسی۔ پورن برھم پوران بکھانے۔ چتر انن شب انت نہ جانے۔ گن گن اگم نگم جس گاویں۔ سو جسودا لیگو دکھلاویں۔ ایک نرنتر دھیاویں گیانی پورکھ پورانن ہے نربانی۔ سنک شارد کو نام ادھارا۔ نارد شیش نہ پاویں پارا۔ جپ تپ سنجم دھیان نہ اوے۔ سوئی نند کے انگن دھاوے۔ وشوامبر نج نام کہاوے۔ گھر گھر گورس جار چراوے۔ جرا مرن تے رہت آمایا۔ مات پتا سُت بندھو نہ جایا۔ آونت رہے جل تھائی پرمانند سور سوکھدائی۔ گیان روپ ہردے میں بولے۔ سو بچھڑن کے باچھے ڈولے

جلد ہر انل تپ چھایا - پانچ تمت جگ آپ جایا - لوک رچے پالے اور مارے - چودان بھون
پلک میں وہارے - کال ڈرے جانکی دو بھاری - سواو کھل با ہند پو ہتا کی تجانکی مایا لکھی نہ
کوئی - نرگن سگن دھری بپو ڈوئی یشب سمادھی جانکو انمت نیاوی - سوگوپن کی گائے جہاد وے
گن انمت اب گت ہیں کھادوے - جس آپار سرتی بار نیاوے اگم اگو جپ لیلادھائی - سوراد ہا بس
کنج بہاری جو رس برہماند ک نہیں پایو - سو رس گوکل گلیں بھایو - بڑ بھاگی یہ سب برجباشی
جن کے سنک کھلے انباشی بھوردا س جس کے کہا بکھاتے - گوبند کی گت گوبند جاتے

پیش ویاکھیا

شری مد بھاگوت کو شردہا سے پڑھو پھر دیکھو کہ پریم روپی آنند سے دل
کس طرح مسرور اور منور ہو جاتا ہے تھوڑے سے اوپدیش گیتا کے ذریعہ
سے مہاراج نے چار ویدوں اور کھٹ شاستروں کا لب لباب خلقت کو
سمجھا دیا - گویا ایک کوزہ میں دریائے ناپیدا کنار علم حقیقی کا بند کر دیا - اس
پوتھی کے تراجم اول شاہان اسلام نے زبان عربی و فارسی میں کرائے
پھر اہل چین و جاپان برہما وغیرہ نے اپنی اپنی زبان میں اُسکو بدلا بعد ازاں اُسکے ترجمے لاطین
و انگریزی و فرانسیسی و جرمنی میں اہل یورپ نے کئے - اور کئی ایک فاضل حکماے
یورپ کا قول ہے کہ اُسکے ساتھ کی کتاب معرفت حقیقت عالم کی آجتک دنیا میں تصنیف
نہیں ہوئی -

سر ایڈونڈ آرنولڈ صاحب نے انگریزی نظم میں اس زور سے مہاراج کے پریم اور گیان
بھرے ہوے بھاؤ کو ظاہر کیا ہے - کہ پڑھنے سے حظ روحانی حاصل ہوتا ہے -

اب ہم سری کرشن پرماتما کے پرسنگ کو جو زوال دولت بھگتی کے بخشنے والا
ہے - منشی تیواری لال صاحب شعلہ کے ایک مسدس پر ختم کرتے ہیں - جو درحقیقت
عشق حقیقی کا وہ شعلہ عاشق مزاج طبائع میں بھڑکانے والا ہے - بیخودی -

ناسکتا۔ اور اشر دہا کو سوختہ کر دیتا ہے۔ العشق نار یحرق ما سوی الیہ۔ یعنی عشق وہ آگ ہے جو سوائے ذات حق کے سب کو سوختہ کر دیتی ہے

قدسی

یاد آیام کہ پردے میں تھا حسن جاوید
لگ گئی قفل حقیقت کو محبت کی کلید
جلوہ حسن ازل یوں سر بازار نہ تھا
نور ہی نور تھا یہ جلوہ فزائی کب تھی
آپ ہی آپ تھا یہ وصل وجدائی کب تھی
حسن پردے میں تھا جس حسن کے دیوانے تھے
آفرینش کا سبب ہے تیرا اک رنگ صفات
ہستی و نیستی دونوں ہیں تیرے جلوۂ ذات
صورت عبد میں چون معنی معبود ہے تو
خالق کون و مکان مالک امکان و وجود
پردہ بردار رخ معنے اسرار شہود
جلوہ بیں جلوہ گر و جلوہ نمائے عالم
مچھ اوتار ہوا پہلے تو ماہی بن کر
چار دو رتن سمندر سے نکالے متھ کر
حفظ پہلاد کو خود آ کے نمودار ہوا
پانچویں بار ہوا غیرت ماہ روشن

یاد آیام کو خلوت میں تھی بزم توحید
کھینچ لائی تجھے عشاق کی یاں حسرت دید
بے بہا جنس کو گاہک سے سروکار نہ تھا
حسن ہی حسن تھا یہ ہوش ربائی کب تھی
ذات ہی ذات تھی یہ قید و رہائی کب تھی
شمع خلوت میں تھی ہم بزم میں پروانے تھے
تیری تحریک کی اک رمز ہے کل موجودات
ہیں تیرے کھیل بقا اور فنا موت و حیات
ہست ہیں نیست ہے معدوم ہیں موجود ہے تو
رازق جن و بشر صانع بود و نابود
خود تماشا و تماشائے حسن مقصود
بانی عالم ایجاد بنائے عالم
کچھپ اوتار ہوا صورت مہ بار دگر
تیسری بار تھا بارہ کے قالب میں گذر
شکل نرسنگھ میں چوتھا نرا اوتار ہوا
جلوہ گر حسن ہوا بشکل باون

قد کوتاہ تھا نو خیز ہو جوں سرو چمن
دان لینے کو بڑھائے ہوئے دستِ وطن

کیا ہوا بل سے ترے داں کا سامان پورا
اک قدم بھی نہوا عالم امکان پورا

ششم اوتار پرسرام کا تند و سفاک
چھتریوں کا تھا کیا خون رواں بر سرِ خاک

ساتویں بار سری رام شہ عالم پاک
قاتل راون بدکیش و جفا جو بے باک

آٹھویں بار نرا حسن دو بالا آیا
دونوں عالم میں عجب جلوۂ یکتا آیا

نور پنہاں کو پسند آہی گیا حسن ظہور
جلوہ گر بن کے ہوا خانۂ بسدیو میں پور

بندی خانہ تھا حقیقت کی خوشی سے معمور
دل میں اک جوش محبت تھا آنکھوں میں سرور

سمجھے بسدیو تھے یہ لخت جگر میرا ہے
دیوکی کہتی تھی گودی کا پسر میرا ہے

تجھے مادر سے غرض تھی نہ پدر سے مطلب
نہ پسر ہونے سے تھے لخت جگر سے مطلب

قید خانے سے نہ کچھ کام نہ گھر سے مطلب
تھا مگر ایک حقیقت کی نظر سے مطلب

حسرت دید نہاں جلوۂ جاوید میں تھی
دونوں عالم کی خوشی گریۂ تولید میں تھی

واہ وہ شام کہ کترے تھے شفق نے کیا پھول
اور وہ بھادوں کی جھڑی رحمت باری کا نزول

ہر دعا پہنے ہوئے پیرہن رنگِ قبول
ذرہ ذرہ تھا عبادت میں سراپا مشغول

مہر گھر ڈھونڈتا تھا حجلہ نشین ہونے کو
آسمان پھرتا تھا متھرا کی زمین ہونے کو

واہ وہ شانہ کش کاکل ظلمت شب تار
چرخ کرتا تھا زمین پر دُرِ انجم کو نثار

ماہ کہتا تھا فلک سے مجھے صدقے میں اوتار
رات تھی تابہ کمر صورت گیسوئے نگار

عالم الغیب نے خود غیب کا پردہ الٹا
جلوہ فرمانے نقاب رُخ زیبا الٹا

لو رہی نور سیہ خانۂ بسدیو میں تھا
دیدہ بانوں پہ پڑا قدرت حق سے پردا

راز سربستہ کی صورت سے ہر اک قفل کھلا
چشم عاشق کی طرح حلقۂ زنجیر تھی وا

جب اٹھایہ وہ اسرار جنم کل کے لئے
آئی آواز کہ یہ نور ہے گوکل کے لئے

زینتِ دوشِ یدر ہو کے چلا نورِ نظر
اشکِ بیتاب کی مانند ہُوا زیر و زبر
رشکِ خورشید سے اک رشکِ قمر کو بدلا
صبح ہوتے ہی کُھلا جلوۂ نورِ جگدیش
کوئی زہرہ تھی کوئی ماہ کوئی تھی پری جبیں
دو بخوش ہو کے ہر اک راجکماری لائی
دہانی دہانی تھا عروسانِ چمن کا ملبوس
منگلا آرتی کا صحنِ چمن میں تھا جلوس
صبحدم پہلے ہی جھانکی رُخِ پُر نور کی تھی
وجد میں جھومتی پھرتی تھی عجب بادِ سحر
جھانجھ کی طرح سے بجتا تھا ہر اک برگِ شجر
گونج گھڑیال کی پتوں کی ہوا سے نکلی
حرفِ استت تھا ہر اک نغمۂ مرغانِ چمن
پھول چُن لینے کو پھیلا تھا زمین کا دامن
حُسن میں نور سمایا تھا سیاہی ہو کر
آئیں پریوں کی طرح بحر سے موجیں باہر
گاتیاں دامنِ دریا سے کہیں سینوں پر
قعرِ دریا سے اُچھلتے تھے گہر چھال پہ چھال
سانولے رنگ پہ زیبا تھے عجب نقش و نگار
قد بڑھا زلف بڑھی حسن بڑھا آخر کار

آبِ جمنا پئے پابوس تھا تا شانہ و سر
پالنے جھکی تھی کہ بسدیو گئے نند کے گھر
حکمِ ازلی تھا کہ دختر سے پسر کو بدلا
برج کی گوپیاں پہن کے ملبوس نفیس
نند بابا کو بدھائی تھی جسودھا کو اسیس
پالنے پھول کے خود بادِ بہاری لائی
رقص کرتے ہیں شجر اُٹھ کے برنگِ طاؤس
برگِ گل ٹہنی سے گھڑیال تھی غنچے ناقوس
آتشِ گل میں لپیٹ شعلۂ کافور کی تھی
ٹہنیاں آرتی لینے کو جھکیں تا بہ کمر
نونہالانِ چمن سجدے میں رکھے ہوئے سر
سنکھ دہنِ قمری کی گوگو کی صدا سے نکلی
گیتِ شب برکھا تھی کہ اڑتے تھے ہوا پہ گلشن
دیوتا کہتے تھے جے کرشن کی جے حسن ہو دھن
سر پر آیا تھا مکٹ مہر الٰہی ہو کر
سارھیاں آبِ رواں کی تھیں بندھیں تا بہ کمر
ہر حباب سرِ دریا تھا بنا محرمِ زر
وار کر پھینک دیے موتیوں کے تھال پہ تھال
ایک ہی گل یہ تھی کُل گلشنِ قدرت کی بہار
پھر تو ہونے لگے اک روز میں سو سنگھار

عکس سمجھا تھا کہ آگئے جلوہ نمائی مجھ میں
آئینہ کہتا تھا ہے ساری خدائی مجھ میں

ایک محقق اہل اسلام کی رائے اوتاروں کے بارہ میں

مصنف دبستان مذاہب کا جو ایک فاضل اور محقق کامل مسلمان عہد شاہجہان بادشاہ میں ہوا ہے۔ اوتاروں کے بارہ میں اسی طرح رقم طراز ہے۔

مضمون از دبستانِ مذاہب

کہتے ہیں کہ ساکنان ممکنات کو دار الملک وجوب میں راہ نہیں اور آفریدگار اس درجہ سے برتر ہے کہ مخلوق اسکی شناسائی سے کامیاب ہو۔ اور دے اُس شناسائی اور بندگی کے مکلف ہیں۔ پس ناچار ایزد متعال کو واجب ہے کہ حضرت صرفیت اور اطلاق سے نزول فرما کر ہر ایک حیوان اور انسان کی قسموں میں ظہور کر کے انکو اپنی شناسائی سے کامیاب کرے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حسب خواہش اپنے فرمانبرداروں کے اور اُن کی تسلی کے واسطے انکے گھروں میں ظہور فرمایا اور اُس ظہور کو اوتار کہتے ہیں اور انکے نزدیک اسمیں کچھ نقص نہیں۔ چنانچہ شیدوس ابن الزس نے اس مطلب کی تاویل اسی طرح لکھی ہے۔ کہ صوفیوں میں مقرر ہے کہ عقل اول علم اللہ ہے اور نفس کل حیات اللہ ہے۔ اور ایزد متعال کی صفات اس مقام میں بمنزلہ موالی ہیں۔ پس برہما سے خالقیت مراد ہے اور جو یہ کہتے ہیں کہ برہما بوڑھا ہے یہ بڑھاپا اُسکے کمال کی طرف اشارت ہے۔ حکما عقل اول کو آدم معنوی اور نفس کل حو رمعنوی کہتے ہیں۔

بشن سے صفت مجسمہ مراد کہتے ہیں۔ اور نفس کل قصد کرتے ہیں اور ذی ارواح جو فلک اول کے نفس سے فایض ہوتے ہیں۔ انکو اوتار بولتے ہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں

کہ اوتار ہا ذات بشن کے پرتو ہیں۔ پس یقین ہوا کہ یہ نفوس نفس کل سے فایض ہوتے ہیں۔ جنکو یہ لوگ نارائن کے اوتار بولتے ہیں۔ نفس عرش کو نارائن بولتے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں کہ نارائن خدا ہے اور اُسکے اُتاروں کو بھی خدا جانتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق نے اس لباس میں ظہور فرمایا۔ اشارت ہے کہ نارائن نفس کل سے مراد ہے جسکو صوفیہ حیات اللہ بولتے ہیں چونکہ حیات حق کی صفت ہے۔ اور اُسکی صفتیں ذات عین ہے۔ ناچار روے نفوس جو نفس کُل یعنے فلک اعلےٰ کے نفس سے جو حیات اللہ ہے فایض ہونگے اپنے آپ پہنچانے گے اور دانش اور بینش سے آراستہ ہونگے۔ جب بدن چھوڑینگے ساتھ نفس کل کے جو بشن اور حیات اللہ ہے۔ ایک ہو جاوینگے۔ یہ جو کچھ براہ کو اوتار جانتے ہیں۔ اشارت ہے کہ سب چیزیں ذات خدا کا پرتو ہیں اور کچھ نقصان اس سے لازم نہیں آتا۔ چنانچہ میر سید شریف جُرجانی کہتا ہے کہ صوفی اور متکلم اس میں بحث کر رہے تھے متکلم نے کہا۔ کہ میں ایسے خدا سے بیزار ہوں جو کُتّے اور اور سور میں ظہور کرتا ہے۔ صوفی نے جواب دیا کہ میں ایسے ایزد کو نہیں مانتا۔ جو کلب یعنے کُتّے میں ظہور نہیں فرماتا سب نے کہا ان دونوں میں سے ایک کافر ہوا ایک عارف آیا۔ اور سمجھ سوچکر فرمایا کہ متکلم کے زعم میں جو خدا کا کُتّے میں ظہور کرنا نقصان ہے ازیں موجب وہ خدا ناقص سے بیزار ہے اور صوفی کے نزدیک جو کُتّے میں ظہور نہ کر سکتا نقصان ہے اس لئے وہ ایسے نارسا خدا کو نہیں مانتا۔ پس کوئی کافر نہ ہوا۔ صوفیوں اور ہندوں کے عقاید ایک ہیں فقط۔

مضمون مندرجہ بالا سے ظاہر ہوگا۔ کہ مصنف کتاب نے کس خوبی سے اس مسئلہ اوتار کو ظاہر کیا ہے کہ انسان عالم ممکنات سے ہے اور ذات اوتعالئے واجب الوجود ہے۔ یعنے آدمی نیچر یا مایا کے احاط میں مقید ہیں اور پرماتما مایا سے رہت شدہ جنین ہے پس وہ انسانوں کی رسائی سے بالا ہے اس لئے پرماتما کی دیا متقاضی اس امر کی ہوئی کہ انسانوں

کی رسائی کے لئے اوتار دھارن کر کے ان کا کلیان کرے۔ اور اس اوتار سے اُس کی پاک اور شدھ ذات میں کوئی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ ایک شرعی اور صوفی کے مباحثہ سے دکھلایا ہے کہ وہ نارسا یا ناقص خدا ہوتا ہے جس کا وجود حیوانات کے اجسام سے متنفّر یا متنفر ہو بلکہ اس کا کمال اسی میں ہے کہ ہر اعلےٰ و ادنےٰ شے میں موجود ہو کر اپنی مہیت شکتی کا اظہار کرے۔ اوتاروں کے وجود کی بھی سب اقوام متقدمین قایل رہے ہیں بلکہ اب بھی عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا اوتار ہی مانتے ہیں۔ کہ تثلیث کے قایل ہیں۔ لیکن۔ اُن کو مسئلہ تثلیث کو اس خوبی سے ثابت کرنا نہیں آیا۔ جیسا کہ ہمارے اوپنکھدوں اور پورانوں میں درج ہے۔ بخیال طوالت کے مسئلہ تثلیث کے مقابلہ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو چاہیئے کہ پرماتما کے اس کمال درجہ کی رحمت کے مشکور ہوں۔ جو اس نے اس پوتر دیش بھارت کھنڈ پر کر کے اپنا ظہور وقتاً فوقتاً مختلف اجسام میں فرمایا ہے اور اُن اوتاروں کے دھیان اور پوجن دوارا اس بھیانک سنسار سمندر سے چھوٹنے کے لئے کوشش کریں جس سے بدوں ہری کرپا کے کروڑوں برسوں تک بھی رہائی محال ہے۔

درگا بھگتی

ہم نے پرمیشر کے اوتار کے مضمون کو کسی قدر طوالت دی ہے۔ لیکن امید ہے کہ جس طرح راقم کو ایسے مضامین کے ذریعہ ہری چنتن میں مذاق روحانی حاصل ہوتا ہے اُسی طرح ناظرین بھی اس ابھیاس سے کرتارتھ ہوں گے۔ سو ہی گھڑی سولکھنی جو شُونال وہا دے یعنی مبارک ہے وہ گھڑی جو خاوند کی صحبت میں بسر ہو ہری اوتار کے مضمون کے بعد مختصر الفاظ میں شری درگا بھگوتی کی حقیقت بھی قابل اظہار ہے۔ جس کا پوجن تمام ہندو شاستروں میں مرقوم ہے۔

درگا یا دیوی جسکے انیک نام ہیں۔ پرماتما کی شکتی یا طاقت کا نام ہے۔ اب طاقت صاحب طاقت کا عین بھی ہوتی ہے۔ کہ اُسکے وجود سے علیحدہ وجود نہیں رکھتی۔ اور اُس کا غیر بھی ہے کہ اُس طاقت بدنی یا عقلی میں کمی بیشی یا نقصان وقوعہ میں آجاتا ہے۔ لیکن صاحب طاقت وہی

رہتا ہے۔ پس درگا شکتی کو ہم پرماتما کا عین بھی کہہ سکتے ہیں لعدد غیر بھی گو در اصل واجب الوجود سے علیحدہ نہیں ہے۔ اس واسطے اُسکا اواہن اور پوجن علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اور جس جس بھاؤنا سے پوجن کیا جاتا ہے وہی حاصل ہوتی ہے آدشکتی۔ چیت شکتی کا نام ہے۔ جبکہ شدھ ادویت پرماتما میں سنکلپ پیدا ہوا کہ میں ایک سے بہت ہو جاؤں۔ اُسی آدشکتی سے بقول گورونانک صاحب تین مظہرات ایشر کے ظاہر ہوئے۔ یعنی پرجاپتی۔ وشنو۔ شیوجی۔ ایکا مائی جگت دہائی تین چیلے پرواں۔ اک سنساری اک بھنڈاری اک لدر ہے دیوان۔ ایک ہی مادر جگت کی پیدا کرنے والی ہے تین چیلے یا پسراں اُسکے ہیں۔ ایک جگت کو پیدا کرتا ہے ایک اُسکی حفاظت کرتا ہے۔ ایک عدالت کے ذریعہ یوم آلاخر میں جزاے وسزاے دیتا ہے ان تین مظہرات یا آدیوتاؤں کی شکتیں بھی جداگانہ ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں۔ یعنی برہماجی کی سرستی جو علوم و فنون و کلام وراگ وغیرہ کی دیوی ہے۔ مہالکشمی وشنو مہاراج کی شکتی جو جگت بھبوتی یا دولت یا اقبال ہے۔ مہاکالی شیوجی کی شکتی یعنی خدا کی قوت جلالی جو کال روپ ہو کر جگت کو ناش کرتی ہے اور جس کے خوف سے زمین و آسمان و شمس و سیارگان اپنے اپنے فرایض مفوضہ پر سرگرداں ہیں یہ شکتیں خیالی نہیں ہیں۔ جبکو مائی تہالوجی یعنی میتھیا دویا کہتے ہیں۔ کہ بطور استعارہ کے بیان کی گئی ہیں۔ درحقیقت ان دیوی دیوتاؤں کے وجود سلسلہ کائنات میں ایسے ہی موجود ہیں۔ جیساکہ ہمارے اور تمہارے۔ فرق یہ ہے کہ ہمارا اور تمہارا قیام بہت تھوڑے عرصہ تک رہتا ہے اُن کا قیام حسب مدارج علیہ اُن کے یعنی بعضوں کا کلپ تک یعنی تاقیام سلسلہ کائنات اور بعضوں کا منوانتر تک یعنی ایک منو کے زمانہ تک جو لاکھوں برسوں تک مطابق حساب مندرجہ منوسمرتی و جوتش کے گرنتھوں کے قایم رہتا ہے۔ انسان ایک جزو ذات بھگوان کا ہے جو جسم تمام عالم کا ہے۔ جس طرح جداگانہ اجسام میں روح موجود ہے اُسی طرح جسم کل جہاں میں وہی آتما بطور روح القدس موجود ہیں۔ اور جس طرح مختلف بدنوں میں جداگانہ گوناگون قوائے جسمانی اور عقلی اور روحانی موجود ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان میں

عقل یا قوتّ ادراک محسوسات و معقولات کی موجود ہے اُس سے ہم بآسانی نتیجہ نکال سکتے ہیں ۔ کہ ایک عقل کل تمام جہان میں مرکوز ہے ۔ کہ جسکے اجزائے یالمعات مختلف ابدان میں نمودار ہوتے ہیں وہ عقل کلی مہتہت یا سرستی یعنی برہما کی شکتی ہے جو موکل آفرینش ہے ۔ ہماری عقل کو فیضان ہمارے روح سے ہوتا ہے جو عقل سے علیحدہ ہے اور عقل کی کمی بیشی سے کم و بیش نہیں ہوتا ۔ عقل کل یا سرستی کو فیضان برہما یا آفریدگار جہاں سے ہوتا ہے علےٰ ہذا ہماری قوائے جسمانی اور طبعی اُس پران شکتی یا خواسی کے اجزائے ہیں ۔ جو لکشمی روپ ہو کر باعث قیام کائنات کی ہے ۔ ایسا ہی مہاکالی کا جلال ہر ذرہ کائنات میں محسوس ہو رہا ہے ۔ ان شکتیوں یا دیوتوں کو استری روپ سے اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ اُن کا رشتہ اپنے اپنے دیوتاؤں سے ویسا ہی ہے ۔ جیساکہ استری کا اپنے خاوند سے ۔ کل جہان کا کام کیا کلی کیا خبروی ۔ دو جوہروں کے ملنے سے ہوتا ہے ۔ ایک جوہر مبدائے فیضان ہے ایک مادہ فیضان یعنی ایک سے فیضان یا تاثیر پیدا ہوتی ہے ۔ دوسرے میں فعل انجمی تاثیر کا ہو کر کارروائی جہاں کی جاری ہوتی ہے مثلاً ہمارے روح سے فیضان ہماری عقل میں ہوتا ہے تو روح ادراک محسوسات کا کرتا ہے ۔

پس عقل ایک طرح روح کی زوجہ ہوئی ۔ ایسا قوائے کلیات میں بھی خیال کر لو ۔ گو آجکل کے بہت سے تعلیم یافتہ دنیا اپنے آپ کو منکر از وجود دیوی دیوتا کے بیان کرتی ہے ۔ اور اگر اُن کی انشائے یا کلام پر غور کرو تو معلوم کروگے کہ اُنکی ضمیر سے دیوی کی بھگتی دور نہیں ہوئی ۔ بجائے اسکے کہ وہ بوقلمونی اور قوانین جہاں کو عجائبات خدا کی ظاہر کریں نیچر کے عجائبات اور قوانین ظاہر کرتے ہیں اور نیچر کو صیغہ مونث سے ظاہر کرتے ہیں بعض اُن میں سے تو خدا کے وجود کے قایل بھی نہیں ہیں ۔ لیکن نیچر یا قدرت کے عجائبات سے منکر نہیں ہیں ۔ سچ پوچھو تو وہ محض شاکتک ہیں ۔

اس شکتی کا دھیان اجسام کلی یا خبروی دونوں میں کیا جاتا ہے کہ دونوں میں اسکا ظہور ہوتا ہے جیساکہ ادھیاتم اور آدی دیو روپ سے ایشر کا دھیان کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ چنڈی آدک

درگا استوتروں میں دونوں قسم کی اُستتی درج ہے ۔ مثلاً اے جہاں کی ایشوری جگت کے دہارنے والی تو ہی موجب پیدائیش قیام اور فنا جہاں کی ہے علے ہذا اور بعض جگہ اسطرح پر درج ہے کہ اسے شکتی تو سب جیئوں میں بُدھی روپ ہوکر استھت ہے برتی روپ کرکے استھت ہے ندرا روپ کرکے استھت ہے وغیرہ

ذیل میں ایک درگا اُستتی اردو بزبان مولف خود درج کیجاتی ہے جس میں یہ دونوں بہاؤ دکھلائے گئے ہیں ؂

مدح درگاجی

جگت دہاتی وشہ سنگھارنی ۔
تری لوک کی اوپتی کارنی ۔

ظہور و بطون ہر دو عالم زتست
دو امیست این نظم لا منتہی

ترا کار جوتی ہے سُدھ آتما
کرے کس لئے جز جگت اوپتی

شدہ وصل آن نور با آدشکت
از و شد عیان عالم عنصری

پڑے بلب آتم کی بدھی میں جب
ہزاروں دکلپوں کی ہو پھلجھڑی

ہمان عقل کلی روح الکبیرا ۔
کہ گرداند این چرخ نیلو فری

چلاوے یہ چکر چراچر جگت
اٹل چھلا ہے او بھیانک گتی

ہماں قدرتے دہد سش گشتہ دو
جزی کلی و فلکی دا لفسی

ادہی دیو اور ادھیاتم سروپ
دو دہا ہوکے پرگھٹ ہوئی ہے اُستی

شدہ قدرت کا بلہ زعقل کل ۔
زناقص قدر گشتہ عقل خبری

مہا بھوت روپ اور چینت تام
ہوئے نانا روپا شمسی قمری

مسخر شدہ جملہ عالم زتو
زنکش بخرامان خود خاوری ؂

ولیکن شکت بھی ہوئی نانا روپ،
کہیں ان کروہ لیشمی مہا اور وہی

شیاطنی راسے کشد آد شکت
جو راکھش در دوہی ہیں سبت پکشہ کے
بخواہند سہ گانہ ہندسی ترا
جگل روپ چیت شکتی ہی آد ہیں
حرارت رطوبت ترا وید گفت
ہر ایک مادہ وتر اُسی کا ہے روپ
جوالا و کام آکھشیا بندھیا
نہیں بھید شو شکتی ہیں واستو

ہے ظلمت ربا پیکر الوری
اُنہیں مارکرتی جگت رستی
مہالکشمی کالی و سُوستی
سشری وشنو برہما جی اور سرستی
ہمان نور حق گشتہ پران درئی
کہے سانکھ اُسکو پرش پرکرتی
ستھانوں میں ہے راج دہانی تیری
ہری ہر بریا کو دھیا و ہری

درگا یا ایشری شکتی ایشر کی ذات کے ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسلئے پوجن میں اُسکا آہن مختلف اشیائے مثلاً اگنی جینتر - مورتی - تلوار - سپاری وغیرہ میں کیا جاتا ہے - لیکن جس طرح ایشر کے اوتاروں کے خاص پوتر استھان - متھرا کاشی جی گنگاجی آوی ہیں کہ جہاں ایشر کا آواہن اور آتم کرم بہت پھل دایک ہوتے ہیں - اسی طرح شکتی کے لئے بھی خاص مقامات ہیں کہ جہاں اُس نے پورانے زمانوں میں ظاہر ہوکر خاص خاص کام کئے ہیں - مثلاً بندہ باسنی جوالا جی - کانگڑہ - وشنوی - نینان دیوی وغیرہ -

ان استھانوں میں درگا کا پوجن کیا ہوا جلد پھل ہوتا ہے - درگا کی پوجن کے پرکار بہت مختلف اور پیچیدہ ہیں - یہ ایک بڑا بھاری شاستر ہے عموماً اُسکے دو مارگ ہیں - ایک دکھن مارگ یعنی طریق راست دوم دام مارگ یعنی طریق چپ طریق اول سے درگا کو ساتوکی بھینٹ - دودھ - حلوا وغیرہ دیجاتی ہے - اور طریق دوم سے تامسی بھینٹ ماس - شراب دیجاتی ہے - اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ درگا کے سروپ بھی تین قسم کے ہیں یعنی ساتوکی - راجسی - تامسی اس لئے جس جس شکتی ودیا منتر شاستر کے جاننے والے کام لینا چاہیئے ہیں - اُسی کا آواہن اور دھیان اور ... انگری

پہنچاتے ہیں۔ لیکن جیساکہ ان ہر دو طریق کا نام ظاہر کرتا ہے۔ طریق راست ہی عمدہ ہے رع راہ راست برو اگرچہ دور است۔ ممکن ہے کہ ہر دو کے خیال اور تامسی ساگری سے دیوتا یا کسی یکھشنی یا بھوت کو جلد خوش کیا جاوے۔ لیکن آخر شش بُرا کام بُرا ہی ہے۔ مثلاً ممکن ہے کہ کسی باختیار حریص حاکم کو رشوت کے ذریعہ خوش کرکے اپنا فائدہ اور اپنے حریف کی حق تلفی کی جاوے لیکن انجام گناہ کا ذلت دارین ہے۔ اسلئے ہمکو چاہیئے۔ کہ حصول مقاصد دنیائی کے لئے خواہ نسکام درگا بھگتی کے لئے دکھن مارگ یعنی راہ راست پر چلیں درگا کی مورتی کا پوجن دیوی مندروں میں دھوپ دیپ نیوید پھول چندن سے بذریعہ وید و کت یا پران و کت استوتروں کے کریں۔ انوشٹھان چنڈی پاٹھ کا بدھی پوربک نیک اور ودوان منتر شاستر کی بدھی جاننے والے برہمنوں سے خاص کر پوتر استھانوں میں کرانے سے عموماً کامیابی ہوتی ہے اور خواب میں بلکہ ظاہرا بھی سری درگا جی کا درشن ہو جاتا ہے بے لوٹ اچھی بات ہے

آہنگرہ اوپاسنا } اس اوپاسنا کے باب میں ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ دو قسم کی ہے ایک پرتیک دوسری اہنگرہ۔ اور پرتیک کے مختلف انواع بھی بیان کئے اور وید و کت اوپاسنا وراٹ سورج گائتری آدی کی صراحت بھی کی گئی ہے اور آدھی دیو اور ادھیاتم اور آدھی بھوت اوپادھیوں و وارا جس طرح پرماتما کا چنتن اور پوجن ہو سکتا ہے۔ جس قدر کہ اس رسالہ کے لئے ضروری ہے درج کیا گیا ہے۔ آہنگرہ اوپاسنا نہایت درجہ کی اوپاسنا ہے۔ جو برہم کی پراپتی کا قریب ترین ذریعہ ہے وید بھگوان پرماتما کو دور آسمانوں پر ظاہر نہیں کرتا بلکہ ہر جگہ حاضر و ناظر۔ سرب دیاپک۔ پرمی پورن۔ آتی پرکیش۔ آتم روپ کرکے دکھلاتا ہے یعنی جیو کا اپنا آتما اشکار کر کے دکھلاتا ہے جس کا اشارہ قرآن میں بھی ہے کہ ہم شاہ رگ سے نزدیک ہیں۔

شعر

ڈھونڈتے دور آسمانوں پر ؏ | شاہ رگ میں وہ چمکتا دیکھا
ہم تماشا ہو ہم تماشائی | عجب اسرار کبریا دیکھا

ایک ہو کر انیک بنتا ہے | یہ تماشا خدا ہی کا دیکھا
ہر دو عالم ہری ہیں مظہر حق | آئینہ دل میں رونما دیکھا

پس بقول شعر مؤخر الذکر از غزل مصنفہ راقم کے اگرچہ کُل جہان مظہر پرماتما کا ہے لیکن دل کے آئینہ میں آشکارا دیدار اُس کا ہوتا ہے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار | جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پس چونکہ اُپلبدھی یعنی حصول الہٰی کا بموجب تعلیم وید مقدس اور قران اور انجیل اور مہاتماؤں اور عارفین کُل مذاہب کے آئینہ دل میں ہی ہوتا ہے۔ اس لئے آہنگرہ اوپاسنا کی اشد ضرورت طالبان حقیقت کے لئے وہ وید کے مہاواک ہیں جنکے ترجمہ یہ ہیں अयमात्मा ब्रह्म یہ آتما برہم ہے - सत्यज्ञानमनन्तं ब्रह्म - گیان اور آنند سروپ برہم ہے سوہنگ सोऽहम् سوہیں ہوں یعنی وہ برہم میں ہوں تتوَمسی तत्त्वमसि - سو تو ہے یعنی وہ برہم جسکی پرستش پہلے غایب جانکر کی جاتی ہے وہ تیرا آتما یعنی اپنا آپ ہے۔

برہم اسمی ब्रह्माहमस्मि میں برہم ہوں انا الحق من خدایم گفتہ ام من

خدا ہ فارغم از کبر و کینہ و زر و ریا پہلی منزل میں جکیا سو یعنی طالب الہٰی کو اپنے اتعلق سے گونہ خوف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہ خوف شیطان یعنی نفس امارہ کو پہلے ہوتا ہے کہ شپّر کی طرح کہ اُس کی آنکھیں اس نور محیط عالم سے مستفیض اور منور نہیں ہوتی ہیں جس طرح کوئی مفلس نادار شاہزادہ جو اپنی بادشاہی سے بوجہ اپنے قصور کے مدت سے جلا وطن کیا گیا ہو اپنے والد شہنشاہ کے حضور میں جانے سے خوف زدہ ہوتا ہے لیکن اگر تایب ہو کر بادشاہ سے محبت پیدا کرے۔ تو اُسکے مقربین یعنی درباریوں میں ہو جاتا ہے اور پھر وارث تاج و تخت کا ہو کر خود شہنشاہ ہو جاتا ہے یہی حال جیو آتما کا ہے پس یہ قرب یا محبت اوپاسنا ہے۔ پہلے پرتیک یا غایب اوپاسنا ہوتی ہے پھر آہنگرہ یا حضوری اوپاسنا جب پرماتما کے چرنوں میں غلبہ محبت کا ہو جاوے تو پھر

جگیا سوکوان جہاواکوں کی اوپاسنا کرنی چاہیئے ۔ پہلے کسی برہم نیشٹی اور برہم شروتری یعنی عامل و عارف لوگوں سے اوپدیش لیا جاوے جو بدقسمتی سے اس زمانہ میں کمیاب ہوتے جاتے ہیں ۔ تاہم معدوم نہیں ہیں اور پھر منن یعنی بچار جہاواکوں کا کر کے انکا ابھیاس ایکانت میں ایکاگر چیت ہو کر کرے کیا ممکن ہے کہ پھر آتم اپلبدھی یعنی وصل ذات حق سے نہو۔

اوپاسنا اور گیان میں فرق

آہنگرہ اوپاسنا اور گیان میں یہ فرق ہے کہ اوپاسنا کی منزل میں تا حال عرفان کامل پیدا نہیں ہوتا ۔ یعنی ساکشات اس بات کا انبھو نہیں ہوتا کہ سب چراچر سنسار پرماتما کا روپ ہے اور وہ میرا آتما ہے گویا بذریعہ پریم اور بھگتی کے اس عرفان کے لیئے کوشش ہوتی ہے اور جوں جوں چیت ایکاگر ہوتا جاتا ہے برہم آنند کا انبھو ترقی کرتا جاتا ہے جس کا انتہا برہم گیان ہے ۔

بھگتی اور اوپاسنا

اوپاسنا اور بھگتی دراصل مرادف الفاظ ہیں لیکن اوپاسنا کا لفظ دلالت پرماتما کے دھیان پر کرتا ہے ۔ جو اُسکے مظہرات خارجی اور اندرونی میں کیا جاتا ہے اور بھگتی کے معنی اُس سے پریم کرتا ہے پریم یا عشق کی منزل بڑی اعلے ہے۔

شعر

منزل عشق مکانے دیگر است — مرد ایں راہ را نشان دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زمان از غیب جانی دیگر است

بھگتی کی تعریف نارد اور شانڈل سوتروں میں جہیں اُسکی حقیقت سلسلہ وار بیان کی گئی ہے اس طرح پر کی گئی ہے सा परानुरक्तिरीश्वरे بھگتی سے مراد ایشر پرماتما میں پرم انوراگ یعنی غایت درجہ کی محبت کرنا ہے پھر تیسرے سوتر میں لکھا ہے کہ اُس کا پھل امرت اور پرمانند کی پراپتی ہے کہ پرماتما کا سروپ ست اور آنند ہے ۔ بھگتی کے استغراق میں جو آنند

حاصل ہوتا ہے وہ پرماتما پرماتما کے سروپ کا جلوہ بھگت کے دل پر پڑنے سے ہوتا ہے ستشری مہا بھاگوت میں تو ایشری کی بھگتی کا پرواہ یعنی دُور دریا دریا چل رہا ہے خاص کر ایکادش اسکندہ تو اس دریا کا میانہ ہے جس میں بھگتی روپ کشتی کے ذریعہ سے تمام جہان کی سیر کرتا ہوا ساحل مراد پر پہنچ سکتا ہے۔

ذیل میں ہم کسی قدر خلاصہ دوسرے ادھیائے ایکادش اسکندہ کا کرتے ہیں۔ مہاراج جنک کے سوال پر مہاتما رکھبوں نے بھگونت سمبندھی دھرموں کا سروپ اس طرح پر بیان کیا اس دوپت پر پہنچ یعنی گو ناگوں عالم میں دل کا روکنا بہت مشکل ہے اسلئے ہری پرماتما کا بھجن اور جپ اور اُنکے جنم اور کرم (جو بُدیہ اوتاروں کے ہوئے ہیں) اُنکو سنتا اور پریم سے گاتا ہوا اسنگ ہوکر بچرے۔ آکاش۔ وایو۔ سورج۔ چاند اگنی۔ جل۔ پرتھوی۔ تارے۔ درختان۔ ندیان۔ پہاڑ۔ وغیرہ جو کچھ اس سنسار میں ہے۔ اُسکو ہری کا شریر جانکر پرنام کرے۔ ہری بھگت کو پریم سُروپا بھگتی ؛ پرمیشر کے سُروپ کا گیان ؛ اور بنسا سے ویراگ ؛ ایک ہی وقت حاصل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح بھوجن کے کھانے سے۔ ترپتی یعنی سیری دوجھی بھوک کا دور ہونا اور پشٹی یعنی طاقت۔ تینوں ایک ایک لقمہ سے حاصل ہوتی جاتی ہیں۔

ہری نام کے رشی نے راجہ جنک کو کہا کہ ہے راجن سمپورن جیئوں میں جو پرش بھگوان کو دیکھتا ہے اور سمپورن بھوتوں کو بھگوان آدھشٹان سروپ آتما میں دیکھتا ہے وہ سب بھگتوں میں اوتم کہلاتا ہے ایشر اور ایشر آدھین پرشوں میں جو متر تا اور ابھگتوں کو جو دیسی محبت سے نہیں دیکھتا یعنی جو نیک اور برول میں تمیز کرتا ہے وہ مدھم یعنی متوسط درجہ کا بھگت ہے۔ جو شخص کیول پرماتما میں شردھا رکھتا ہے اور پرمیشر کے سروپ کو محدود جانتا ہے اُسنے بھگوت بھگتی میں ابھی آرنبھ یعنی شروع ہی کیا ہے یعنی جسنے دیا پک پرماتما مورتی میں نہیں دیکھا۔ بلکہ پرچھن اور محدود دیکھا ہے وہ آدنے درجہ کا بھگت ہے اوتم بھگت پرمیشر کا ہر کھ شوک یعنی رنج و راحت سے بالا ہے اور سارے سنسار کو وشنو کی مایا دیکھتا ہے دھندہ دھرم یعنی جنم مرن شکیہ دُکھ ترشنا یعنے خوف بھے حرص بخل کینہ وغیرہ عوارضات اُسکو کچھ اثر نہیں کرتے۔ ہمیشہ آتم آنند میں مگن رہتا ہے وہ اوتم بھگت ہے۔ سکام کرموں میں

ہرگز خواہش ایسے پرش کی نہیں ہوتی اور ایک واسدیو پر ماتما ہی اُس کا آسرا ہے۔ اُس پرش کے جنم کرم ورن آشرم اور شریر دھرم کے درجہ سے بالا ہو کر سب جیوں کو بلا تمیز ہری کا روپ دیکھتا ہے اور تمام حس و حرکت جہاں کی ایشر کی پریرنا سے دیکھتا ہے اور آپ ہری چنتن میں مگن رہتا ہے اس کے چت میں اپنا اور پرایا بھید نہیں رہتا ہے سب جیوں میں سم درشی ہوتا ہے۔ اور شانت چت رہتا ہے وہ پرش تین بھون یعنی ہر دو عالم کی دولت کے لئے ایک لمحہ بھی بھگونت چرنار بند سے بے موکھ نہیں رہتا۔ اسی طرح کے لکھشن تفصیل کے ساتھ شری مدبھاگوت میں ایکادش و دیگر اسکندوں میں لکھے ہیں اُن کو پریم سے پڑھنا چاہیئے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ ایسے ایشر کی بھگتی کا نمونہ

بیشک خصوص اس زمانہ دنیا پرستی میں بہت محال ہے۔ لیکن مثل مشہور ہے آپ گنوائے تا شہو پلسئے یعنی اپنا آپ تصدق کیا جاوے۔ پھر خاوند ملتا ہے۔ برہم کی پراپتی یا وصل حق بھی تھوڑی سی دولت نہیں ہے کہ خود خدا ہو جاتا ہے۔

شعر

شورشِ دلِ پروانہ مگس را ندہند

ایں دولت سرمدی است ہمہ کس را ندہند

تاہم ہمت نہ ہارنی چاہیئے۔ شری بھگوان فرماتے ہیں۔ کہ آہستہ آہستہ ابھیاس کرنے سے پراپتی اس منزل کی ہو سکتی ہے اور پھر مہاراج فرماتے ہیں کہ انیک جنموں سے اس پرم پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ لیکن ایک دفعہ جو اس راستہ پر کوشش اور شردہا سے چل پڑتا ہے پھر وہ نہیں گرتا اور وعدہ فرمایا ہے کہ میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا न मे भक्तः प्रणश्यति۔ بس ہم سب لوگوں کو شبھ کرموں سندھیا بندھن آدی ورن۔ تپ۔ ست۔ ایمانداری وغیرہ دھرموں کو آچرن کر کے پرماتما کی بھگتی ست سنگ اور ست گرنتھوں کے بچار دوارا حاصل کرنی چاہیئے یقیناً منزل مقصود پر پہنچ

کے دھرم یعنی آشرم کی بڑائی یعنی ورن آشرم

جاویں گے۔

بھگتی کے نو رنگ شاستر کاروں نے بیان کئے ہیں۔ اُن میں سے مجملاً ہم چار کا اشارہ بیان کرتے ہیں

श्रवणं कीर्त्तनं विष्णोः स्मरणं पादसेवनं ।
अर्चनं वंदनं दास्यं सख्यमात्मनिवेदनं ॥

اول سمرن یعنی پرمیشر کو ہر وقت دُکھ سُکھ میں یاد رکھنا۔

دوئیم کیرتن اس کا بھجن اور جپ کرنا اور گن انوادگاین کرنا گایں و دیا بڑا ذریعہ پرمیشر کی بھگتی کا ہے اور پھر ہندوستان کی گنھا بارتا قدیم زمانہ سے دھرم اچرن اور ہری بھگتی کا بڑا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔

سوم ارچن۔ بھگوت مورتیوں کا پریم سے دھوپ دیپ نیوید او نمسکار کے ذریعہ پوجن کرنا اور ایشر کے بھگتوں کی سیوا کرنی۔

چہارم آتم نویدن یعنی اپنا آپ ہری ارپن کرنا جو کام لوکک ویدک کرنا سب پرمیشر کو ارپن کرنا ذاتی غرض کے لئے نہ کرنا مثلاً اگر بھگتی کی جاوے تو محض پرمیشر کی پرستش کے لئے نہ کسی ذاتی فائدہ کے لئے۔ اگر شبھ کرم کیا جاوے تو وہ بھی پرمیشر ارپن۔ اگر فرض منصبی ادا کیا جاوے تو وہ بھی ایشر کی اگیا جانکر کیا جاوے اگر پرورش اپنے قبیلہ کی کی جاوے تو وہ بھی ایشر کے جیو سمجھ کر اور گرہست دھرم جانکر کیا جاوے اور یہ بھاونا رکھی جاوے کہ انتریامی پرماتما سب کام کر رہے ہیں میں کچھ نہیں کرتا۔ ایشر بھگتی کا مقصد ہی یہ ہے کہ دھیاتا آخر ستش دیئے آکار ہو جاتا ہے یعنی پرمیشر کے دھیان کرنے سے پرمیشر روپ ہی ہو جاتا ہے۔ فقط

یوگ یعنی دل کے روکنے کا علم

یوگ کے لفظی معنے جُڑنا یعنی کسی چیز سے پیوستہ ہوتا ہے اور اصطلاحی معنی اسکے پرماتما میں وصل پانا ہے کہ اصل حقیقت آتما کی پرماتما ہے اور اس لئے قدرتی میلان اس کا اپنے اصل کی جانب ہے

اصل ہے فصل اس کا اپنے ہی اگیان یا غفلت سے ہوا ہے پس وصل بھی اسکا گیان اور یوگ سے ہو سکے گا۔

شعر

بلبلانیم کز قضا و قدر ۔۔۔ اوفتاده جدا ز گلزاریم

مرغ شاخ درخت لاہوتم ۔۔۔ گوہر درج گنج اسراریم

ہندوں میں ہر ایک علوم دنیاوی اور دینی سلسلہ وار جاری تھے تاکہ اُن کی پیروی کرنے سے طالب علم باسانی اپنے مطلوب کو حاصل کر لیوے۔ ایسا ہی وصل پرماتما کا ایک جداگانہ علم سلسلہ وار آچارجان ہند نے وید مقدس سے اخذ کر کے مرتب کیا تھا اُس علم کو یوگ شاستر کہتے ہیں اس علم کی تعریف پاتنجل سوتروں میں یہ لکھی ہے یعنی یوگ سے مراد دل کے خیالات کا روکنا ہے آتما بذاتہٖ پرمانند روپ ہے اس کا آنند وکھشیپ یعنی انتشار اور اضطراب کی وجہ سے پراگندہ ہو گیا ہے اور دل کا خاصہ قدرتی انتشار یا پراگندگی ہے اور قدرت کی رفتار کو پٹنا آسان کام نہیں ہے لہٰذا آچارجان ہند نے ایک باقاعدہ علم یوگ شاستر اس غرض اعلےٰ کے لئے اختراع کیا۔ جو بڑا بھاری شاستر ہے۔

یوگ دو قسم پر ہے۔ ہٹ یوگ اور راج یوگ۔ ہٹ یوگ کے ذریعہ جسمانی صفائی اندرونی کی جاتی ہے تاکہ آمد و رفت پران کا راستہ صاف ہو جاوے کیونکہ پران ہی مادہ زندگی اور مرکب روح کا ہے۔ اسی پر مدار حرکات قلبی اور ذہنی کا ہے اسی کی طاقت سے من خیالات اندرونی میں سایر ہوتا ہے اور محسوسات بیرونی کا ادراک کرتا ہے اگر اسکے مجری سیر بیرونی کے علم یوگ کے ذریعہ بند کر دئے جاویں تو روحانی بادشاہت کے عجیب و غریب اسرار انسان پر آشکارا ہوتے ہیں۔ جس سلطنت کے وبدبہ کبریائی سے کروڑوں زمین و آسمان مربوط اور مضبوط ہیں اور اس روحانی بادشاہت میں داخل ہو کر یوگی دنیاوی کی بادشاہی کو بالکل ہیچ و پوچ سمجھتا ہے قدیم بزرگان ہندوستان و دیگر اقالیم کے بہت یوگی

ہوا کرتے تھے۔ یہانتک کہ پرانے راجگان ہند بھی اسکے مشتاق رہتے تھے اور اُن کا خاصہ تھا کہ اپنے کاروبار سلطنت سے بعد چندے فراغت حاصل کرکے عنان حکومت اپنے لائق ورثائے کو سپرد کرکے جنگلوں میں سمادھی ابھیاس کے لئے چلے جاتے تھے۔ چنانچہ سری مدبھاگوت میں ایسے راجاؤں کے بہت سے احوال درج ہیں زمانہ مابعد میں بھی بھرتری گوپی چند وغیرہ یوگ آنند سے مست ہوکر ترک سلطنت کرکے صحرا نشیں ہو گئے۔ اہل اسلام میں بھی ایسے بادشاہ گذرے ہیں چنانچہ ادہم بادشاہ بلخ کا مشہور قصہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت اپنے محلات میں آرام کے لئے داخل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنیزک اُسکے بستر پر سو رہی ہے بادشاہ کو غصہ آیا چابک نکال اُسکے بدن پر چند رسید کر دئے بیچاری چلاتی ہوئی بیدار ہوئی اور بعد گریہ و زاری کے کھکھلا کر ہنسنے لگی اور پھر رونے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ رونے اور ہنسنے کا کیا سبب ہے معافی مانگ کر عرض کرنے لگی کہ حضرت میں یہ سوچ کر ہنس پڑی ہوں کہ مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اس بستر استراحت پر سونے سے عذاب عاقبت کا ہوتا ہے اور شکر ہے کہ میں نے چند منٹ کی اس حرکت بیجا کے عوض میں اپنا اجر پا لیا ہے اب عاقبت کے عذاب سے رہائی حاصل ہوگئی ہے۔ لیکن رونا مجھے اسلئے آتا ہے کہ حضور کی نمک خوار لونڈی ہوں سوچتی ہوں کہ میرے آقائے نعمت اس عیش و آرام کے ناز پروردہ ہیں اُنکی حالت عاقبت میں کیا ہوگی۔ بادشاہ کے دل پر سخت چوٹ اس نصیحت کی پڑی۔ دل کسی قدر صحبت فقرائے سے پہلے نرم ہوچکا تھا۔ یک لخت قبائے شاہی کو بدن سے اوتار کر وہ جنگل کا راستہ لیا عبادت الٰہی اور مراقبہ کے شغل میں مصروف ہوئے تھوڑے عرصہ کے ابھیاس اور ترک لذات شاہی سے آئینہ دل اُس کا روشن ہوگیا اور یوگ کی طاقتیں حاصل ہوئیں۔ ایک دفعہ امرائے شاہی عرصہ کے بعد تلاش کرتے ہوئے ایک دریا کے کنارہ پہنچے جہاں ادہم بادشاہ بیٹھا ہوا تصور الٰہی میں مصروف تھا اور پھر گودڑی کو سینے لگا

امرائے سلطنت ملتجی ہوئے کہ حضرت اس قدر بادشاہی چھوڑ کر گدائی کو کیوں پسند کرتے ہو انتظام ملک بگڑ رہا ہے پایہ تخت کو تشریف لیجاویں۔ فرمایا کہ اب ہم روحانی بادشاہت پر تخت نشین ہیں اور اُسی وقت اپنی سوئی کو دریا میں پھینکدیا اور کہا کہ ہمارے سوئی نکلوادو اُنہوں نے کہا حضرت ہم لاکھ سوئی اور منگا دیتے ہیں کہاں سے نکالو ورنہ ہم نکال دیتے ہیں۔ مچھلیوں کو حکم دیا کہ ہماری سوئی نکال لاؤ صدہا مچھلیاں مُنہ میں سوئی لئے ہوئے نمودار ہوئیں کہا جس کے پاس ہماری سوئی ہے آگے بڑھ آوے چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ روحانیت زندگی اور روحانی بادشاہت کی عظمت ایسی ہی بڑی ہے جیساکہ روح کی طاقت بمقابلہ جسم کی طاقت کے پہلے زمانہ میں لوگ باقاعدہ مشق اُسکی کیا کرتے تھے جیساکہ اوپر درج ہو چکا ہے اور اسلئے اُن میں ایسے قوائے باطنی کا حاصل ہونا کوئی امر محال نہیں تھا اب نہ یوگ رہا ہے نہ تپ نہ کرم نہ دھرم نہ اوپاسنا نہ مشاغلہ نہ مکاشفہ بجز دو چیز کے۔ یعنی بے اعتقادی اور ٹھٹہ بازی پھر یوگ کی طاقتیں کہاں سے حاصل ہوں بلکہ لوگ ایسی طاقتوں کے وجود کے قایل بھی نہیں رہے چہ جائیکہ اُن کے حصول کیلئے جدوجہد کریں زمانہ حال کے مہاتما بھی جیساکہ کبیر گورو نانک صاحب۔ رامانج۔ بابا لعل دریائی وغیرہ برابر یوگ ابھیاس کا مشاغلہ رکھتے رہے چنانچہ اُنکے اقوال میں انہد شبد اور ترکٹی درشن وغیرہ منازل یوگ کا حال درج ہے۔ صوفیائے کرام بھی حبس دم وغیرہ عمل یوگ کے کرتے تھے۔ پھر راج یوگ کے بغیر تو پرمیشر کی منزل پر قدم رکھنا ایسا ہی ناممکن ہے جیساکہ ریل کا چلانا بدوں سڑک آہنی کے۔

سوامی ویویک آنند نے انگریزی میں ایک کتاب بنام راج یوگ تصنیف کی ہے جسمیں منازل اور قواعد یوگ کے صراحت سے اور فلسفانہ طور پر بیان کئے ہیں۔ اور بھی صدہا گرنتھ سنسکرت اور بھاشا کے اس ودیا میں موجود ہیں گو بدقسمتی سے اصل یوگی دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں تاہم پورا شوق ہو تو گورو فوراً ملجاتا ہے۔

یم نیم یوگ کے مجملاً ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

یم نیم یعنی قواعد منازل یوگ کے

آسن پہلے نشست کی جگہ اور طریق قایم کرنا چاہیئے - ہٹ یوگ میں مختلف قسم کے آسن لکھے ہیں جنکی تاثیر جدا گانہ نفس انسان پر ہوتی ہے لیکن معمولی کارروائی کے لئے پدم آسن کافی ہے جسکی نسبت مہاراج بھی گیتا میں فرماتے ہیں۔ کہ ہموار جگہ پر کُشا کا آسن اُس پر مرگ چرم بچھا کر سدھارن آسن سے بیٹھکر نظر کو نوک بینی پر لگاوے اور برتی یعنی خیال کو روکے لیکن اگر خیال نہ رُک سکے تو اشٹریج پر جو گاتیری کا لکشہ ہے کسی مورتی کا دھیان لگاوے صوفیا مرشد کے چہرہ کا دھیان کرتے تھے لیکن عمدہ دھیان البتہ کے اوتاروں کا ہے - جیساکہ سری کرشن پرماتما - سری رام چندر جیو - درگا جی شیو شانت روپ وغیرہ - اگر اور کچھ بھی نہ ہو سکے تو سادھارن مصفا آسن پر بیٹھکر تنہائی میں خیالات کو روک کر برہم چنتن کرے۔

اور اونکار یا گاتیری منتر کا جپ کرتا ہوا اُن کے ارتھوں میں برتی کو لگاوے۔

۱ یم بمعنی روکنے کے ہیں - مفصلہ ذیل ممنوعات سے دل کو روکنا چاہیئے - آہنسا یعنی کسی جاندار کو اذیت جسمانی یا دلی نہ دیجاوے - ۲ ستیہ ہمیشہ سچ بولے اور سچ بیوہار رکھے لیکن ایسا سچ نہ ہو جس سے کسی کا دل ناحق دُکھے ایسے موقعہ پر خاموشی بہتر ہے - وید کی شرتی ہے -

सत्यप्रियम्- प्रियंब्रूयात् सत्यंब्रूयात्

۳ استے چوری اور بددیانتی رشوت وغیرہ سے پرہیز رکھنا - اپرگرہا - ناحق کسی کا احسان نہ لیوے اور نہ لیوے -

۴ سے نہ بلا ضرورت اشد کے دان بھی لیوے - بلکہ دوسروں کی امداد ضرورت کے موقعہ پر کرے

۵ برہم چرج - یعنی عفت عفیفہ قایم رکھے - مباشرت جایز سے بھی حتی الوسع پرہیز رکھے

اسکے لیئے شاستر میں رتو داں کا موقعہ لکھا ہے جو چار روز بعد صفائی ایام ماہوارہ کے اور بغرض
تولد اولاد کے ہوتا ہے پس ناجایز مباشرت تو بقول مقولہ عربی کے "الزنا یخرج البناء"
یعنی زنا سے بیخ وبنیاد کاٹی جاتی ہے - بدیہی امر ہے کہ ایک قطرہ منی کثیر التعداد خون صاف سے
پیدا ہوتا ہے - اور ایک قطرہ خون کا عمدہ غذا کے کثیر التعداد سے بنتا ہے - تمام جسم کی جان خون
اور منی ہے - اسی طاقت پر مدار جسمانی اور روحانی ترقی ہر قسم کا ہے - پہلے تو بھارت نواسی لوگ وید
اور ودیا سب قسم کی ختم کرکے گرہست آشرم اختیار کرتے تھے پس لڑکوں کی شادی صغیر سنی کے
بند کرنے میں پوری کوشش چاہیئے البتہ لڑکیوں کی شادی رجسولا ہونے سے پہلے کرنی چاہیئے
یوگ یا خیالات کے روکنے کے لیئے برہم چریہ بڑا ضروری ہے -

نیم مندرجہ ذیل ہیں -

(۱) شوچ - یعنی پاک وصاف رہنا واتن اشنان سندھیا ہر روز کرنی رفع حاجت کے
بعد مٹی سے ہاتھ پاؤں صاف کرنے ناپاکی سے بچے رہنا - پوتر بھوجن وید منتروں سے سنسکار
کیا ہوا کھانا اور شوچ یعنی پوترتائی اندرونی بذریعہ نیک خیالات کے قایم رکھنی -

(۲) سنتوکھ - صبر اور قناعت رکھنی - حرص ناواجب سے دل کو روکنا اور متوراج نہ کرتے رہنا -
گرہستی کے لیئے جایز وسایل سے روپیہ کمانا اور دھرم پوربک صرف کرنا بیجا نہیں - لیکن حرص
تمام گناہوں کی جڑ ہے اسلیئے جہانتک ہوسکے سنتوکھ رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے
خاصکر یوگی کو - سنیاسی کو تو بھوجن ماتر سے زیادہ خواہش کرنی گناہ کبیرہ ہے -

(۳) تپ - یعنی ریاضت ہر قسم کی دل اور حواسوں کو برت نیم رکھنا اپنا وقت شوبھ کاریں
صرف کرنا - یہ ضروری نہیں ہے کہ پانچ اگنی ہی تپے گو بڑے بڑے مہاتما ہمیشہ تیبر تپ یعنی
ریاضت شاقہ برابر کیا کرتے تھے اسی لیئے من کو قابو کرکے اور علایق جسمانی سے اسکو چھڑا
کر منازل اعلے روحانی پر پہنچتے تھے - ہزاروں رکھیونکی حکایات تپ کی گرنتھوں میں درج

ہیں۔ گورونانک صاحب نے بھی سخت تپ پٹیانہ صاحب یعنی کہٹور صاحب اور راوی کے دریا
میں کیا۔ بہرحال ہم ضعیف البنیان لوگوں کو اسی قدر تپ کافی ہے جیسے اوپر واضح ہو چکا ہے۔

سوادھیائے۔ وید کا پڑھنا ہر روز سندھیا گایتری کا جپ کرنا چاہیئے اور وید استوتر وغیرہ
کا پاٹھ جہانتک ہوسکے۔ کیونکہ اس سچے کلام الہی کے محض پاٹھ کرنے سے ہی اپورب یعنی ثمرہ آخرت
پیدا ہوتا ہے اگر ارتھ بچار کر کیا جاوے تو کیا بات ہے اور اگر ہوسکے تو سُور کے ساتھ پاٹھ کرنا چاہیئے
ورنہ سری ویاس دیو کرت استوتر جیسا کہ وشنو سہسر نام گجندر موکش آدی کا پاٹھ کرنا چاہیئے اور
اپنے بچوں کو ضرور وید پاٹھ یا استوتر سکھایا جاوے۔ کم سے کم مسلمانوں سے ہی ہمکو سبق
لینا چاہیئے کہ ان پڑھ زمیندار لوہار ترکھان بھی پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ ہم پر حیف ہے
کہ آریہ قوم کہلا کر وید آدھین اور سندھیا نہ کریں۔

ایشر پرنی دھام۔ یعنی ایشر کی بھگتی جس کی مہماں بھگتی اور اوپاسنا کے پرسنگ
میں آ چکی ہے۔ یوگ والوں نے بھی جو علمی طریق پر سمادھی کی منزل تک پہنچاتے ہیں ایشر بھگتی کو
ضروری سمجھا ہے۔

یوگ کے انگ یعنی اجزائے۔

(۱) پرانایام یعنی پران کا روکنا جس کو صوفیائے حبس دم کہتے ہیں۔
سوامی وویکا آنند جی نے بڑی صراحت سے پرانایام کے
راز اپنی کتاب میں لکھے ہیں اور پران کی حقیقت جو موجب حیات کائنات کی ہے۔ عمدہ
طور پر ظاہر کی ہے اس قوت کے انضباط سے جزئی پران یا زندگی کا الحاق کُلی پران یعنی زندگی
جہاں سے ہوتا ہے جس سے کہ سدھیاں یعنی طاقت روحانی حاصل ہوتی ہیں کم سے کم فائدہ
پرانایام کا صحت بدن اور یکسوئی دل کا ہے یوگی اور بہت سے برہمن وددان بھی کئی
ایک بیماریوں کا علاج پرانایام کے ذریعہ کر لیتے ہیں۔ ایڑا اور پنگلا دو ناڑیں دل سے

دماغ کو جاتی ہیں ان میں سے ایک مظہر مادہ حرارت یا سورج کی آتش ہے دوسری رطوبت یا چاند کی ابھیاسی لوگ گرمی اور سردی بدن کی حسب ضرورت ایڑا اور پنگلا یعنی دائیں اور بائیں جانب کے تبدیل دم سے کم و بیش کر لیتے ہیں سر ودیا کا عمل بھی جس سے طاقت پیشگوئی ہار مختلف قسم کی ہو جاتی ہے انہیں ناڑیوں کی ودیا سے ہوتا ہے ایک تیسری ناڑی سکھمنا ہے جس کا تعلق دیولوک سے ہے سمادھی کا عمل اسی سکھمنا دوارا دم کو دماغ تک پہنچانے سے ہوتا ہے دماغ یا برھم رندھر دیولوک کی جگہ ہے جس کو برھم لوک بیکنٹھ فردوس برس وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں برھم رندھر کا تعلق دوامی اس لوک سے قایم رہتا ہے۔ غرض اس لوگ ودیا کے بڑے اسرار ہیں۔ اور یہ ایک عجیب علم مرتاضان ہند کے قبضہ میں تھا۔

سدھیں یعنی کشف وکرامت

بہت سے لوگ آجکل کے سدھیں یعنی کشف کرامت کے قائل نہیں ہیں کیونکہ اُن کو اُستادان مغربی نے یہی سکھلایا ہے کہ ہر بات سے جو متعلقہ فضیلت علمی متقدمین کے ہو انکار کرتے رہیں خواہ کیسا ہی ثبوت اُس کے وجود کے بارہ میں مل سکے تمام متقدمین کی کتابوں میں ثبوت اس کا ملنا ممکن ہے۔ کہ بعض مصنفین نے کسی خاص بزرگ کی تعریف کرنے میں مبالغہ سے کام لیا ہو لیکن تحقیقات اعلےٰ علوم زمانہ حال سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ کرامت برخلاف قوانین قدرت کے نہیں ہے بلکہ قدرت کے اُس حصہ سے متعلق ہے جو جسمانی اشکال سے بالا اور متعلقہ علم روحانیات کے ہے روح کے کمالات بے انتہا ہیں جس کو علمائے روحانی اُس یقین سے دکھلا سکتے ہیں جیسا کہ علمائے طبعی عجائبات متعلقہ مادہ کو اہل سائنس نے بھی کئی قسم کے جدید علوم پیدا کئے ہیں جیسا کہ مسمریزم ہائی پناٹسزم تھاٹ ریڈنگ وغیرہ جن کے ذریعہ سے دور دراز کے حالات بذریعہ کشف روح کے معلوم ہو سکتے ہیں یا کہ دوسرے کے دل کے خیالات فوراً معلوم ہو سکتے ہیں۔ آجکل بھی اس قسم کے

انسان موجود ہیں جن کے حالات علمی رسالوں میں شائع ہوتے ہیں۔ مصنف دبستان
مذاہب جو شاہجہاں کے وقت میں ہُوا۔ اپنے چشمدید حالات بہت سے کشف و کرامات ہندو
اور مسلمانان فقرائے کے لکھتا ہے۔ ایک صاحب مسمی مولوی شاہ گل حسن صاحب
پانی پتی نے اپنی کتاب موسومہ تذکرہ غوثیہ میں بعض ہندو فقرائے سِدھ پُرشوں کے چشمدید حالات لکھے
ہیں جو کتاب مذکور کے دیکھنے سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ میڈم بلاواٹسکی کے عجائبات کو بہت
لوگوں نے بچشم خود دیکھا ہے جس کا حال رسالہ ماہوارہ تھیوسوفسٹ مطبوعہ مدراس میں چھپتا
ہے۔ دور کیوں جاتے ہو اس قدر تو اب بھی ہو سکتا ہے کہ شدھ چت اور شدھ بدن ہو کر
ابھیاس اُنکارا و پاسنا اور پرانایام کا قاعدہ کے مطابق کرتے سے صفائی دل کی ایسی ہو جاتی
ہے کہ آئندہ کے واقعات آئینہ دل پر پرتو افگن ہونے لگتے ہیں اور خواہشات دلی از خود پوری
ہونے لگتی ہیں۔

یوگ شاستر میں ان سدھیوں کو سلسلہ وار اُتہان۔ مہان۔ لگھمان وغیرہ ناموں سے لکھا
ہے اُن کی اقسام وغیرہ صراحتاً لکھے ہیں گو یہ بھی لکھا ہے کہ سالک حقیقت کے راستہ میں
یہ سدھیاں سدراہ ہوتی ہیں اسلئے یوگی کو اُن کی طرف دھیان نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اعلے
منازل ترقیات روحانی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ شبد کے عجائبات بھی یوگ کے گرنتھوں
میں لکھے ہیں اور بعض یوگی جن ہمارے زمانہ میں بھی ایسے ہیں۔ جن کو عجائبات آواز باجہائے
قدرتی کے جو ارغنوں قدرت اور بدنی میں ہر وقت بج رہے ہیں سنائی دیتے ہیں۔
گونج رہا ہے صورت ازل ہر مقام پر ۰ بجتا ہے یہ ترانہ رباب دوام پر ۰ بانگ دہل کے شور سے ہم
ہیں تو صم بکم ۰ بجتی ہے تار بر لبطہ ہر خاص و عام پر ۰ بگڑے کبھی نہ پر ذرہ جو اس ارغنوں کا ۰
ہے چل رہا یہ چکر کوک دوام پر ۰ شبد برہم کے سوکھشم رازوں کو جو سمجھتے ہیں اُن کے
آگے یہ طاقتیں کوئی عجیب نہیں ہیں۔ بہر حال لوگوں کو اس قدر راج یوگ کی تو

پیروی رکھنی چاہیئے کہ جس سے ایکاگر چت کرکے اُنکار اور گایتری منتر سے پرانایام کا ابھیاس قایم رکھے۔

دوسرا انگ یوگ کا پرتیاہار ہے جو ویدانت کے سادھنوں شم دم کے مرادف ہے یعنی حواسوں اور دل کو وشئوں (محسوسات) سے روکنا۔ دل کے انتشار کا بڑا سبب کشش نظارہ ہائے دلبر با رجیھاں کی ہے ایسے نظارہ ہا میں ویراگ یعنی دوکھشہ درشٹی کے ذریعہ سے دل کو روکے جس کا تذکرہ ویدانت کے حصہ سادھنوں میں آویگا مثلاً اگر کام یعنی شہوت کی وجہ سے چت چلایمان ہو۔ تو غور کرے کہ جسم انسان کا ظاہرا جو خوبصورت معلوم ہوتا ہے تمام ناپاکیوں کی کان ہے۔ ہڈیوں۔ گوشت۔ چمڑہ اور خون کا ایک مکان ہے بس نفرت کی جگہ ہے نہ رغبت کی اگر پھر بھی دل نہ سمجھے تو بقول ہندی مثل کے یہ پچارے کہ ہم بھی بہو بیٹیاں والے ہیں اگر ان پر کوئی بدنظر کرے تو ہمکو بھی ایسا رنج گذرتا ہے اسلئے غیر عورت کو اپنی ماں بہن کی نظر سے دیکھے۔ یوگ یا یکسوئی دل کے لئے اندریوں اور من کا روکنا اشد ضروری ہے بجز اسکے کیا یوگ کیا گیان کا دعوے بالکل مسخرہ پن اور پاکھنڈ ہے۔

تیسری دھارنا اور چوتھا دھیان | وشیوں سے من کو روک کر ایکاگر کرنا یعنی کسی قسم کا خیال نہ کرنا اس کو دھارنا کہتے ہیں شدہ سویم پرکاش آتما کا اپنا سروپ ہے بس محض وشیوں سے من کا روکنا اور آگے نہ دوڑانا۔ یعنی خواب میں نہ جانے دنیا کافی مشاغلہ سویم پرکاش کی پراپتی کا ہے لیکن من بدوں کسی خاص مشاغلہ کے رہ نہیں سکتا۔ اسلئے دھیان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس دھیان کا مفصل بیان ہم اوپاسنا کانڈ کر چکے ہیں۔ اعلےٰ درجہ کا اور آسان دھیان گایتری منتر کا جپ اور انتریامی بھاؤنا ہے اس کے ارتھوں میں برتی لگانا ہے۔ خواہ اُنکار کا جپ اور بچار۔ ورنہ اور منتروں کا جپ اور دھیان جس میں

اُوم نمو بھگوتی واسدیوائے (ॐनमोभगवतेवासुदेवाय ـ ا)

اس منتر کی بڑی مہما شری مد بھاگوت میں لکھی ہے جس کا ارتھ مجملاً یہ ہے کہ نمسکار ہے اُس شدھ پرماتما سرب شکتی وان اور سرب وبھوتی وان کو جو سب جگہ پہ ہی پورن ہے اس سے بھی آسان طریق یہ ہے کہ کوئی جوت یا ایشر کی مورتی کو سامنے رکھ کر دھوپ دیپ نیوئید آدی سامگری سے پریم سے پوجن کرتا ہُوا منتر مذکورہ بالا کا جپ اور دھیان کرے۔ مورتی پوجن میں خواہ چت پورے طور پر تیجوتی پرکاشس کا اول ہی نہ بھی کرے۔ تو پریم سے جو ہاتھ پاؤں کی حرکات ایشر ارپن کر رہا ہے۔ بڑا بھاری یگ یا پوجن اس کے ذریعہ سے ہوتا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ مورتی پوجن کے باب میں لکھ چکے ہیں۔ غرض دھیان سے یہ ہے کہ من کو جگت اکار یا دشے اکار کی جگہ ایشر اکار کیا جاوے۔ آخیر انگ یوگ کا سمادھی ہے۔ جو دھارنا اور دھیان وغیرہ سادھنوں مذکورہ بالا کا پھل ہے اس اوستھا میں ترکٹی دور ہو جاتی ہے۔ دھیاتا۔ دھیان اور دھیئہ ایک ہو جاتے ہیں یہ مایا روپ سنسار اور بوقلموں نظارہ ہائے روزگار ترکٹی سے نمودار ہوتا ہے مثلاً ایک دیکھنے والا ہے۔ ایک چیز قابل دید ہے۔

اور ایک انکھ ہے جو آلہ دید ہے جس کو درشٹا۔ درشیں اور درشن کہتے ہیں ایسا ہی گیاتا۔ گیان گئے۔ اور دھیاتا۔ دھیان۔ دھیہ۔ سمادھی کال میں یہ ترکٹی دور ہو کر ایک سوئیم پرکاش پرماتما ہی رہ جاتا ہے۔

اسکے ابھیاس سے اس زندگی میں بھی دکھوں کا ناش ہو جاتا ہے۔ پرماتما کے ساتھ گیاتا آتما کا وصل ہو جاتا ہے۔ اور موت کے بعد جدائی دور ہو کر وصل ابدی حاصل ہو جاتا ہے جو مکتی اوستھا ہے۔ یہ امر بدیہی ہے کہ جیسے جیسے کسی شخص کی عادت کشش اور آلائشات جہان سے کنارہ کشی اور دل کو یکسوئی رکھنے کی ہوتی ہے ویسا ہی تکالیف جہانی سے رستگاری حاصل کرتا ہے پس باقاعدہ یوگ کے انگوں سے اگر چت کا نرودھ حاصل کرے۔ تو پرمانند

کی پراپتی میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ جو ہمارا اپنا سروپ ہے۔ اگر کسی نے یوگ شاستر باقاعدہ پڑھا ہوا ابھیاس اُس کا کرتا ہو تو کسی لائق ابھیاسی سے گرنتھوں کو دیکھے لیکن زمانہ حال ہٹھ یوگ کے لیے موزوں نہیں ہے۔ نہ اندازہ سے زیادہ گرنتھوں کو پرانا یام کا ابھیاس آجکل کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ مایا ملے نہ رام۔ از دست صحت بدنی سے ہی محروم نہ ہو جاوے۔

پس مختصر راج یوگ یا برتی یوگ جیسا کہ اوپر دھارنا اور دھیان کے تذکرہ میں لکھا ہے ہم لوگوں کے لئے کافی ہے۔ کہ وشیوں سے من کو روک کر جس جس طرح ہو سکے وچار ست سنگ اور ایشر پوجن دوارا برہم اکار کریں۔ سری بھگوان فرماتے ہیں من ہی منکھوں کا بندھن اور مکتی کا کارن ہے۔ اگر دنیا کی طرف متوجہ رہا تو جنم جنمانتر کے چکروں میں ڈال دیوے گا جس سے کبھی مخلصی نہیں ہوگی۔ اگر ایشر کی طرف متوجہ رکھیگا تو رفتہ رفتہ اُس پرم دیو پیچھے پتا سے وصل یقینی ہو جاویگا

اوم شانتی!

حصہ سویم گیان کانڈ۔ علم المعرفت

اب ہم تیسرے حصہ وید مقدس پر پہنچتے ہیں جسکو گیان کانڈ یا ویدانت کہتے ہیں یہ وہ منزل ہے جو اعلےٰ تریں مدارج علم سے ہے۔

شعر توان در بلاغت بہ سحبان رسید۔ نہ در کنہ بیچوں سبحاں رسید۔ وید بھگوان کا مقولہ ہے جہاں بانی اور من نہیں پہنچ سکتے۔ شرتی ہار بھی نیتی نیتی کر کے اُسکا بیان کرتی ہیں یعنی بطریق ثبات نہیں بیان کر سکتی ہیں کہ وہ پرماتما کیسا ہے بلکہ بطریق نفی اظہار کرتی ہیں کہ پران بھی نہیں من بھی نہیں بدھی بھی نہیں۔ چاند بھی نہیں۔ سورج بھی نہیں۔ بلکہ پرانوں کا پران۔ من کا من۔ چاند کے پرکاشش کرنیوالا علےٰ ہذا۔

تاہم سب ذکروں سے اُسی کا ذکر اور سب فکروں سے اُسی کا فکر اعلےٰ ہے جس سے سب فکر دور ہو جاتے ہیں اور جو پرمانند کا پد ہے۔ پس مبارک ہے۔ وہ وقت جو

برہم چنتن میں صرف ہو۔ سوی گھڑی سولکھنی جتھوہ نال وہاوے۔

باتباع اس خیال کے ہم بھی اپنے فکر ناقص کو اُس ذات کامل کے تصور اور تخیل میں صرف کرتے ہیں ویدانت کے سادھن یا وسایل ہم اخیر میں لکھینگے تاکہ اول عظمت اُس منزل مقصود کی ذہن نشین ہو کر پھر شوق اُسکے سفر کا پیدا ہو اور سالک راہ حقیقت اُسکے وسایل اور منازل کا متلاشی ہو۔ ویدانت یا اوپنکھد بھاگ میں دو قسم کے واک ہیں ایک مہاواک۔ دویم انتر واک۔ انتر واک وہ ہے۔ جس سے تاٹیب برہم کا علم حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ جس سے یہ خلقت پیدا ہوتی ہے جسمیں پیدا ہوکر قایم رہتی ہے۔ اور جسمیں فنا ہو کرلے ہوتی ہے وہی برہم ہے وہی جاننے کے لائق ہے۔ مہاواک وہ ہے جو ساکھشات کرکے برہم کا اوپدیش کرتے ہیں۔ اور اُسکا علم حضوری کراتے ہیں جیسا کہ یہ آتما ہی برہم ہے۔

تت مسی (तत्त्वमसि) سوتو ہے۔ یا اوم سوہنگ (सोऽहम्) سو میں ہوں یہ اسماء اعظم وید مقدس کے ہیں اُن کے جپ اور دھیان سے پردہ جہل کے دور ہو کر نور عرفان کا افق دل پر چمکتا ہے۔ حتے کہ بہت سے مسلمان فقراء بھی اوم سوہنگ کا جپ کرتے ہیں جسکو اجپا جاپ کہتے ہیں۔ لیکن تت تومسی یا سوہنگ آدی جنکو مہاواکوں کے جپ یا دھیان سے پہلے ان الفاظ کے جداگانہ معانی پر بخوبی غور کرنا چاہیئے۔

پہلے تت پد یا تاٹیب ایشر کا پورا انجو۔ دھیان اور بھگتی حاصل ہونی چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ نظر اعلے ہو جاوے جسکی نسبت گیتا میں لکھا ہے۔ یہ سب واسدیو (ویاپک پرماتما) ہی ہے۔

بیت

کہ چشماں دل مبیں جز دوست | ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

گورو نانک صاحب فرماتے ہیں "من۔ تن۔ پربت۔ بارسے ہم۔ لیکن محض اسکے

ایمان سے عرفان اسکا نہیں ہو سکتا گیان یا علم کے دو حصے ہیں۔ استو اپاوک
(असत्त्वापादक-) اور ابھاناپاوک (अभानापादक) پہلے کے ذریعہ سے
پرماتما کے وجود میں جو شبہ یا استا معلوم ہوتی ہے۔ رفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ انبھو ہو جاتا ہے
کہ پرماتما سرب دیاپک موجود ہے۔ ابھاناپاوک کے ذریعہ سے اُسکا علم حضوری ہو کر یہ نسبتی
گیان حاصل ہوتا (ब्रह्माहमस्मि -) میں ہی برہم ہوں۔

شعر

کہ جب منصور پر حالت وہ آئی ۔ لگا کرنے انا الحق کی دوہائی

در و دیوار پر چمکے خدائی

سنا تو دیکھ کون ہے ناظر نظارہ عالم کا + ہری ہے حاضر ناظر تیرا وجود بقا۔

بس پہلے تت پد یا غایب پرمیشر کا گیان ہوتا ہے۔ پھر توام پد یعنی جیو کی حقیقت آشکارا
ہوتی ہے اور پھر جیو برہم کی ایکتا کا گیان ہوتا ہے۔ اسواسطے محمدؐ صاحب نے بھی فرمایا ہے۔
"مَن عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ"۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے آپ کو پہچانا ہے۔
اور سائیں بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

الف اپنے آپ نوں سمجھ پیارے کی دست ہے تیرڑا روپ پیارے

باجھو اپنے آپ دے صحیح کیتے پیا وچہ دسوڑی دے دُکھ پیارے

یعنی اے عزیز پہلے آپ اپنے کو سمجھ کہ تیری حقیقت کیا ہے۔ بدوں تحقیق حقیقت اپنی ذات
کی اتھا تو مبتلائے رنج و تکالیف دنیاوی رہتا ہے۔

گو پیغمبر صاحب بانی اسلام نے اشارہ سے ضرورت آتم ودیا کی بیان کردی ہے لیکن انکی
کتاب آسمانی میں عرفان روح کے بارہ میں بہت تھوڑا بیان کیا گیا ہے بلکہ زیادہ اسی آیت
پر اکتفا کیا گیا ہے۔

واسلونك من الروح قل الروح من امر ربی یعنی اے محمد اگر تجھ کو کوئی روح کے بارہ میں سوال کرے تو یہ جواب دے کہ روح امر رب سے ہے۔ دارا شکوہ نے جب ویدانت بھاگ وید کو دیکھا۔ اُسکی چشم حقیقت میں اس اسرار ربانی سے ایسی سیراب ہوئی کہ اُس نے بصرف لاکھوں روپیہ کے اوپنکھدوں کا ترجمہ فارسی میں کرایا اُسکا نام سر اکبر رکھا۔ وہ اُسکے دیباچہ میں ایک آیت قرآنی کا حوالہ دیتا ہے۔ جسکا منشاء یہ ہے کہ ہمارے باریک اسرار دیگر اعلےٰ تر صحایف میں درج ہیں۔ اس سے دارا شکوہ نتیجہ نکالتا ہے کہ قرآن شریف کا اشارہ وید مقدس کیجانب ہے۔ سکوپن ہار ایک فاضل اجل فلاسفر زمانہ حال جرمنی کا مقولہ ہے کہ تجلائے نورانی اقوال ویدانت کے مقابلہ میں اعلےٰ ترین فلسفیاں یوروپ کے نتایج تحقیقات وہ نسبت رکھتے ہیں جو آفتاب کو ایک ذرہ سے ہے۔ ویدانت ہی میری شانتی کا کارن زندگی میں رہا ہے اور ویدانت ہی میری شانتی کا کارن بعد موت کے ہوگا۔

ازلیت اور ابدیت روح کی

روح کو فانی یا ابدی تو سب مشہور مذہب کی کتابیں بیان کرتی ہیں۔ لیکن اُسکو حادث، یا مخلوق کہتے ہیں اب خیال کیجئے کہ یہ مسئلہ اُنہیں کی کُتب فلسفی کا ہے کہ کل حادثات فانی یعنی جو حادث ہے فانی ہے اور بدیہی بھی ہے کہ جس کا آغاز ہے اُسکا انجام بھی ہوگا جو مخلوق ہے وہ فانی ہوگا۔ روح کے بقاء کی نسبت متقدمین فلاسفران یونان اور حکیمین مصر وغیرہ کے خیالات اکثر کر کے مشابہ وید مقدس کے ہیں چنانچہ افلاطوں کی کتابوں میں اسکی نسبت خوب بحث کی گئی ہے۔

ایڈیسن صاحب ایک مشہور مصنف اور شاعر فلسفیانہ خیالات انگریزی نے ایک نظم میں افلاطونی علم روح کو بڑے عمدہ طور پر بیان کیا ہے جسکا مختصر تذکرہ خالی از لطف روحانی نہیں ہوگا۔

کیٹو ایک افسر جنگی لشکر روم قیصر جولیس سے ہراساں ہوکر خطۂ یونان کے شہر ایتھنس میں پناہ گزیں ہوا۔ قیصر نے اس کا تعاقب کیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ کیٹو نے دیکھا کہ اب قیصر کے ہاتھ سے بچنا محال ہے دم آخری میں افلاطوں کی کتاب فلاسفی روحانی کو ہاتھ میں لیا اور دوسرے ہاتھ میں کٹاری نکالکر رکھلی۔ اور یوں گویا ہوا۔ اے افلاطوں تو سچ کہتا ہے کہ روح ازلی ابدی ہے بقا اسکی حقیقت ہے نہ فنا۔ یہی وجہ ہے کہ موت کے نام ہی سے روح لرزہ کھاتا ہے۔ اور زندگی کی جانب جھپٹتا ہے۔

آہا ابدیت روح کا خیال کیسے سرور دائمی کے دینے والا گو حیرت بخش خیال ہے کہ سب دنیا کی سب اشیاء ناش ہوجاوینگی۔ ستارے۔ چاند چمکنے سے بند ہو جاوینگے۔ بلکہ آفتاب بھی اپنا زمانہ ختم کرکے تاریکی فنا میں مستغرق ہو جاویگا لیکن اے میری روح تو ہمیشہ ابدیت میں راج کریگی۔ ؎

شمس و قمر ستارے سب ڈوب جاینگے۔ پر شمس ذات مطلق کا نعرہ نہ پائینگے

یہی بچار کرتے ہوئے کیٹو نے آخر میں کہا۔ کہ میری زہر اور میری تریاق میرے ہاتھوں میں کٹار گھنپ کر تو ابھی مرجاویگا۔ لیکن کتاب کہتی ہے کہ تو اجر۔ امر۔ ابناشی ہے۔ پھر کٹاری کو لیکر جسم فانی کو روح باقی سے علیحدہ کردیا۔ اب ہم ذیل میں سری بھگوان کے چند اقوال روح کی حقیقت کے بارہ میں بھگوت گیتا سے لکھتے ہیں۔ جو ایک مقدمہ ہندی مہاتماؤں کے خیالات کا نسبت حقیقت روح ہوگا۔

بھگوت گیتا ادھیائے دویم۔ جس طرح صاحب بدن کے موجودہ بدن کے خیالات بچپن جوانی اور بڑھاپا بدل کر آتے ہیں اسی طرح ابدان مختلفہ بھی اسکو بدلکر حاصل ہوتی ہے عقلمند اس تبدیل اجسام سے ہراساں نہیں ہوتا۔ عدم کا وجود نہیں ہوسکتا۔ اور ست (وجود) کبھی معدوم نہیں ہوتا حقیقت بین لوگ ان دونوں میں تمیز کرتے ہیں۔

نوٹ۔ اس اعلےٰ اشلوک سے مہاراج یہ ظاہر فرماتے ہیں کہ انسان مرکب ست اور است چیزوں سے ہے جسم انسان ظاہری اور باطنی مرکب اور فانی ہے۔ وہ کسی حالت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ روح غیر مرکب ابدی ازلی ہے اُس پر کبھی فنا لازم نہیں آتی۔ یہ ابدان فنا پذیر ہیں لیکن صاحب بدن نت یعنی ابدی ہے۔ لازوال اور اپرمے (अप्रमेय) یعنی پرمانوں یا دلایل ثبوتی سے بالا ہے۔ نہ یہ جمتا ہے اور نہ کبھی مرتا ہے نہ پیدا ہوا ہے نہ پیدا ہوگا۔ (لم یلد ولم یولد) اج ہے تت ہے ایک رس ہے۔ قدیم ہے اور نہ فانی جسم کے مرنے سے مرتا ہے۔

جس طرح پورانے کپڑوں کو چھوڑ کر آدمی نئے کپڑے پہنتا ہے۔ ایسا ہی پورانے جسموں کو چھوڑ کر صاحب جسم نئے جسم قبول کرتا ہے۔

اس صاحب جسم کو شستر (ہتیار) قطع نہیں کر سکتے۔ اسکو اگ نہیں جلا سکتی۔ اسکو پانی نہیں گلا سکتا۔ اسکو ہوا نہیں خشک کر سکتی۔ یہ قابل قطع نہیں ہے۔ قابل سوخت نہیں ہے۔ قابل گداز نہیں ہے۔ قابل خشک ہونیکے نہیں ہے۔ نت ہے۔ سرب ویاپک ہے قایم بالذات اور بیحرکت ہے اور سناتن ہے۔ لطیف ہے اور غور کی رسائی سے بالا اور تبدلات کی تاثیرات سے منزہ ہے۔ پس ایسے شدہ آتما کو جانکر سب تفکر کو دور کر دینا چاہیئے۔

روح پر مغربی سائنس زمانہ حال کے خیالات اور بقا روح کے دلایل

روح کے بقاء یا فناء کے بارہ میں حکمائے مغربی میں مباحثہ رہا ہے لیکن ہندی حکمائے و دیگر متقدمین فلسفیان نے بالاتفاق اسکو ازلی ابدی قرار دیا ہے گو دیگر فروعات میں اختلاف

رہا ہے۔ بالخصوص (Materialism) میٹریل فلاسفی یعنی فلسفی مادی زمانہ حال نے اُسکے بقا میں بہت سے شکوک پیدا کر دیئے ہیں۔ جسکا اثر یہ ہوا ہے کہ بہت سے عالم فاضل یوروپ اور ہند کے بھی اُسکو محض مادی اور فانی سمجھنے لگے ہیں۔ اور اس سے بڑھکر انسان کی تباہی کا اور کوئی آلہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص زندگی انسان کو محض ۵۰ یا ۶۰ سال ہی یقین ہے اور بعد اُس کے اُس کو فناء دوامی اور تاریکی نظر آتی ہے۔ وہ ابدیت کے نورانی جلوہ سے کیونکر منور ہو سکتا ہے بلکہ اُس شپر کیطرح ہے جسکے لئے آفتاب عالم تاب کا وجود باعث مصیبت ہے۔ اور تاریکی شب دیجور میں ہی اپنی زندگی سمجھتی ہے۔ ایسے ملحد کے لئے نہ کوئی عاقبت ہے نہ خدا۔ نہ اعمال نہ جزاء۔ اور اس تمام عجیب و غریب سلسلہ کائنات کے اتفاق (چانس Chance) پر بنیاد سمجھتا ہے۔

پس ابدی اور روحانی زندگی کے لئے کیونکر کوشش کریگا۔ اور جو قربانی اُس کے لئے کرنی پڑتی ہے اُسکو کیونکر گوارا کریگا۔ بلکہ اُسکی تحقیقات سے بھی پہلو تہی کریگا۔ اُسکا مقولہ یہی ہوگا۔ کھاؤ۔ پیو۔ اور آنند کرو۔ ذیل میں چند دلایل مندرجہ وید مقدس و دیگر کتب ویدانت کے دربارہ بقاء روح کے درج کیجاتی ہیں۔

(۱) روح بسیط ہے نہ مرکب۔ مرکب شے کی ترکیب میں انتشار ہوتا ہے نہ بسیط غیر مرکب شے میں عقل و حواس وغیرہ اعضائے بدنی مرکب ہوتے ہیں۔ جو فانی ہیں اُنکا بقاء روح کے اتصال سے ہوتا ہے۔ نوٹ۔ ہندو فلاسفی عقل کو بھی عناصر خمسہ لطیف کے مجموعی ستوگن سے پیدا ہونا ظاہر کرتی ہے۔ محض آتما یا روح القدس کو غیر مرکب اور غیر حادث ثابت کرتے ہیں۔

(۲) روح لطیف ترین شے ہے دنیا میں جس جس قدر لطیف شے ہوتی ہیں بہ نسبت کثیف کے قایم اور زیادہ پایدار ہوتی ہیں۔ مثلاً زمیں کی نسبت ہوائی اور ہوائی کی نسبت خلاء لطیف تر اور زیادہ پایدار ہیں۔

(۳) روح کارن یعنی علت ہے اور اجسام کاریہ یعنی معلول کارن کاریہ سے ہمیشہ پائیدار ہوتا ہے مثلاً لکڑی اور سونا وغیرہ کارن اپنی صورت اور صفت ظاہے کے نسبت جو تبدیلی پذیر اور فانی ہوتے ہیں پائیدار ہوتے ہیں۔

نوٹ تمام جہان کے خیالات کی علت فاعلی و مادی جُزی روح ہے۔ اس طرح تمام جہان کی قدرتی اشیائے کی علت فاعلی کل روح ہے۔ دراصل ہر دو ایک روح ہیں

(۴) آتما شاکھشی ہے یعنی روح شاہد سب قسم کے تبدلات کا ہے۔ وہ جنم مرن دونوں کا شاکھشی ہے۔ شاکھشی کو ساکھشہ۔ شاہد کو مشہود کے تبدلات سے اثر نہیں ہوتا۔

(۵) سب تبدلات کسی مادہ غیر تبدیل پذیر کے اثر سے اپنا فعل کرتے ہیں آدھشٹان بدستور قایم رہتا ہے۔ اوستھا بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً طلاء قایم رہتا ہے۔ زیورات کی صورت بدلتی رہتی ہے۔ روح کو نہ پیدائش نہ فنا نہ تبدیلی کسی قسم کی ہوتی ہے ایک رس الان کھاکان اپنی شان میں براجمان رہتا ہے۔

(۶) بقار روح کا خاصہ ہے فنا رعارضی کیفیت اسکی ہوتی ہے۔ اسلئے فنا رسے اسکو قدرتی نفرت ہے اور بقار سے محبت evolution ایولوشن یعنی قانون ترقی کے رو سے اب فلسفیاں حال پر بروے تحقیقات علمی ثابت ہو چکا ہے کہ روح انسان لاکھوں برسوں کی ترقی رفتہ رفتہ سے اس مرحلہ لطافت پر پہنچا ہے۔ پس جس شئے کی تکمیل میں بے تعداد عرصہ صرف ہوا ہے کیا وہ محض ۶۰۔۷۰ سال کے خفیف زمانہ میں نیست و نابود ہو جاوے گا۔

(۷) روح حادث نہیں کہ فانی ہو۔ جو اسکو حادث اور باقی سمجھتے ہیں وہ اجتماع ضدین کی غلطی کرتے ہیں۔

(۸) روح محدود نہیں ہے۔ بلکہ لامحدود جو اسکو محدود اور باقی سمجھتے ہیں اجتماع ضدین کی غلطی کرتے ہیں۔ محدود اشیا مثلاً جسم۔ حواس۔ عقل وغیرہ کے تعلق سے لامحدود روح محدود ہو کر دکھلائی دیتا ہے۔ جیسا کہ محدود آکاش یا خلا، محدود مکان یا ظرف کے تعلق سے محدود دکھلائی دیتا ہے۔ ایسا ہی روح جسم کے تعلق سے کو ایف اور خواص جسم سے مثلاً حرکت و سکون۔ بیماری۔ بھوک۔ پیاس وغیرہ سے متکیف معلوم ہوتا ہے۔

(۹) کوئی کارج یا معلول Effect بدوں کارن یا علت Cause کے نہیں ہوتا۔ سُکھ دُکھ کارج ہیں۔ انکا کوئی کارن قبل از پیدائش حال ہونا چاہیئے جیسا کہ ہمارے سُکھ دُکھ آئندہ کارج ہمارے اعمال حال کے ہونگے۔ ویسا ہی حال کا سُکھ دُکھ پہلے جنم کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا روح کا ازلی ابدی ہونا ثابت ہے۔

(۱۰) روح مالک بالذات اور متصرف بالآلات۔ بدن اور اعضائے بدنی و حواس عقل وغیرہ اُسکے آلات ہیں۔ آلات کے بگڑنے یا تبدیلی سے کاریگر کا زوال نہیں ہوتا۔

(۱۱) موکھشہ یا نجات لامحدود اور غیر متکیف روح کی کامل شناسائی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلئے وید بھگوان فرماتا ہے۔ کہ اسی آتما کو جانکر موت کے پنجہ سے بچ سکتا ہے۔ اور کسی اوپائے سے نہیں۔ اور عربی میں بھی مقولہ ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

اگر جسم سے خودی رکھیگا تو جسم کے دھرموں موت بیماری وغیرہ سے کبھی رہائی نہیں پاویگا۔ اگر آتما سے خودی جو اصل حقیقت جیو کی ہے۔ حاصل کریگا آزاد مطلق اور پرمانند ابناشی سروپ میں براجمان ہوگا۔ اوم شانتی!

اب ہم وید مقدس سے کسی قدر آتما کے گیان کا اقتباس کرتے ہیں۔

جیو کی حقیقت

جیو کی حقیقت بروے وید مقدس کے۔ جیو ایک مجموعی لفظ ہے جو حاوی ہے اوپر سمدائی یا مجموعہ چند لطایف کے اوپنکھدوں میں اس مجموعہ کو جداگانہ کر کے کئی طریق پر ظاہر کیا ہے تاکہ اصل حقیقت جیو پر مہارت حاصل ہو اور آتم

پنچ کوش و دیک۔ اور آناتم کا گیان ہو۔

انتریامی اور متری برہمن انہیں سے سریع الفہم پنچ کوش ودیک ہے یعنی علم لطایف خمسہ کوش بہ معنی پردہ کے ہیں۔ یہ جیو پانچ پردوں میں محجوب ہے۔ ان پردوں کے اٹھنے سے چہرہ نورانی آتما کا جلوہ افگن ہوتا ہے۔

شعر

ہر ذرہ میں منور ہے نور ذات کا
حایل ہے شمع نور پہ پردہ صفات کا

یہ پانچ پردہ مفصلہ ذیل ہیں۔

اول۔ ان مئی کوش (अन्नमयकोश -) یعنی پردہ جسمانی یا اگر لفظی معنی کرو تو پردہ غزائی کیونکہ جسم کی پیدائش غزا سے ہوتی ہے۔ غزائی بشکل منی کے بدلتی ہے اور منی بہ شکل جسم و دماغ اور پرورش بھی جسم کی غزا سے ہوتی ہے۔ اس میں ہاتھ۔ پاؤں۔ سینہ۔ سر وغیرہ اعضائے جسم کے شامل ہیں۔

دویم۔ پران مئی کوش (प्राणमयकोश -) یعنی لطیفہ حیاتی۔ پران وہ مادہ حیات ہے جسکا کام جداگانہ ابدان انسان اور حیوانوں وغیرہ میں ہیں یعنی غزائے کا ہضم کرنا تبدیل بشکل خون و منی وغیرہ کے کرنا دورہ خون کا جاری رکھنا۔ یہ پران پانچ قسم کے ہیں۔

جیسے افعال جداگانہ ہاضمہ۔ ماسکہ۔ جاذبہ۔ دافعہ۔ مولدہ ہیں۔
یہی پران نباتات میں پانی کو کھینچتا اور سرسبز رکھتا ہے۔ یہی حیوانات میں مادہ زندگی
ہے یہی موت کے بعد سوکھشم شریر کو کھینچکر مطابق اعمال انسانوں کے اعلے یا ادنے منازل
کو پہنچاتا ہے۔ یہی بہ شکل گریوی ٹیشن (Gravitation)
یعنی کشش ثقل وغیرہ کے اجرام فلکی اور اجسام زمین کو اپنے مرکز پر قایم رکھتا ہے پران کی
حقیقت اونپکھدوں میں بڑی فصاحت کے ساتھ بیان کی ہوئی ہے۔ جس کی صراحت کے
لیے ایک مفصل کتاب درکار ہے۔ اس مختصر رسالہ میں پران کی حقیقت کا مجمل اشارہ
مذکورہ بالا ہی کافی ہے۔

سویم۔ منومے کوش (मनोमयकोश) یعنی لطیف نفسانی جسم
میں حواس خمسہ گیان اندری اور چھٹا من یا نفس داخل ہیں۔ پانچ کرم اندری مندرجہ
ذیل پران مئی کوشش میں داخل ہیں۔ ہاتھ یا قوت گرفت۔ پاؤں۔ یا قوت۔ حرکت
واک یا بانی یعنی قوت ناطقہ۔ قوت مباشرت۔ قوت دافعہ فضلات۔ گیان اندریوں یعنی
حواس ادراکی کو من طاقت دیتا ہے۔ اور کرم اندریوں کو پران شکتی۔ من کا فعل بذریعہ
حواسوں کے ادراک کرنا محسوسات ذیل کا ہے۔
یعنی شبد یا آواز بذریعہ کانوں کے سپرش یا لمس بذریعہ چرم بدن کے روپ
یعنی صورت بذریعہ آنکھوں کے۔ رس یعنی ذائقہ بذریعہ زبان کے۔ گندھ یعنی بو بذریعہ
ناک کے سوائے اسکے سنکلپ و کلپ یعنی استدلال کرنا بھی من کا فعل ہے۔
اور رنج وراحت وغیرہ برتی ہار بھی منو برتی کہلاتے ہیں شری کرشن دیو فرماتے ہیں
من ہی منکھوں کے بندھن اور مکتی کا کارن ہے۔ اگر من نیک خیالات اور نیک شغلوں
میں مصروف رہے تو باعث نجات اور رستگاری کا ہے۔ ورنہ موجب ہلاکت اور

خواری کا۔ گورو نانک صاحب فرماتے ہیں۔ من جیتے جگ جیت یعنی ایک من کے جیتنے سے تمام جہاں کو فتح کر سکتا ہے۔ کبیر جی کا واک ہے۔

من راجہ کو مار کے دس تریا رانڈ ہیں :

ایک من راجہ کے مرنے سے دس رانیئں بیوہ ہو گئیں۔ یعنی دس اندری۔ کیونکہ کرم اندری ہیں گو حرکت پران کی ہے۔ لیکن وہ حرکت ارادہ دل سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے محرک اس کا من یا دل ہی ہے۔ من کو قابو کرنا ہی بڑا ذریعہ منزل روحانی کے فائز ہونے کا ہے۔ ورنہ اگر من قابو میں نہیں ہے تو سارا جتن نِسپھل ہے۔

چہارم وگیان مئی کوشش (विज्ञानमयकोश-) یعنی لطیفہ عقلی من کو سنکلپ آتمک کہتے ہیں۔ اور بُدھی کو نسچے آتمک یعنی من آکے وکلپوں (دلایل) یا خیالات یا تبدلات ذہنی کا ہے اور بدھی قوت ادراک معقولات یا فیصلہ کرنے کی قوت ہے۔ من ادراک محسوسات یا جسمانیات کا کرتا ہے اور بُدھی ادراک معقولات یا الاہیات کا۔ بُدھی کو غالباً انگریزی فلوسفی کا لفظ کانشنس (Conscience) ظاہر کر سکتا ہے۔

پنجم بُدھی سے آگے۔ آنند مئی کوشش ہے (आनन्दमयकोश-) جسکا ترجمہ ہم لطیفہ یا پردہ سروری کر سکتے ہیں۔ بدھی کا فعل جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں ادراک کا ہے۔ اور آنند مئی کوشش کا فعل آرام اور سرور کا حاصل کرنا ہے۔ جو سکھو پت اوستھا میں اندری۔ من اور بُدھی کے معطل ہو جانے سے زیادہ تر حاصل ہوتا ہے۔ گیان اور آنند سروپ تو دراصل آتما ہی ہے لیکن محدود گیان بُدھی دوارا حاصل ہوتا ہے۔ اور محدود آنند آنند مئے کوش یا اگیان دوارا۔ یہ سب تا عال پردے ہیں۔ آتم دیو جو بمنزلہ شمع نورانی کے ہے۔ ان پردوں کے اندر محجوب ہے لیکن گیان وان کو ان سب کوششوں میں آشکارا ہو کر نظر آتا ہے۔ وہ ان کوششوں سے بالا ہے۔ لیکن تمام قوائے حس و حرکت و ادراک کا منبع کیا خبر ہی انسان اور کیا گل

جہان میں وہی آتم دیو یعنی برہم پرماتما ہے۔

اس راز کو بڑی غور اور فکر سے اندر باہر سے پوتر ہو کر بچار وخود ہی عقدہ کشائی ہو جاویگی شری بھگوان فرماتے ہیں۔ یہ راج ودیا اور راج گو یہ یعنی سر اکبر پرم پوتر ہے اور سب سے افضل ہے یہ تھوڑا سا دھرم بھی بڑے ہیبت ناک خوفوں سے رہائی بخشتا ہے اور پرماتما پد کو پراپت کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی اپنے آپ کو من میں کہتا ہے کہ میں نے یہ کیا وہ کیا۔ میں جیتا ہوں۔ میں مر جاؤنگا۔ میں بہشت کو جاؤنگا۔ میں مکت ہونگا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن تھوڑے ہی بچار اسکی کرتے ہیں۔ کہ وہ میں کیا ہے۔ پنچ کوشش گیان مندرجہ وید مقدس کے ذریعہ یہ عقدہ باسانی کھل جاویگا۔ کہ اس راج دہانی بدن میں وہ شہنشاہ تخت نشین ہے۔ بدن انسان یا حیوان میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک مَیں۔ ایک میری یعنی ایک مالک ایک مملوک یا ایک آتما۔ ایک اناتما آسان لفظوں میں ایک اپنا آپ۔ ایک اپنے سے غیر

اب ان پانچ کوشوں پر غور کرو۔ کہ آیا وہ اپنا آپ آتما ہے یا اناتما۔

اول۔ ان مئی کوش استھول شریر یا جسم ظاہری کا نام ہے جو ہر لحظہ تبدل اور فانی ہو کر بذریعہ غذا اسکے بدل ما یتحلل ہو کر پیدا ہوتا رہتا ہے۔ پس یہ ہر لحظہ پیدا اور فنا ہونے والا مجموعہ چرم واستخوان وغیرہ کا آتما نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ وہ جو تبدیل بدن سے لاتبدل ایک رس رہتا ہے۔ میں جو لڑکپن میں تھا وہی پیرسالی میں ہوں۔ لیکن یہ شریر صدہا دفعہ بدل کر پیدا ہو چکا ہے۔ آگے چل کر دکھلاوینگے کہ اسی دلیل (اینلوجی) (Analogy) سے موت کے بعد بھی بدن کی علیحدگی سے آتما وہی قایم رہیگا۔ جیساکہ سری بھگوان فرماتے ہیں۔ بدن کی مختلف اوستھا۔ لڑکپن۔ جوانی۔ پیرسالی کے بدلنے سے آتما جو مالک البدن ہے نہیں بدلتا۔ ایسا ہی مختلف بدنوں کے سنجوگ سے وہی آتما لاتبدل رہتا ہے۔ جس طرح انسان پورانے کپڑے اوتار کر نئی پوشاک پہنتا ہے۔ ایسا ہی جیو پورانا بدن چھوڑ کر نیا بدن زیب

تن کرتا ہے بہرحال یہ امر بدیہی ہے کہ ہم بدن نہیں ہیں - مالک البدن ہیں

ایسا ہی ہم پران نہیں ہیں - جو جڑ ہیں اور چیتن آتما کی پریرنا کے بغیر کچھ کام نہیں کر سکتے پران یعنی زندگی میں جو انترجامی کا درشن ہے - رفتہ رفتہ حاصل ہوگا - اور وہی انترجامی کلی اور جزی پرانوں کا محرک و منضبط ہے - لیکن یہ امر ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں - کہ پرانوں کے جاننے والے اور اُنکی حرکات و سکنات کے ادراک کرنے والے ہم ہیں اور گیاتا یعنی مدرک ہے گئی - یا ادراک والی شے سے علیحدہ اور اُس سے بالا ہوتا ہے - پس ہم پران نہیں ہیں بلکہ پران کے جاننے والے اور چلانے والے - ایسے تفکر سے معلوم ہوگا - کہ ہم من بھی نہیں ہیں اور بدھی بھی نہیں ہیں بلکہ ان دونوں کے پریرک ہیں - ہمارا من اور ہماری بدھی ہے نہ ہم من اور بدھی ہیں من اور بدھی ویسے ہی ہمارے آلہ ہیں - جیسا کہ آنکھ اور کان - من اور بدھی بڑھتی گھٹتی ہے - اور سکھوپت یعنی غرق نیند اور موت میں آتما میں لے ہو جاتے ہیں - لیکن آتما ایک رس قایم رہتا ہے -

علی ہذا آتم دیوتی سلطنت عالم بے خبری یا انند مئی کوش سے بھی بالا ہے - جاہلیاں جیو کی حقیقت من اور بدھی تک سمجھتے ہیں - اسی واسطہ انکو میں برہم ہوں - اس مہاواک یا اسم اعظم سے نفرت ہوتی ہے کہ جو ہیں دُکھی سُکھی مبتلائے رنج والم الف ان ضعیف البنیان ہوں - وہ خداوند خالق الجہان کیسے ہو سکتا ہے - لیکن غور کرو کہ اس امر کو تو سب معتقد خدا مانتے ہیں - کہ خدا سب جگہ حاضر و ناظر ہے - لیکن بدوں وید مقدس کے اس عقدہ کو حل کوئی نہیں کر سکتا - ناظرین اگر ہم میں بھی خدا موجود ہے تو کس وجود میں وہ ہمارے بدن میں رہتا ہے - ظاہر ہے کہ **مصرعہ**

صدر ہر جا کہ نشیند صدر است

یعنی بادشاہ یا سردار جہاں رہیگا - سردار ہو کر رہیگا - پس دیکھو کہ تمہارے اندر سردار کون ہے - سائیں بلھے شاہ کہتے ہیں "ٹک بوجھ کون چھپ آیا ہے" معنی - ذرا

دیکھو کہ کون چھپ کر تمہارے اندر آیا ہے۔

غول دویم "کیوں اوہلے اوہلے جھانکیدا۔ ہُن پردہ کس توں رکھیدا"۔

ترجمہ۔ پوشیدہ پوشیدہ کیوں نظر کرتے ہو۔ اب پردہ کس سے رکھتے ہو۔ یعنی مجھ کو تو میرے اندر آشکار نظر آتے ہو۔ مجھ سے کبھی پردہ رکھ سکتے ہو؟ اور پھر وہی مہاتما فرماتے ہیں۔

"ست چت اکھنڈے روپ تیرا ہلے شاہ پوکار دے وید چارے۔"

اے انسان تیری حقیقت ست چت آنند ہے ہر چہار وید ایکار پکار کہتے ہیں۔ ست چت آنند کی حقیقت ہم آگے چلکر دکھا دینگے۔ بالفعل لفظ حاضر و ناظر پر غور کرو جو اہل اسلام بھی خداوند عالم کی شان میں کہتے ہیں۔ غور کرو کہ حاضر کون ہے اور ناظر کون ہے۔ غائب خدا نہ حاضر ہو سکتا ہے نہ ناظر شعر

تو دیکھ کون ہے ناظر نظارہ عالم کا

ہری ہے حاضر و ناظر تیرا وجود بقا

یہ حاضر ناظر ساکھی چیتن آتم دیو محدود نہیں ہے۔ جیسا کہ متبدی کو پہلے وہم ہوتا ہے۔ مہاکاش گھٹ مٹ یعنی گھڑے اور گھر کی اوپادھی سے محدود معلوم ہوتا ہے۔ گو لا محدود ہے ایسا ہی آتم دیو سن اور بدھی آدی اوپادھیوں سے محدود معلوم ہوتا ہے۔ گو لا محدود ہے۔ ذرا غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ ساکھشی آتما سب چر اچر وستو میں بھرپور ہے۔ اور نور اعلے نور جیسا کہ تمہاری بدھی کا ساکھشی ہے ویسا ہی کروڑوں جیونکی بدھیونکا ساکھشی ہے بدھیں انیک ہیں۔ لیکن ساکھشی ایک۔ جیسا کہ ہزار پانی کے گھڑے یا شیشہ میں ایک ہی سورج کا عکس پڑتے سے سورج ہزار نہیں ہو سکتے۔ نہ پانی کے ہلنے سے سورج میں حرکت ہوتی ہے۔ لیکن احتیاط یہ چاہیئے۔ ہمکو عکس کو سورج نہیں ماننا چاہیئے

بلکہ نور الشمس کو۔ اس سورج اور شمس الٰہی میں یہ فرق ہے کہ پہلا دور آسمانوں پر رہکر جلوہ افگن ہے۔ اور یہ ہر جگہ حاضر و ناظر پرتو افگن ہے ایک ذرے میں ویسی ہی شان کامل سے موجود ہے جیساکہ آفتاب عالم تاب میں جس جس طرح اس بچار یا اوپاسنا کی پختگی ہوتی ہے اسی قدر حق الیقین یعنی گیان آشکارا ہوتا جاتا ہے۔ اب یہ شک رہا ہوگا۔ کہ ایشر سرب شکتی وان ہے جیو اشکت ہے۔ لیکن یہ اگیان سے ہوتا ہے۔ جب تک کہ جیو یا آتما کی حقیقت کا گیان نہیں ہوتا۔ دراصل جیو کا لفظ ایک مجموعہ لطایف پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی انتہ کرن (من بدھی ادک) آتم دیو جو برہم و یاپک ہے۔ آتما کا پرتبنب (प्रतिबिंब) یا ابھیاس جو انتہ کرن سے متعلق ہوکر اسکو روشنی اور طاقت بخشتا ہے۔ چونکہ تمام قوائے اور حس و حرکت اور ادراک کا منبع یہی آتم دیو یا برہم ہے اور بدھی میں بھی وہی طاقت ادراک کی بخشتا ہے۔ تو پھر بدھی کیا رہی اور جیو کیا رہا۔ جو ایک مجموعہ کا نام ہے۔ آتم دیو ہی رہا جو تمہارا اپنا آپ ہے بڑے اوپادھوں میں بڑا اور مہا شکتی وان ہے۔ اور چھوٹے اوپادھوں میں چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے۔ وید کی شرتی ہے چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا ہے۔ —अणोरणीयान्महतो महीयान्—

مایا یا پرکرتی اوپادھی سے ملکر سرب شکتی وان ایشر کہلاتا ہے اودیا سے ملکر جیو کہلاتا ہے مایا اور اودیا دونوں گیان درشٹی سے نظر انداز ہو سکتی ہیں۔ البتہ جس جس قدر ابھیاس سمشرون۔ منن۔ ندھاسن یعنی ویدانت کا سننا بچار کرنا۔ اور بار بار اُنکا تفکر کرنا۔ قائم رہے جیون مکتی کا آنند یہاں ہو سکتا ہے۔ یعنی اسی زندگی میں اپنے برہم سروپ میں وہی یقین ہو جاتا ہے۔ جیساکہ نایک روپ شریر اور انتہ کرن میں ہوتا ہے۔ ورنہ نرسنشے (निस्संशय:) گیان سے جسم فانی کی علیحدگی پر اپنے برہم سروپ سے وصل ہو جاتا ہے۔ جس آتم دیو کو شرتی بھگوتی یہ کہتی ہے۔ کہ جو تمہارے

من اور بدھی کا ساکھی ہے۔ اسی کی تعریف میں پھر کہتی ہے۔ کہ اسی آتما کے خوف سے ہوا چلتی ہے۔ اسی کے خوف سے سورج چلتا ہے۔ آگ جلاتی ہے اسی کے خوف سے موت جہان کو فنا کرتی ہے۔

انتریامی برہمن } برہدارنک اپنشد میں ایک انتریامی برہمن ہے جس میں اُس پرماتما کا ابشری سروپ بڑی صفائی کے ساتھ دکھلایا گیا ہے۔ اگر ان منتروں پر بچار کیجاوے تو ابشر انتریامی کا گیان بخوبی حاصل ہو سکتا ہے۔ چند منتروں کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ جو پرتھوی میں استھت ہو کر پرتھوی کو اندر سے (یمن) تحریک کرتا ہے۔ جسکا پرتھوی شریر ہے۔ جس کو پرتھوی نہیں جانتی جو پرتھوی کو جانتا ہے سو تیرا آتما انتریامی ہے جو سورج میں استھت ہو کر سورج کو اندر سے تحریک کرتا ہے جسکا سورج شریر ہے جس کو سورج نہیں جانتا جو سورج کو جانتا ہے۔ سو تیرا آتما انتریامی ہے۔ علےٰ ہذا علے الترتیب۔ ادل آدی دیوا دپادھوں۔ بادل۔ بجلی۔ چاند۔ ستارے وغیرہ میں اس اشارہ سے ابشر انتریامی کا سروپ دکھلایا ہے۔ پھر یگیوں اور ویدوں میں اور پھر ادھیاتم اوپادھی۔ من۔ اور بدھی۔ پران۔ اندری۔ وغیرہ میں انتریامی شکتی بلکہ سروپ پرماتما کو آشکارا کرکے دکھلایا ہے کہ جو بدھی۔ پران اور من ادی میں استھت ہو کر بدھی پران آدی ادھیاتم شکتیوں کو اندر سے تحریک کرتا ہے۔ جسکی بدھی پران آدی شریر ہیں۔ جس کو بدھی نہیں جانتی۔ جو بدھی پران کو جانتا ہے سو تیرا آتما انتریامی ہے۔

میتری برہمن } میتری برہمن نے بھی پرماتما کا پرم آنند سروپ آشکارا کرکے دکھلایا ہے۔ ہاگ ولک منی

(याज्ञवल्क्यमुनि-) بڑے بڑے مہاراجگان کا گورو تھا۔ اس لئے کروڑپتی
تھا۔ لیکن چونکہ فاضل اجل اور برہم گیانی تھا۔ آخر شش سنیاسی کے لئے اپنی ہردو
استری کو اپنے خزانے اور جواہرات تقسیم کر کے جنگل میں سمادھی ابھیاس کے لئے تیار
ہوا۔ اُس میں سے میتری نے کہا کہ ہے بھگوان میں بھی تمہارے ساتھ جاتی ہوں۔
مُنی نے روکا۔ اور بن باس کی تکلیفیں بیان کیں۔ اسپر میتری نے کہا کہ جس آنند کے
لئے آپ کروڑوں روپیہ چھوڑ کر جنگل کو جاتے ہو۔ اُس آنند کا سروپ مجھ کو بیان کرو۔
اس پر یاگ ولک نے بڑی فصاحت سے پرمانند سروپ اُس پر آشکارا کیا۔ چند شرتی
کا خلاصہ یہ ہے نہیں اے پیاری۔ استری کی خاطر استری پیاری ہوتی ہے۔ بلکہ آتما
کی خاطر۔ نہیں اے پیاری۔ بھرتا کی خاطر بھرتا پیارا ہوتا ہے۔ بلکہ آتما کی خاطر۔ نہیں اے
پیاری دولت کی خاطر دولت پیاری ہوتی ہے بلکہ آتما کی خاطر۔ نہیں اے پیاری۔
دیوتے پیارے ہوتے دیوتوں کی خاطر بلکہ آتما کی خاطر مطلب رس برہمن کا یہ ہے۔ کہ
پرم پریم کا آسپد (आस्पद-) آتما ہی ہے یعنی سارے آنندوں کی کھان
آتم دیو ہی ہے۔ باقی جہاں کی چیزیں اُسی قدر پیاری لگتی ہیں۔ جس جس قدر اپنے
آپ سے تعلق اُن کا ہوتا ہے۔

مثلاً اولاد۔ زوجہ۔ دولت وغیرہ اسی لئے عزیز ہے کہ آتما کو مرغوب معلوم ہوتی ہیں۔
ورنہ جب اپنا بیٹا بھی نامرغوب طبع ہوتا ہے تو وہی دشمن ہو جاتا ہے۔ بلکہ پران یعنی زندگی
بھی جب ہارج اپنے آنند کی ہوتی ہے۔ آدمی خودکشی کر لیتا ہے۔ اصل میں وہ
خودکشی نہیں کرتا۔ خود یا آتما کو باقی رکھ لیتا ہے۔ بدن حواس دل وغیرہ یا یہ کہو کہ
زندگی دُنیاوی کو جو ہارج اس کے آنند کی ہوتی ہے اپنے سے علیحدہ کر لیتا ہے۔
شاستر میں آتم گھات خودکشی کا سخت گناہ لکھا ہے۔ لیکن غرض اس امر کے

بچار کرنے کی ہے۔ کہ آنند آتما پران سے بھی پیارا ہے۔

پریے (प्रिय) یا عزیز چیزیں جہان میں تین قسم کی ہوتی ہیں ایک پریے یعنی عزیز۔ دویم پریے تر (प्रियतर) یعنی عزیز تر۔ سویم پریے تم (प्रियतम) یعنی عزیز ترین۔ جہان کی مرغوب اشیاء پریے۔ جیسے دولت حشمت۔ زنان خوب وغیرہ۔

جسم اور حواس پریے تر۔ جو ذریعہ پہونچنے اشیائے جہانی کے ہیں۔ آتما پریے تم ہے۔ جس کی خاطر سب اشیاء عزیز ہوتی ہیں۔ پس بذاتہ آنند سروپ آتما ہی ہے جس جس شخص یا چیز میں وہ آنند یعنی خوشی منتقل کرتا ہے۔ وہی عزیز ہو جاتی ہے جیسے بذاتہ شیرینی شکر میں ہوتی ہے وہ میدہ۔ آٹا۔ بیسن۔ وغیرہ جس جس جنس میں شیرینی منتقل کرتی ہے شیرینی ہو جاتی ہے۔ براہمن موصوفہ بالا یہی اشارہ کرتا ہے۔ کہ نہ صرف زن و شوہر دولت دنیا وغیرہ آتما کی خاطر عزیز ہیں بلکہ دیوتے یعنی البشر آدمی بھی اس لئے عزیز ہیں کہ آتما کے سکھ کے کارن ہیں اس باریک راز پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت غائب خدا بھی ہمکو اس لئے عزیز ہے کہ ہمارے آتما کے لئے مرغوب یا مفید سمجھا جاتا ہے۔ یہ غرض نہیں ہے کہ ایشر سے غرض کے لئے محبت کری جاوے اور ایسا ہی سب لوگوں کو اپنے کے لئے مفید سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ ہمارے شاستروں میں توکرموں تک حکم لکھا ہے۔ کہ بالکل نشکام یا بے غرضانہ کرنے چاہئیں۔ اور سب جیئوں سے محبت بے غرضانہ کرنی چاہیئے۔ پس ایشر سے سکام + پریم کی کب اجازت ہو سکتی ہے بار بار یہی اوپدیش رہا ہے کہ اہیتو کی (अहेतुकी) یا اننیہ (अनन्य) بھگتی یعنی بے غرض اور خالص محبت ایشر سے کرنی چاہیئے۔ پس براہمن کا مطلب یہ ہے کہ جس ایشر ایسی محبت کرنی

چاہیئے وہ محبت مصنوعی نہیں ہے بلکہ قدرتی محبت یا انند۔ ہر ایک جیو کے دل میں مرکوز ہے اور وہ آنند سروپ آتما ہی ایشر ہے۔ کہیں آسمانوں میں بیٹھے کروڑوں کوس پر ایک جا پر بادشاہ کی طرح تخت نشین نہیں ہے جو تمہارا اور ہمارا رب ہے بلکہ وہ ایشر پرم پریم کا اسپد پرمانند روپ ہمارا اپنا آپ سرب ویاپک ہے اور دیوتے یا تیرتھ یا غائب ایشر کی جو ہم عزت یا محبت کرتے ہیں۔ تو اس فطرتی تقاضاء کو نہیں روک سکتے۔ کہ ایشور ہمارے سکھ کا کرتا اور دکھ کا ہرتا ہے۔

اس لئے تعظیم اور محبت کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک غائب ایشر گیان رہتا ہے بے غرضانہ محبت ہو نہیں سکتی لیکن رفتہ رفتہ جب دھیان یا یوگ ظاہری بذریعہ مورتی یا باطنی تصور سے غلبہ محبت کا بڑھتا جاتا ہے تو پرماتما کا ظہور اندر ہی محسوس ہوتا جاتا ہے اور جس جس قدر انترمکھ برتی ہوتی ہے اسی قدر پرمانند کی پراپتی ہوتی ہے۔ کیونکہ انتریامی آنند سروپ ہے۔

کُل جہاں کی مصروفیت دراصل آنند کی خاطر ہے۔ شاہ و گدا زن و مرد انسان حیوان سب آنند کے متلاشی اپنے اپنے کاموں میں اسی آنند کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں اور اُس آہوئے تاتاری کی طرح جو اپنی ناف مشکین کی بو دلربا پر مفتوں ہو کر جنگل و بیابان میں صحرا نوردی کر رہا ہے۔ یہ جیو اپنی آتما آنند کی خوشبو سے معطر ہو کر دربدر اُسکی تلاش میں بھٹک رہا ہے۔

شعر

نہیں جویاں ہے حرص و ہنیار کا   دُر نایاب ڈھونڈتا دیکھا۔

سائیں بلھے شاہ فرماتے ہیں۔

"بھلی ہیر پھرے وچ بن دے ماہی ماہی کردی ؛
اندروں پایا محرم یار   عشق دی نئی ونئی بہار"

یعنی یہ گم گشتہ ہیر یعنی من کی برتی جنگلوں میں پیارا پیارا کر کے گھوم رہی ہے۔ لیکن آخرش محرم یار اندر سے ہی ملا۔ ایک انگریزی شاعر نے بھی اس خیال کو اچھی پیرایہ میں ایک نظم میں لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان پیدا ہوا تو ملہم غیبی نے اسکے کان میں یہ پھونکا۔

خدا سے محبّت کرو۔ راستی سے محبّت کرو۔ نیکی سے محبّت کرو۔ اور خوش رہو۔ لیکن اہل دُنیا نے حصّہ اخیر اس الہام کا (یعنی خوش رہو) تو یاد رکھا۔ پہلا حصّہ خدا سے محبّت کرو۔ وغیرہ بھول گئے۔ اور کئی مختلف قسم کی تدابیر و تردّدات کر کے خوشی کی تلاش کرنے لگے منزل مقصود تو یاد رہا۔ لیکن وسایل یا راستہ اُسکے جو فرشتہ غیبی نے فرمائے تھے بھول گئے۔ پھر آگے چلکر وہ مختلف تردّدات جہانی کی تکالیف جداگانہ ظاہر کرتا ہے۔ غرض اس نظم سے بھی یہ ہے کہ آنند کی تلاش فطرتی تقاضا ہے اور وہ آنند دھرم پہ چلنے اور ایشر پرایُن ہونے سے حاصل ہوتا ہے نہ مصروفیت اُمورات جہانی سے جسمیں غلطی سے انسان وہم خوشی کا مثل اُس پیاسے ہرن کے کرتا ہے۔ جو تشنگی سے بیتاب ہو کر آب سراب کو آب زلال سمجھکر تگاپو کرتا ہے لیکن جوں جوں بھاگتا ہے دھوکے کا چشمہ پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔

سچدآنند روپ } اس آنند روپ پرماتما کی حقیقت کا تصور کرنے کے لئے ہمارے شاستروں نے سچدآنند کا پوتر نام ظاہر فرمایا ہے۔ جسکی نسبت کچھ اشارہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔ یہ نام تین لفظوں سے مرکب ہے۔ ست۔ چت۔ آنند۔ جسکا ترجمہ ان الفاظ سے کر سکتے ہیں۔ وجود۔ علم۔ سرور۔ جہان کی مختلف اشیا زمین اور آسمان کو جو ہم دیکھتے یا محسوس کرتے ہیں۔ ان مختلف وجودوں میں جو ایک مشترکہ وجود ہے اُسکو ترکال اباد ہ ستتا

(त्रि काल बाध सत्ता) واجب الوجود جوہر کہتے ہیں جو ہمیشہ قایم رہتا ہے - یا یہ کہو جہاں لفظ ہے کا استعمال کر سکتے ہیں وہ ست ہے مثلاً گھر ہے میز ہے کرسی ہے وغیرہ گھر میز - کرسی کے خدف کرنے سے ہے - ماتر ایک رہتا ہے -

(آدسچ جوگاد سچ ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ) ہے یہ ہے ماتر جہاں یا معلوم بھی ہوتا ہے اسکا بیان یا پرکاش یا جلوہ یا علم چیت روپ ہے - اس چیت یا چیتن روپ پر غور کرنے سے معلوم ہو جاویگا - کہ کوئی شے جہان میں جڑ نہیں ہے - بلکہ چیتن آتما ہی سب جگہ بھرپور ہے - زمین کو جو ہم جڑ خیال کرتے ہیں وہ سب جانداروں کی ماں ہے جب حرارت اور رطوبت کا اجتماع ہوتا ہے جاندار پیدا ہو جاتے ہیں - پس مادہ حیات بالقوہ سب جگہ موجود ہے - اُس کے بالفعل ظہور کے لئے سامان کی ضرورت ہوتی ہے - ہوا پانی - زمین سب بلکہ ہمارے قطرات خون وغیرہ سب جانداروں سے بھرے ہوئے ہیں - بقول گورو نانک صاحب جتنے دانہ کنک دے جنیاں باجہ نہ کو - یہ سب تماشا یا لیلا چیتن دیو یا تما کی ہے - پھر جہاں جہاں ست یا چیت ہے وہاں ہی آنند ہے جسکی تشریح ہم اوپر کر چکے ہیں - روح جہاں کا آنند ہے عقل جہاں کی چیت ہے بدن جہاں کا ست - پس یہ ست چیت آنند جو حقیقت جیو اور برہم کی ہے - [illegible] یک سرب شکتی وان ہے - تغیرات اور تبدلات مایا یا پرکرتی کے ہیں - آتما جو مشترک لفظ جیو اور برہم کیلئے ہے ایک رس اکھنڈ آنند ہے -

برہم اور مایا

اب برہم اور مایا کے سروپ میں امتیاز دکھلایا جاتا ہے - دُنیا میں دو ہی مادہ ازلی - ابدی ہیں - ایک برہم جو ست چیت - آنند روپ ہے - دویم مایا جو روپ اور نام ہے - یعنی جو کچھ آنکھوں سے نظر آتا ہے کانوں سے سنا جاتا ہے - من سے خیال کیا جاتا ہے

اور ہر لحظہ تبدل و تغیر کھا رہا ہے۔ یہ مایا کا انش ہے اور جو کچھ باقی اور اصلی ابدی رہتا ہے
وہ برہم ہے کرم کانڈ کے باب میں ہم لکھ چکے ہیں۔ کہ اہل سائنس نے زمانہ حال میں بھی جہان کی کیفیت
پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ مرکب ہے۔ مادہ ابدی اور مادہ تبدیل پذیر سے اول کا نام
انہوں نے نومی نان۔ (Nomenon) اور دوسرے کا نام فینومامی نان
(Phenomenon) رکھا ہے موخرالذکر بمنزلہ مایا یا پرکرتی کے ہے اور اول بجائے
برہم کے سانکھ فلاسفی نے بڑی صراحت ہر دو مادہ یعنی پرش اور پرکرتی کی کی ہے۔ اس
قدر تو سانکھ سے ویدانت کا اتفاق ہے کہ پرکرتی یا نیچر ہی تمام تبدلات جہان کا موجب ہے
اور پرش ان تبدلات سے غیر موثر ہو کر محض ساکھشی اور درشٹا اُن تبدلات کا ہے۔
لیکن ویدانت پرکرتی کو بذاتہ خود مختار مادہ نہیں مانتا بلکہ برہم کی شکتی مانتا ہے۔ جیساکہ
انسان کی شکتی عقل طاقت وغیرہ انسان کی روح سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ بمنزلہ عرض
اُسی جوہر کے ہیں ایسا ہی پرکرتی برہم یا ایشر کی شکتی ہے لیکن جگت کی پیدائش
اور فنا وغیرہ تبدلات پرکرتی میں ہوتے ہیں۔ جو دراصل جڑھ ہے۔ برہم اُن سب تبدلات
کا کارن۔ شدھ ساکھی۔ چیتن روپ۔ سرب شکتی وان ہے۔ شکتی اُسی برہم کے آسرے
رہکر کبھی بالفعل بروقت پیدائش و قیام عالم کے اور کبھی بالقوہ بروقت اُسکی فنا کے رہتی
ہے اور اپنی کیفیت جداگانہ بلکہ بے تعداد اشکال میں حسب موقعہ بدلتی ہے۔ جیساکہ ہم جزی روح
انسان میں دیکھتے ہیں۔ کہ کبھی رحم کبھی غضب کبھی رنج کبھی راحت کبھی اظہار طاقت محبت
وغیرہ ایسا ہی کلی روح یا برہم بھی اپنی اننت شکتیوں کو حسب موقعہ عمل میں لاتا ہے جسکی
تشریح اُپاسنا کانڈ میں لکھی گئی ہے۔ پس یہ سب تبدلات جزی اور کلی مایا یا پرکرتی
کا کاریہ ہیں۔ جو تین گنوں۔ رج۔ ست۔ تم سے مرکب ہے اور جس کو نام روپ کر کے
ویدانت میں ظاہر کیا ہے۔ یعنی جو کچھ نام یا کیفیت مختلف اشیا کی ہے۔ یا صورت اُنکی ہے

یہ سب مایا کا کارج ہے اور اسکو آدہشٹ کہتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ تبدلات کسی مادہ قایم کے آسرے ظہور پذیر ہوتے ہیں مثلاً مادہ سونیکا قایم رہتا ہے اسکے تبدلات مختلف قسم کے زیورات بدلتے رہتے ہیں۔ جو مادہ عالم قایم بالذات ہے وہ برہم ہے لیکن وہ محض علت مادی ہی نہیں ہے بلکہ علت فاعلی بھی ہے جسکو کہ اصطلاح ویدانت میں ابھن نمت اوپادان کارن کہتے ہیں۔

ہم تماشاء دھرم بتماشائی ؛ عجب اسرار کبریا دیکھا ؛
ایک ہو کر انیک بنتا ہے ؛ یہ تماشاء خدائی کا دیکھا ؛

اگر مادہ یا میٹر کو علیحدہ پرماتما کی ذات سے مانو گے تو سانکھ مت کیطرح دو علیحدہ مادی یعنی دو خدا ماننے پڑینگے۔ لیکن وید بھگوان فرماتا ہے۔ ایک میوادوتم برہم (एकमेवाद्वितीयम्ब्रह्म) یعنی ایک ہی ادتی برہم ہے ان الفاظ کے تکرار سے مراد ہے کہ وہ برہم سجاتی (सजातीय) وجاتی (विजातीय) سوگت بھید سے رہت ہے۔ یعنی نہ کوئی برہم کا ہم جنس ہے نہ غیر جنس۔ نہ وہ مرکب ہے کہ اسکی ذات کے مختلف حصوں میں تعدد یا فرق واقعہ ہو جیسا کہ انسان کے مختلف اعضاء وغیرہ میں فرق ہوتا ہے۔ پس میٹر یا مایا کوئی غیر جنس برہم سے علیحدہ نہیں ہے بلکہ اسکی اپنی شکتی ہے۔

حقیقت جیو اور برہم کی ایک ہے لیکن ویدانت کے اصطلاحات میں فرق یہ ہے کہ ایشر شدہ ست پردھان ہے۔ جیو ملین ست پردھان ایشر مایا شکتی کا پریرک ہے جو لا محدود ہے۔ اور جیو اودیا شکتی کا غلام ہے جو محدود ہے وید بھگوان کی تعلیم کا یہ مقصد ہے کہ اس غلامی کے چولے سے رہائی پاوے یا در تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو جو جیو کا ورثہ موروثی ہے یعنی ودیا لیکہ

حقیقت جیو اور برھم کی ایک ہے پس جو مایا شکتی کے اسرار عجوبہ سے بہ بعید نمودار ہو رہا ہے۔ بذریعہ برھم گیان کے دور کر کے برھم پدوی کو پراپت ہونا چاہیئے بجز برھم گیان کے ابدتک بھی آزادی نہیں ہے۔ ایسا ہی جیو کو کروڑوں جنم جنمانتر کے حلقہ بگوشی سے رستگاری نہیں ہوگی۔ اور بقول وید منتر یجر بید سنگتا کے اُسی برھم کو جانکر امرت پدکو (तमेव विदित्वाऽतिमृत्युमेति) پراپت ہوتا ہے۔ اور کوئی راستہ موت سے چھوٹنے کا نہیں ہے اس لئے فرمایا ہے کہ رتی گیانا نہ مکتی۔ (ऋते ज्ञानान्न मुक्तिः) یعنی گیان بغیر مکتی نہیں ہے۔ گیان کے ذریعہ سے اپنی شُدھ ساکھی سُروپ سے ایکتا حاصل کرتا ہے اور مایا کے پنجہ سے مکت ہوتا ہے۔

ویدانت کے عملی فوائد ویدانت کا وچار محض ایک خیالی دلکی خوشی کا ذریعہ نہیں ہے جیسا کہ دیگر اشغال یا افعال دُنیاوی یا مطالعہ کتب علمی یا فلاسفی۔ بلکہ اُسکا علم اعلےٰ مقصد وجود انسانی اور واحد ذریعہ حصول راحت دوامی کا ہے جسکو اصطلاح ویدانت میں کہتے ہیں کہ گیان ہی پرم پرشارتھ ہے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ تمام جہان کے ظاہری اور باطنی فعلوں کا مقصد آنند کی پراپتی یعنی حصول راحت ہے اور اس آنند کا اصلی مادہ آتما کا سُروپ یعنی ہمارا اپنا آپ ہے باقی تمام اشیاء یا اشخاص اسی قدر پیارے یا مرغوب ہیں۔ جس جس قدر کہ ہماری آتما سے اُن کا تعلق ہے پس اس آتما کا علم یعنی ویدانت ہی پرم پرشارتھ یا اعلےٰ مقصد زندگی کا نکلا باقی تمام اشغال ادنےٰ مقاصد ہیں۔ مثلاً آسایش بدنی دولت کا کمانا پرورش زن و فرزند وغیرہ کہ اُن سے عارضی اور فانی خوشی حاصل ہوتی ہے جو مانع اُس ابدی خوشی کے ہوتی ہے۔ جو علت نمائی وجود انساں کی ہے

اس لئے وید بھگوان کا مقولہ ہے اسی پرماتما کو جانکر امرت یعنی زندگی ابدی کو حاصل کرتا ہے۔ اور کوئی راستہ اس کے لئے نہیں ہے۔

دویم۔ روحانی زندگی کا مقصد اعلے اگرچہ حصول سرور ابدی یعنی پرمانند کی پراپتی ہے۔ لیکن قدرتی طور پر شخصی اور قومی بہبودی ظاہری کا مدار بھی روحانیت پر ہے روح ہی پریرک یعنی محرک جسم اور جسمانیات کا ہے۔ اسی لئے جس جس قوم میں روحانیت یا قوت متخیلہ کا غلبہ ہوتا ہے اُسی کا قیام صفحہ ہستی پر رہتا ہے محض حیوانی یا جسمانی طاقت سے بقا کسی سلطنت یا قوم کا نہیں رہتا یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کی قوم جو روحانی زندگی میں ید طُولے رکھتی تھی لاکھوں برسوں سے بفضل پرماتما قایم چلی آتی ہے حالانکہ اسکے ساتھ کی بہت سی قدیم قومیں جوں جوں روحانیت سے گرتی گئیں اور عیش اور جسمانی قدرت میں مبتلا ہوئیں صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگئیں۔ ہندوؤں کا زوال بھی اُسکی تنزل روحانی زندگی سے جس سے مراد دھرم اور گیان کی ہے شروع ہُوا ۔

سویم آتما ہی تمام طاقتوں کا منبع ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جب آدمی محنت دماغی یا جسمانی سے تھک جاتا ہے تو قدرتی تقاضا اُس کا آرام یا نیند کی جانب ہوتا ہے۔ جسکے ذریعہ تمام حرکات بدنی اور ذہنی معطل ہوکر پرمانند پرماتما کی درگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور پھر اُس بارگاہ معلے سے طاقت کا ذخیرہ لاکر اُسکی بدولت آئندہ کام سرانجام کرتا ہے ہر روز کی نیند اسی اصول پر ہے اور جب تک سکھوپتی یعنی غرق نیند نہیں ہوتی جو منزل وصل پرماتما کی ہے اور عالم بیہوشی ہے آنند حاصل نہیں ہوتا مصرع محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست ؂ مولانا رومی کا قول ہے۔ ۵

شب ز زندان بے خبر زندانیاں ÷ شب ز دولت بے خبر سلطانیاں ÷
یعنی رات کے وقت قیدی اپنی قید سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ پادشاہ اپنی سلطنت سے۔ سب ایک سلطنت ابدی کے آرامگاہ فردوس بریں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ تنہائی میں کام کرتے کے عادی ہیں۔ اُن پر ظاہر ہوگا۔ کہ شور و غل کثرت سے بچکر عالم تنہائی میں اُنکے خیالات کیسے یکسوئی ہوتے ہیں اور کیسی خوبی سے سرانجام اپنے کاموں کا کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ جس جسقدر خیالات چھوڑ کر یکسوئی دل کی ہوتی ہے اسی قدر دل اپنی چشمہ ابدی پرماتما سے ذخیرہ طاقت اور ذہانت کالاتا ہے یہی سبب ہے کہ یوروپین لوگونکی عقل امورات دنیاوی میں ایسی رسا ہوتی ہے کہ گویا وہ لوگ ہم سے ایسے معاملہ میں برہم گیانی زیادہ ہوتے ہیں ایکانت یا تنہائی کی تاثیرات سے فایدہ روحانی ہوتا ہے جسمیں کہ دل برہم اکار ہو جاتا ہے اور اشخاص کا مجموعہ قوم ہوتی ہے۔ اسلئے اُنکی قومی طاقت بہ نسبت ہمارے زیادہ ہے ہمکو چاہیئے کہ اس عادت حسنہ میں اُنکی پیروی کریں۔

چہارم۔ تمام اخلاق حسنہ کا مدار ویدانت وچار پر منحصر ہے اور اخلاق حسنہ کی ضرورت بہتری ذاتی یا مجموعی انسان کے لئے ایک امر مسلمہ عام سب مذاہب بلکہ لامذاہب کا بھی ہے۔ اصلی اخلاق حمیدہ کی پختہ بنیاد ویدانت یعنی معرفت ذات پر منحصر ہے۔ جس جسقدر یہ علم پختہ ہوتا جاتا ہے کہ میرا آتما یا روح لامحدود ہے اس قدر اعلے کمالات نفسانی خود بخود ظاہر ہوتے ہیں۔ اور برعکس اسکے تمام گناہوں کی جڑھ اپنے آتما کو محدود سمجھنا ہے۔ اسلئے وید بھگوان کا مقولہ ہے جو لوگ آتم گھاتی ہیں۔ یعنی بری پورن آتما کو اپنے اگیان سے محدود کرتے ہیں۔ وہ اسرول کی ایسی دنیاء میں پراپت ہوتے ہیں۔ جو اندہ تم کرکے ڈھکے ہوئے ہیں۔

اس مقولہ کی کسی قدر صراحت کیجاتی ہے۔ غور کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ بڑا حصہ ہمارے گناہوں کی خواہش یا حرص سے پیدا ہوتا ہے خواہش اگیان یا جہل سے جسوقت آدمی اپنے آپ کو محدود سمجھتا ہے تو اپنی ذات سے محبّت اور غیروں سے نفرت ہوتی جاتی ہے اور اسی جہل کی وجہ سے اشیائے دنیاوی کو جن پر مدار اپنی خوشی کا سمجھتا ہے۔ اپنے لیے حاصل کرتا ہے اور اُنکے حصول میں اُنکی غلبہ محبت سے کسی جایز یا ناجایز وسائل کی پرواہ نہیں کرتا اس سے۔ چوری۔ بے ایمانی۔ بد دیانتی۔ دروغ گوی وغیرہ۔ اخلاق ذمیمہ پیدا ہوتے ہیں اور اخلاق حمیدہ۔ راستی۔ راست بازی وغیرہ دور ہوتے جاتے ہیں شہوت پرستی بھی اگیان سے پیدا ہوتی ہے کہ جسم انسان کو جو تمام ناپاکیوں کی بیخ ہے۔ ذریعہ خوشی کا سمجھتا ہے۔ اور اُس عارضی خوشی کو جو اپنے مقصد کے حصول سے حاصل ہوتی ہے اصلی خوشی یا آنند سمجھتا ہے جیسے کہ تشنہ لب ہرن آب سراب کو چشمہ شیریں سمجھکر دیوانہ وار بار بار اُسکی جانب دوڑتا ہے۔ لیکن ہر دفعہ ناکام واپس آتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ کام یعنی لالچ اور شہوت جو بہت سے گناہوں کا ذریعہ ہیں اگیان سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کام میں ناکام رہنے سے کرودہ یعنی غصّہ پیدا ہوتا ہے۔ اور غصّہ سے گناہاں سرزد ہوتے ہیں ظاہر ہیں کہ قتل خون۔ دنگہ فساد۔ قانونی جھگڑے۔ ملکوں اور قوموں کے باہمی معرکے و لڑایاں وغیرہ یہ سب اُسی کرودہ یا غصّہ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جو کام یعنی حرص سے پیدا ہوتا ہے برعکس اُس کے اخلاق حمیدہ آتم گیان کا نتیجہ ہوتے ہیں ایک فیاض یا سخی آدمی دوسروں پر اُپکار یا فیاضی رحم کی وجہ پر کرتا ہے اور جب رحم کی حقیقت دل میں پیدا ہوتی ہے تو قدرتاً یہ علم پیدا ہوتا ہے کہ جیسا میں

محتاج ضروریات زندگی کا ہوں۔ ویسے ہی مرے ابنائے جنس ہیں۔
گویا آتما کا محدود وجود رفتہ رفتہ لامحدود ہوتا جاتا ہے حتی کہ بقول سری کرشن
پرماتما کے گیانی سب جیو ماتر کو اپنا دوست اور اپنا آتما سمجھتا ہے۔ اور سب
سے ایسی محبت کرتا ہے کہ جیسا اپنے جسم سے ہندوؤں پر جو رحم کا غلبہ ہوتا
ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے ضمیر میں یہ علم سمایا ہُوا ہے۔ کہ ایک ہی
آتما تمام مخلوقات میں موجود ہے۔ پرماتما فرماتے ہیں کہ جو جیوؤں کو دُکھ دیتا ہے مجھکو
دُکھ دیتا ہے کہ میں سب جیوؤں میں موجود ہوں۔ شعر

دل کسی کا نہ توڑ اے دلبر ۔۔۔ یہ سنا ہے کہ ہے خدا کا گھر ؏

مولانا رومی کا قول ہے۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔۔۔ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است ؏

گوسائیں تلسی داس کا قول ہے۔ ؎

دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھمان ۔۔۔ تلسی دیا نہ چھوڑیئے جب لگ گھٹ میں پران

پس ان اقوال سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ دیا سب دھرموں اور معرفتوں کی کھان ہے
اور اصل گیان کی یہ پہچان ہے کہ سب جیوؤں میں اپنا آتما دیا پک دیکھکر کسی کی حق تلفی نہ
کرے اور سب سے ایسا ہی پیار کرے جیسا کہ اپنے جسم سے کرتا ہے الغرض
گیان تمام اخلاق حسنہ کی کلید ہے۔ بعض حریص اور شہوت پرست لوگ اس
گیان کو بھی ذریعہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا بنا کر گلاب داسیوں کی
طرح یہ مشہور کرتے ہیں کہ آتما شُدھ اور نرلیپ ہے۔ گناہوں سے اشدھ یا
ملوث نہیں ہوتا۔ ایسے خیالات انتہا درجہ کے غلبہ شہوات کا نتیجہ ہیں کہ
پاک پروردگار کے تصور کو بھی ذریعہ حصول ناپاکیوں کا بناتے ہیں ایسے لوگ ہر ملت

اور ہر زمانہ میں مذہب کی آڑ میں اپنی شیطانی خواہشات کو پورا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ یعنی پرمیشر ایسے راکھشس برتیوں والے پاکھنڈیوں سے پناہ دیوے۔ پنجاب میں ایسے کھڑ گیانیوں نے ہماری سوسائٹی کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ بڑی بڑی خاندانی بھولی بھالی پاکدامنوں کی عصمت بگاڑی ہے اور بد اخلاقی کا درس پھیلایا ہے جس سے کہ سننے والوں کو دنیاوی اور آخرت کی رسوائی پیدا ہوتی ہے۔ یہ نقائص اس لئے پیدا ہوتے ہیں کہ ویدانت کا اوپدیش ادھکاری کو دیکھکر نہیں کیا جاتا ہر ویدانت کے گرنتھوں میں پہلے ادھکاری کی تعریف اور سادھنوں کا ذکر ہوتا ہے۔ انکی طرف تو لوگ توجہ نہیں کرتے برھم گیانی بن نے یا دوسروں پر اپنی علمیت ظاہر کرنے یا اس سے بھی بدتر ارادہ حصول شہوات یا خواہشات جسمانی کے لئے عورت اور مردونکو بلا تمیز ادھکار کے اھم برھم انا الحق کا اوپدیش کر دیتے ہیں۔ اس لئے اب ہم ادھکاری کی تعریف ذیل میں کرتے ہیں۔

ادھکاری کی تعریف

} ویدانت کے ادھکاری کی تعریف اسکے گرنتھوں میں یہ لکھی ہے۔

साधनचतुष्टयसंपन्नजीवअधिकारी

ترجمہ۔ سادھن چتشٹے یعنی چار صفتوں سے متصف جیو کو ادھکاری کہتے ہیں اور وہ چار سادھن مفصلہ ذیل انہوں نے بیان کئے ہیں۔

اول۔ ودیک یعنی وچار اور تمیز کرنا درمیان ست اور است (باقی اور فانی کے)۔

دوم۔ ویراگ اس تمیز کے بعد فانی اشیاء سے نفرت اور باقی

رہنے والی سے محبت کرنا اس کو ویراگ کہتے ہیں۔

سوئم۔ شٹ سمپتی (षट्संपत्ति) یعنی مجموعہ صفات شش گانہ جسکی تشریح آگے کی جاویگی۔ مثلاً شم اندریوں کا روکنا۔ دم یا دشمن من کا روکنا وغیرہ۔

چہارم۔ ممکشم۔ یعنی موکھ کی اچھیا خواہش حصول نجات۔ اب کسی قدر صراحت ان چار سادھنوں کی کیجاتی ہے۔ کیونکہ بقول اس نیائے سوتر کے ہر ایک فعل کے کرنا کو سادھنوں یعنی وسایل سے کام لینا پڑتا ہے نہ سدھہ یا مطلوب سے

साधनगोचरीकर्तृव्यपारानसाध्यगोचरी·

فاعل کو کار روائی یا محنت وسایل سے کرنی پڑتی ہے پھر مطلوب آپ ہی بلا محنت حاصل ہو جاتا ہے پس اس پرمانند کی پراپتی کے سادھنوں کو بخوبی سمجھنا اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ آتما آپ ہی پرمانند روپ ہے۔

وویک۔ پہلا سادھن وویک۔ جہان کی سب چیزیں کیا جاندار اور کیا بے جان دو چیزوں سے مرکب ہیں۔ ایک جزو فانی اور تبدیل پذیر ہے دوسری جزو باقی اور ایک رس قایم بالذات ہم برابر دیکھتے ہیں کہ سب چیزیں اس جہاں کی ہر لحظہ تبدیل اور تحلیل ہو کر ناشش ہو جاتی ہیں۔ لیکن علم طبعی نے ہمیں سکھلایا ہے کہ کوئی جزو مادہ (Matter) کا فنا نہیں ہوتا۔ محض صورتیں ہی بدلتی رہتی ہیں اور علم روحانی نے یہ سکھلایا ہے کہ اگر جز مادہ کا کوئی ذرہ فانی نہیں ہے تو روح مدرک اور لطیف یعنی جسکے وجود پر قیام مادہ کا بمنزلہ تعلق جوہر اور عرض کے ہے کیونکر فانی ہو سکتا ہے۔ جب اشیاء دنیاوی کے ہر لحظ

تبدیل پذیر ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ تبدیل کسی ادھشٹاں یعنی جوہر کے آسرے ہی وقوعہ میں آتی ہے جو تبدلات صورتوں میں بے بدل قایم رہتا ہے - اہل سائنس اسس آدھشٹاں کو جڑ یا غیر مدرک میٹر ہی جانتا ہے اور چونکہ اُس کا اپنا وجود ہی منجملہ اشیاء جسمانی کے ہے تو گویا اپنے آپ یا آتما کو جڑ سمجھتا ہے حالانکہ زندہ اور مدرک ہے اور تحقیقات کر رہا ہے پس اُس کا یہ قول کہ میرا اور دیگر جانداروں کا روح غیر مدرک ہے وہی نسبت رکھتا ہے جیسا کہ کوئی آدمی اپنے مُنہ سے کہے کہ میرے مُنہ میں زبان نہیں ہے میں گنگ ہوں - ایسا ہی سائنس دان اپنی قوت مدرکہ کی تحقیقات سے کہتا ہے کہ میں غیر مدرک ہوں - اس لمبی بحث کو چھوڑ کر مختصر یہ ہے کہ وویک ہر دو اجزاء فانی اور باقی ہیں تمیز کرنے کے فعل کو کہتے ہیں - اور یہ پہلا قدم منزل حقیقت کا ہے طالب حقیقت کو خارجی اشیاء میں بھی ایسے استدلال کو کرنا چاہیئے کہ یہ جہاں گنگاجی کے پرواہ کی طرح ہر لمحہ جاری ہے لیکن اُسکی دھارا کا ایک ذرہ بھی قایم نہیں رہتا - گنگاجی بذاتہ استھر رہتی ہے ایسا ہی اس دریاء ناپیدا کنار دنیا کا پرواہ چل رہا ہے اشیائے جہاں کی شکلیں ہر وقت بدلتی رہتی ہیں - لیکن مادہ جہاں کا قایم رہتا ہے - اوپر دکھلا چکے ہیں کہ وہ مادہ جڑھ میٹر نہیں ہے - کیونکہ چیتن اور مدرک حیوانات کا منبع بھی وہی ہے اگر ایک غایب چشمہ کوہسار سے سرد اور وسیع آبشار میدان پر گرتا ہو تو عقل سلیم باور کر سکتی ہے کہ چشمہ گو غایب ہے لیکن فی الواقعہ موجود ہے - ایسا ہی اس جہاں متحرک اور غیر متحرک کا مادہ واحد ذات کبریائے پرماتما کا موجود ہے گو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا - اسی کو برہم یا آتما کہتے ہیں - پس برہم ست

نکلا اور جگت است۔ یا ہتھیا یعنی۔ نمودی۔ سائیں بُلھے شاہ کہتے ہیں کہ اس جہان کو بخوبی غور کر کے دیکھ لے۔ "ان ہنڈدا نظری آوندا ای"۔ یعنی نہ ہوا ہوا نظر آرہا ہے حالانکہ رفتار دریا سے کی طرح حقیقت نہیں رکھتا لیکن نظر آرہا ہے ایسے عجیب شعبدہ یا اسرار ربانی کو مایا شکتی کہتے ہیں۔ ۵

بلہاری قدرت سوامی ٭ تیرا انت نہ جائے جاتی پیس جگیا سو کو اس

ادہست (अधिष्ठान) روپ یا نمودی جہاں کے اندر ایک سید آنند آدھشٹاں پرماتما جو عین اس کا اپنا آتما ہے چشم حقیقت یعنی بچار سے دیکھنا چاہیئے اور خاصکر اپنی ذات پر ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہیئے۔ جیساکہ ہم پنچ کوش وویک میں دکھلا چکے ہیں کہ جسم انسان مرکب پنچ کوش یا پردوں سے ہے جن کو صوفیائی نے لطیفہ خمسہ کہا ہے۔

ان مے کوش یا پردہ کثیف جسم کا جو غذا سے پیدا ہوتا ہے پران مے کوش قوت حیات جو تحلیل غذا سے تسلسل دورہ خون اور ترکیب بدنی کو قایم رکھتا ہے

منو مئی کوش۔ یعنی من یا دل کا پردہ جو اشیا سے محسوسات کا ادراک بذریعہ حواسوں کے کرتا ہے اور تخیلات گوناگون کا منبع ہے۔

وگیان مئی کوش۔ یعنی پردہ عقلی جو ادراک معقولات کا کرتا ہے۔ اور قوت تمیز ہے۔ وویک یا وچار ایسی قوت کا خاصہ ہے اور یہی جوہر تمیز انسانی ہے جسکے ذریعہ انسان اعلےٰ ترقی روحانی حاصل کر کے پرمانند ابناشی پد کو حاصل کرتا ہے۔

آنند مئی کوش۔ یعنی پردہ سرورپی جس کے ذریعہ آنند کو حاصل کرتا ہے۔ اور خاصکر سکھوپتی آوستھا یعنی خواب غفلت میں اسکا بیان صاف طور پر

ہوتا ہے۔ جبکہ روح الایشن محسوسات سے پاک ہو کر اپنے آرام اور آنند کی حالت میں اپنے مادہ کلی میں داخل ہوتا ہے۔

جگیاسو کو بچارنا چاہیئے کہ میرا سروپ ان پانچ پردوں سے بالا۔ بے بدل۔ شدھ چیت آنند لامحدود برہم ہے۔ جس اوپادھی سے ملتا ہے ویسا ہی صاحب طاقت ہو کر دکھلائی دیتا ہے ذرہ میں ذرہ بے مقدار۔ اور آفتاب میں آفتاب عالم تاب شری بھگوان فرماتے ہیں۔ است کبھی بھاؤ نہیں ہوتا۔ اور ابھاؤ کبھی ست نہیں ہوتا۔ تت درشی ان دونوں کی ماہیت کو دیکھتا ہے۔ یعنی جزو فنا پذیر کو کبھی بقا نہیں ہے۔ جیسا کہ جسم انسان کو لازمی ہے کہ بعد چندے وہ فنا یا غائب ہو جاوے اور جزو ابدی کو کبھی فنا نہیں ہے جو روح جہاں کا ہے۔ حقیقت میں ان دونوں میں تمیز کرتا ہے ایسی تمیز کا نام وویک یا وچار ہے۔ اس کا پھل یہ ہوتا ہے کہ ہر دو اجزا کی حقیقت پر غور کر کے انسان مطمین رہتا ہے۔

جب بدن کی تکالیف اور فنا پر خیال کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس کا دھرم ہی ناشش ہوتا ہے اور پھر روح کی ابناشی حالت پر تصور کر کے شری بھگوان کے اس مقولہ پر بچار کر کے بے فکر اور بشاش ہو جاتا ہے کہ میری آتما کو نہ ہتھیار کاٹ سکتے ہیں نہ آگ جلا سکتی ہے نہ پانی گلا سکتا ہے نہ ہوا خشک کر سکتی ہے یہ لازوال ابناشی شدھ روپ ہے۔

ویراگ ۔ دوسرا سادھن گیان کا ویراگ ہے۔ جب وویک سے ست اور است کی تمیز ہو جاتی ہے۔ تو خود ہی است یعنی فانی اشیاے سے نفرت اور ست سے محبت ہو جاتی ہے۔ ویراگ بڑا ضروری وسیلہ

منزل کمالیت پر پہنچے گا ہے۔ ارجن نے جب سوال کیا کہ مہاراج یہ من ہوا کی طرح ہر وقت متحرک رہتا ہے۔ یکسو نہیں ہو سکتا ہے۔ پھر جیو کا کلیان کیسے ہوگا جس کا مدار آپ یکسوئی دل پر فرماتے ہیں۔ مہاراج نے جواب دیا کہ بیشک من کا قدرتی خاصہ حرکت ہے۔ لیکن ویراگ اور ابھیاس سے رفتہ رفتہ قابو میں آسکتا ہے۔

جہان کی ناپائیدار اشیائے کے نقایص پر غور کرنے سے جو بہ مقابلہ کامل ذات کے نقصوں سے بھری ہوئی ہیں۔ از خود اُن کو ترک کرنے کا میلان ہو جاتا ہے اور پھر آتم ابھیاس سے دُنیا کو چھوڑ کر ایشر میں چت لگ جاتا ہے۔ مقولہ مولانا رومی ہے۔

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوں　　این خیال ست مُحال است و جنوں

یہ دوششں درشٹی یا نقص بینی دل کے مالنحولیا سے پیدا نہیں ہوتی۔ جیسا کہ آجکل کے مہذب جنٹلمین تصور کرینگے۔ بلکہ حقیقت اشیائے میں نگاہ پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً عالم حواس میں سب سے مرغوب شئے حسین عورت کا وجود ہے جو مایا شکتی کا اوتار ہے اس لئے تمام جہان کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر اس بھولے بھالے جیو کو اپنا قیدی بنالیا ہے۔ تار و پود دنیا داری کا مدار اسی کے وجود پر مبنی ہے۔ اب اُس کے بدن پر خیال کرو جو شہوت پرست لوگوں کو جادو کشش سے مقناطیس کی طرح کھینچ لیتا ہے۔

مصرعہ　مُرغ دل کیوں نہ پھنسے دام بھی ہو دانہ بھی ہو

نگاہ کو اور قرۂ گوہر تو دو نو کو بلا سمجھے　　اُسے تیر قضا اُسکو بر تیر قضا سمجھے

تمام ملکوں کی شاعری کا بڑا زور عورت کی دلفریب نقش و نگار کے اظہار

پر مرکوز ہے اور دنیا کے بڑے بڑے معرکہ عورات کی وجہ پر برپا ہوئے۔ جس میں ہزاروں آدمیوں کے خون بہائے گئے۔ رامائن۔ اور مہابھارت۔ کی لڑائیاں ملک یونان میں ٹرائی کی لڑائی اسیوجہ پر ہوئیں۔ جنکو شعراے عالی دماغ نے بے مثل خوبیوں سے گایا ہے۔ اس کشش جاذبہ کی وجہ پر غور کرنے سے طوالت ہوگئی اور ہمارا مطلب حال بھی فوت ہو جاویگا۔ اس لئے بالفعل اس کشش سے بچنے کی تدابیر مندرجہ شاستر پر مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کشش ازبس پُرخطر اور مہلک ہے۔

دریں ورطہ کشتی فرو شُد ہزار   کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

شریمد بھاگوت آدی گرنتھوں میں کیسا فوٹو اس حسن دلفریب کا کھینچا ہے کہ ایک گھر ہے جو ہڈیوں سے بنا ہُوا ہے۔ ناڑیوں سے کسا ہُوا ہے۔ خون اور مغز سے بھرا ہُوا ہے۔ ناپاکیوں بول وبراز سے لبریز ہے اُوپر اس کے چمڑا اڈالا ہُوا ہے۔ لیکن ظاہرا اچھا رنگ دیگر۔ فرمائیے ایسا مکان دیوتاؤں کے رہنے کا ہے یا کہ بھوتوں کا۔ اور قدرت کا عجیب کھیل ہے کہ جوں جوں ناپاک اعضاء بدن کے ہوں ویسے ہی زیادہ کشش کا سامان اُن میں رکھا ہے۔ نعوذ باللہ گندی موری پر عقلمند آدمی اس قدر حیران اور فریفتہ ہو رہے ہیں۔ اس غیر مہذب طریق کلام پر معافی مانگتا ہوں عالم النساء لائبل نہ کردیں لیکن مجبوری ہے کہ ویراگ کی بات میں یہ اظہار ضروری ہے۔ کہ ڈاکٹر جب تک موقعہ مرض کو اچھی طرح نہ دیکھ لیوے خواہ کیسا ہی پوشیدہ اور ناپاک ہو معالجہ نہیں کرسکتا۔ پس بدن انسان زن و مرد کا یہی حال ہے اور پھر وہ بدن علاوہ مجموعہ غلاظتوں کے بیشمار بیماریوں کا مرکز رہے ہے۔ جس سے کہ

بہ جیو مبتلائے گوناگوں تکالیف کا ہوتا ہے۔
بقول پنجابی مثل کے ــ "دھروگان دی کھان گرہ کلیشان دی مان" ـ یعنی جسم امراض کی کان ہے ـ اور خانہ داری ترددات کی والدہ ـ تعلقات خانہ داری اور بالعموم دنیائے داری سے جو ترددات پیدا تے ہیں ـ اہل دنیا کے مشاہدے روزانہ میں آتے ہیں ـ کہ اگر بیٹا نہیں ہے تو اولاد کے رنج میں مبتلا ہے اگر ہو کر گذر گیا ہے تو داغ مفارقت دوامی چھوڑ گیا ـ اور زندگی تلخ کر گیا ـ اگر نالائق نکلا تو عمر بھر کے لئے وبال جان ہُوا اور بالعموم زن و فرزند و غیرہ سب مطلب کے یار ہوتے ہیں ـ اگر لایق بھی ہوں اور محبت بڑھکر اُن سے کی جاوے تو زنجیر محبت کی ج اور بھی مرغ نادان کو ہمیشہ کے لئے قید جسم میں مبتلا رکھینگی ـ کہ جنمانتر کا کارن ہی دُنیا کی محبت ہے ـ
اور دنیا کی بے ثباتی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہر وقت نقارہ موت کا بج رہا ہے ـ شریمد بھاگوت میں ایک اشلوک ہے کہ زمین کی سطح پر اسقدر ذرہ خاک کے نہیں ہیں جس قدر کہ شاہاں سلف کے سر خاک میں مل گئے اور ایک اشلوک میں لکھا ہے کہ باہم قوموں اور بادشاہوں کو زمین کی حکومت کے لئے لڑتے ہوئے دیکھ کر زمین ہستی ہے کہ یہ مٹی کے کھلونے مجھ پر حکومت کرنے کے لئے اس قدر خونریزئیں کر رہے ہیں یہ نہیں جانتے ـ **مصرعہ**

کہ او چوں تو بسیار پرورد کُشت ـ ؎

تکیہ مکن بہ دُنیا کہ آن زال نو عروس ہے بسیار کُشت شوہر جو کیقباد و جم بڑے بڑے عالیشان شہروں اور مکانات کی کھنڈرات با عمارات کہنہ کیسا رقت کا سبق پڑھاکر ہمیں تعلیم دیتی ہیں کہ ؎

نہ دارا رہا ہے نہ افراسیاب مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

غرض وہ اجسام کا فنا تو آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے۔ بھاگوت آدی پوراݨوں میں بڑے رقت آمیز ویراگ کے شلوک ہیں۔ بعض کا اشارہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(۱) جسم انسان مثل ایک لکڑی کے ہے جس پر ہر دم دم (پران) کا تیز آرہ چل رہا ہے بھلا ایسی لکڑی کا قیام کب تک ہوگا۔

(۲) ایک پنجرہ کھلے نو دروازوں کا ہے۔ اس میں ایک پنچھی قید ہے۔ پس پنچھی کا پنجرہ میں رہنا تعجبات سے ہے۔ پرواز کرنے میں کیا تعجب ہے۔

(۳) راجہ برتھری کا مقولہ ہے کہ کال یعنی زمانہ نہیں گذرا ہم گذر گئے ترشنا یعنی حرص بوڑھی نہیں ہوئی۔ ہم بوڑھے ہو گئے۔

(۴) انسان غفلت کی شراب پیکر اس میدان لڑائی میں ایسا مدہوش پڑا ہے کہ قزاقوں کی غارت گری سے بالکل بے خبر ہے۔

راجہ برتھری کا مختصر قصہ

راجہ برتھری جس کا زمانہ قریب مہاراج بکرماجیت کے گذرا ہے ایک دفعہ دربار میں بیٹھا تھا کہ ایک حاذق حکیم اُس کے حضور میں ایک ایسا امرت پھل لایا کہ اس کے کھانے سے آدمی پوری عمر طبعی تک صحت کامل سے حیات رہ سکے۔ راجہ اُس کو اپنے محلات میں لیگیا۔ اور سوچا کہ اگر میں کھا لونگا تو میری فلاں رانی جو مجھے جان سے پیاری ہے پہلے گذر جائیگی میرا جینا محال ہو جائیگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ امرت پھل رانی کو دیا جاوے۔ چنانچہ اسے رانی کے حوالہ کر دیا رانی نے راجہ کے جانے کے بعد سوچا کہ راج

کے جنگی جرنیل سے میری دوستی ہے اگر میں اُس کے مرنے کے بعد جیتے رہی تو میری زندگی محال ہو جاویگی۔ چنانچہ اس نے جرنیل کے حوالہ امرت پھل کو کر دیا جرنیل صاحب نے سوچا کہ میری فلاں طوایف سے آشنائی اور بڑی محبت ہے اگر میں اُس کے پیچھے جیتا رہا تو میری زندگی محال ہو جاویگی۔ چنانچہ یہ سوچکر امرت پھل کو طوایف کے حوالہ کر دیا۔ طوایف نے یہ سوچا کہ میری زندگی فسق و فجور میں گذر رہی ہے۔ جس قدر عرصہ جیتی رہونگی گناہونکا انبار بڑھتا جاویگا۔ ہو تو یہ امرت پھل دھرم آتما راجہ کو دیا جاوے۔ جس کے وجود سے رعایا کو اسقدر آرام پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ اُس نے فجر کے وقت بادشاہ کے حضور میں امرت پھل کو نذر کیا۔ بادشاہ دیکھکر حیران ہوا۔ کہ یہ وہی امرت پھل ہے جو میں نے اپنی محبوبہ رانی کو دیا تھا۔ طوایف کے پاس کیونکر آگیا اس کی تفتیش در پردہ کرنے پر سارا رازِ نہانی رانی صاحبہ کی کرتوت کا معلوم ہو گیا۔ راجہ کو اس قدر رنج سخت گذرا کہ لباس شاہی کو تن سے علیحدہ کر کے پیراہن قلندری کو پہنکر آزاد وش پھرنے لگے۔ اور بجائے افسر شاہاں کے تاج گدایاں کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔

کاغذ بدرید ندقلم بشکنند ۔۔۔ وز دست و زبان حرف گیراں رستند

آدھم بادشاہ کا قصہ پہلے یوگ کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔ گوتم بودھ بھی مصائب دُنیا کے دیکھکر اپنے زمانہ شاہزادگی میں ہی فقیر ہو گیا۔ اور جنگلات میں تپ شاکھا اور سمادھی کے ابھیاس سے آئینہ دل اُس کا نور معرفت سے منور ہو گیا۔

زمانہ سلف میں تو ہند کے راجگان وعام مردمان کا قاعدہ تھا۔ کہ جب لائق

اولاد پیدا ہوئی فوراً تعلقات دُنیاوی سے دست کش ہو کر جنگلات میں گنگا جی کے کنارہ جا کر سمادھی ابھیاس میں مشاق ہوتے تھے۔ اُن کی ضمیر پہلے ہی تعلیم برہم چرج اور گرہست دھرم یگ دان و برت وغیرہ سے ایسے صاف ہوتی تھی۔ کہ ہندوستان بھر کی بادشاہی اور لذات محلات شاہی کو یک لخت ترک کر کے ایک کمنڈل ہاتھ میں لیکر تن تنہا جنگلات میں چلے جاتے تھے۔ منو مہاراج نے جو چار وستھا اہل دُنیا کی لکھی ہیں۔

یعنی برہم چریج۔ گرہست۔ بان پرست۔ اور سنیاس۔ ہمارے بزرگان اُس پر پورا عمل کر کے لذات جہانی سے متمتع ہو کر آخر نعمات جاوُدانی سے بہرہ اندوز ہوتے تھے۔ زمانہ حال میں چونکہ دنیاوی اشیاء کی کشش کا غلبہ ہمارے دلوں پر بہ نسبت سابق بہت بڑھکر ہوتا ہے۔ کہ ورن آشرم اور سنسکار روبہ تنزل ہیں۔ اس لئے ویراگ کی کمی بھی روز بروز رونما ہے۔ تاہم ہم لوگوں کو اسقدر تو ضرور بچار کر کے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جب بال بچے اچھے ہو گئے یا آفتاب عمر کا نصف النہار تک پہنچ جاوے۔ اس وقت توشہ منزل عاقبت کے لئے کچھ طیاری کیا کریں۔ چند روز کے سفر تھوڑے فاصلہ کے لئے اس قدر طیاری ہم لوگ کرتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس سفر ابدی منزل لامعلوم کے لئے کوئی انتظام نہیں کرتے۔ شعر

خواب غفلت میں غلامی گئے ہو موئے سفید ❊ اب تو آنکھیں کھول دے رنگ سحر پیدا ہوا

اس قدر حوصلہ ہمارا اب تو نہیں رہا نہ وہ زمانہ رہا ہے کہ بان پرست دھرم کیلئے گھر بار چھوڑ کر صحرائے نوردی اختیار کریں۔ یا بھکشیا مانگنا شروع کریں۔ لیکن اس قدر تو کرنا چاہیئے۔ کہ تعلقات دنیاداری کو محض ایک فرض اعلےٰ

یا تعمیل حکم خالق الکائنات کی سمجھکر اندر سے اوپرام رہیں اور باہر سے سرانجام
اسکا بخوبی کریں۔ اور جوں جوں عمر بڑھتی جاوے ترک تعلقات کرکے اپنی عمر
گران مایہ کو اپنی حقیقت کی ماہیت یعنی گیان کے حاصل کرنیمیں ورنہ پرمیشر کی
سچی بھگتی میں کم سے کم دھرم آچرن اور پراوپکار میں صرف کریں۔ تیسرا
سادھن کھٹ سمپتی یعنی مجموعہ صفات ششگانہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱ شم۔ باہر کی اندریوں کو وشیوں سے روکنا۔

۲ دم۔ من کو دمن کرنا یعنی خیالات واہی سے روک کر بچار میں لگانا۔ تشریح
ان ہر دو کی یوگ سادھنوں کے تذکرہ یم۔ نیم میں آچکی ہے۔ اور بہت سا آدمی
کی اپنی کوشش پر منحصر ہے۔

کر اپنی خواہشوں اور دل کو ایسے نظاروں اور لذات اور خیالات سے روکے جو ظاہرا
سانپ کی طرح خوشنما معلوم ہوتے ہیں لیکن لمس کرنے سے مہلک جسم و جان
ہوتے ہیں۔

۳ اوپرتی۔ یعنی سنسار کے سب بیوہاروں بلکہ وہت کرموں سے بھی اوپرام
رہنا۔ اور ان میں ایسا محو نہ ہونا کہ ہارج اپنی ترقی روحانی کے ہو جب تک ان
کاموں کو کرنا ہے اوپرام ہوکر اور ایک فرض قابل الادا کے جانکر کرے۔ خواہ
متعلقہ اپنے روزگار کے ہو۔ خواہ پرورش اپنے قبیلہ و اولاد کے۔ دوسری
بھاونا یہ ہے۔ کہ بھگتی درشٹی سے یہ خیال رکھے کہ یہ سب ایشر کے
بیوہار ہیں میں صرف ایشر آگیا سے ان میں مصروف ہوں۔ میرا کچھ نہیں ہے
گیان درشٹی سے یہ بچار کر کام کرے۔ کہ میرا آتما ساکشی شدھ
روپ کرتا ہے۔ بدھی اپنے دھرموں کو کر رہی ہے۔ ایسی بھاونا وں

سے رفتہ رفتہ تعلقات کو قطع کر کے سروپ آنند کے ابھیاس میں مصروف ہو جاوے۔ اور پھر ایسے دلدل میں پھنسا نہ رہے۔

تتیھکشا۔ یعنی صبر و استقلال۔ گرمی و سردی۔ رنج و مصائب وغیرہ کو صبر اور دھیرج سے برداشت کرنا اول عقلمندی سے بچارنا کہ یہ دُکھ میرے کرموں کے اُنسار واقع ہوئے ہیں۔ چونکہ میرے اختیار سے باہر ہیں اور اُنکا پھل بھوگنے کے سوائے وہ ہٹ نہیں سکتے۔ تو میری کشمکش اور بے چینی اُس تکلیف کو اور بڑھا دیویگی۔ مصرعہ

مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش

بقول ہندی مثل کے پھس گئی تو پھڑکن کیا۔

اعلے بچار یہ ہے۔ کہ میرا آتما شُدھ ساکھی ہے۔ اور سب تکالیف سے بالا ہے یہ دُنیا اس میں پرکرتی کے گنوں کا کھیل ہے میں اس تماشے کا تماشائی ہوں۔

شردھا۔ ویدواکوں اور سچے گورو کے اوپدیش پر پورا یقین کرنا یعنی وید بھگوان کا جو اوپدیش مہاواکوں دوارا جیو ایشور کی ایکتا ہے۔ اور کثرت کو دور کر کے ایک واحد آتم ستا دکھلانیکا ہے۔ اُس پر وشواش کر کے گورو کے اوپدیش کے مطابق مہاواکوں میں ابھیاس کرے جو پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ یا مہاتما کے جملوں میں پوری شردھا رکھکر یہ یقین کرے:

دوہا ایک ہمارا سوامی : گھٹ گھٹ کا جو انتریامی

کرم۔ اوپاسنا۔ اور گیان تینوں میں شردھا ہی ثمرہ مطلوبہ پہنچانے میں ذریعہ ہے۔

نمبر ۶ سمادھاں - شرون منن ندی ہاسن یہ تین انترنگ سادھن ہیں جیسے کہ تتوتائی - شبھ آچرن وغیرہ بہرنگ سادھن ہیں - شرون یعنی ویدانت کا سننا - منن پھر تنہائی میں جاکر اُن یکتیوں کو بچارنا - ندی ہاسن - برھم ابھیاس کرنا یعنی مہاواکوں کے ارتھوں میں پرواہ کار برتی کا ہونا - ان تینوں انترنگ سادھنوں کے وقت چت کو سمادھاں یعنی دل کو استقلال کے ساتھ قایم رکھنا اور دلچسپی اور شوق سے اُن میں مصروف ہونا اُسکو سمادھاں کہتے ہیں اُوپر بیاسے سوتر دیا گیا تھا کہ کسی شے کے طالب کو اُسکے وسایل میں کوشش کرنا چاہیے مطلوب خود حاصل ہو جاویگا - آجکل کے زمانہ میں سادھنوں کی کمی سے برھم گیان کا ابھاو ہو رہا ہے - ادھکاری کے لکھشن اور صفات کے لئے کوشش نہیں کرتے خدا بننے کو طیار ہو جاتے ہیں پرماتما ایسے پاکھنڈیوں سے جگت کو اور خود اُن کو بچاوے - پس مذکورہ بالا برھم پراپتی کے سادھنوں کیطرف ہم لوگوں کو زیادہ کوشش کرنی چاہیئے - برھم ہمیشہ ہر جگہ موجود اور حاضر ناظر ہے اور ہمارے آئینہ دل کو اپنے شدھ پرکاش سے سدا منور کر رہا ہے - صرف شیشہ دل کو زنگ گناہوں (اشبھ کرموں سے) صاف کریں ایشر کی بھگتی سے اُس کو خیالات کی حرکت سے پاک رکھیں - اور شرون منن - ندادھیاسن کے پرکاش سے اُس کو منور کریں تو اُس دیو پرمانند کا جلوہ خود بخود عیاں ہو جاویگا - جس کے لئے قدرتی تلاش اس جیو کو اُسی طرح جنم جنمانتر سے ہو رہی ہے جیسا کہ ایک جوہری جیب میں پڑے ہوئے جواہرات بے بہا سے بیخبر ہوکر دشت و بیابان میں اُن کی تلاش میں سرگردان ہے -

نہاں جو یاں ہے حرص دُنیا کا ٭ دُرِ نایاب ڈھونڈتا دیکھا
ہر دو عالم ہر سی ہیں مظہر حق ٭ آئینہ دل میں رونما دیکھا۔

دیش کال یعنی زمان اور مکان کا گیان

بموجب تعلیم وششٹ بھگوان کے

تمام جہان خارجی اور باطنی برہم آدھشٹاں میں۔ آدھست اور نمودی ہے الا چونکہ آدھشٹاں اُس کا ست ہے اس لئے سچ نظر آتا ہے۔ آکاش تین قسم کا ہے۔ چدآکاش یعنی ویاپک چیتن جس میں خارجی عالم اُسی چیتن کا جلوہ ہے۔ چت آکاش یا جیو آکاش جس میں عالم ذہنی اُسی چیتن کا جلوہ اندرونی ہے۔ اور بھوہار آکاش جس میں جہاں کے کاروبار میں اُسی چیتن کا جلوہ نمودار ہو رہا ہے سارے جہاں کی کارروائی محض خیال ہے۔ دیش اور کال کا گیان بھی خیال ماتر ہے وششٹ میں لیلا رانی کا قصہ بڑی طوالت سے لکھا ہے جس میں سرسوتی دیوی نے اُسکی التجا پر یہ بھید منومے سنسار کا پرتکھش کر کے دکھلایا اور کروڑوں طبقات عالم کا سیر جو اس مہا آکاش میں معلق ہیں دکھلایا اور ثابت کر دیا کہ یہ سب گوناگون بے شمار رچنا اُس بیچوں و بے چیرا آتما میں کلپت ہیں۔ یا برہم پرماتما کی لیلا روپ ہیں مخالفوں کی فوج اُسکے خاوند راجہ کے شہر میں حملہ آور ہو کر اہل شہر کو تہ تیغ کرتی ہوئی راجہ کے محلوں میں داخل ہو گئی ہے پہرہ والوں کو مار کر کنیز کوں اور رانیوں کو زبردستی پکڑ کر لیجانے لگے۔ اور مال و متاع لوٹنے لگے۔ رانی لیلا چلاتی ہوئی خاوند کے کمرہ میں

آتی ہے اور مانند اُس بیل کے جو شدت گرمی سے گھبرا کر درخت کے گرد لپٹ
جاتی ہے۔ وہ اپنے پیارے شوہر کے گلے میں پناہ لیتی ہے۔ راجہ گھبرا کر شمشیر
بدست اُٹھتا ہے بعض دشمنان کو مار کرتا ہے آخر کش ایک سفاک کے
ہاتھ سے قتل ہوتا ہے لیلا سرستی دیوی کا آرادھن کرتی ہے جو اپنی پیکر نورانی
میں نمودار ہوتی ہے۔ اور اپنی برکت سے رانی کو آئندہ بلائے سے حفاظت دیتی
ہے بوجہ آمد فوج راجہ کے دشمن پس پا ہوتے ہیں۔ لیلا کے رنجہ و اندوہ کو
درگا بھگوتی بذریعہ برہم گیان بڑی فصاحت سے رفعہ کرتی ہے۔ کہ یہ سب
سنسار متوہم ہے۔ تیرے چیتن سروپ میں نہ کوئی خاوند ہُوا نہ مرا صرف
بھگونت کی لیلا ہے۔ لیلا رانی کی التجا پر سری دیوی جی اُسکو سمادھی کی حالت میں
لاکر اُس کے مرے ہُوئے خاوند سے ملاتی ہے جو چکرورتی راجہ بنا ہوا ہے اور
اپنے آپکو سمجھتا ہے کہ میں بعت برس سے اسی گدی پر مسند نشین ہوں۔
حالانکہ اُس کے خاوند کی پہلی لاش تا حال محل سرائے میں پڑی ہے وشسشٹ
جی نے اس قصہ سے جو بڑی وضاحت اور فصاحت سے اُس بے نظیر کتاب میں درج
ہے دکھلایا کہ جہان کے سارے کرشمے محض ہمارے من کے سمندر کی ترنگیں ہیں
اور کال گیان یعنی وقت کا خیال بھی ایک ذہنی امر ہے گو اندازہ زمان اور مکان کا
ہمکو ظاہر باقاعدہ حکمت ایزدی سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہی وقت جو انسان
کی نگاہ میں امتداد سو برس کا معلوم ہوتا ہے دیوتاؤں کے ذہن میں ایک دن
کے برابر ہوتا ہے۔ چنانچہ اسکی بابت ایک لون راجہ کا قصہ وشسشٹ جی نے
شری رامچندر کو سنایا۔ کہ ایک دفعہ اسکے دربار میں ایک پہان منی تماشا گر
حاضر ہُوا۔ اور بعض عجیب تماشے دیکھ کر اُس نے ایک جادو کا مور چھڑ ہلایا۔

جس سے راجہ یک لخت بیہوش ہوگیا۔ جادوگر نظر سے غایب ہوگیا۔ اہالیان
دربار راجہ کے معالجہ اور لخلخہ لگانے میں مصروف رہے۔ چند منٹ کے بعد راجہ
کو ہوش آئی اور رام رام کہکر اُٹھا اور کہا کہ میں برسوں تک بڑی مصیبت میں گرفتار
رہا۔ اہلکاروں نے کہا نہیں حضور ابھی حضور کو بیہوشی ہوگئی تھی۔ کہا میرا دردناک
قصہ سنو۔ کہ میں اسی ایوان شاہی سے باہر نکلا۔ تو بادرفتار گھوڑا تیار تھا۔ اُس
پر سوار ہوا۔ اور جنگل کو روانہ ہُوا۔ شکار کھیلتے ہوئے گھوڑا دور نکل گیا۔ اور صحرائی
جانور سے ڈر کر بے خود ہوگیا۔ ایک درخت کے نیچے سے جو گزرا۔ میں نے درخت کی
شاخ کو پکڑا اور گھوڑا کہیں دور چلا گیا۔ اور تلاش سے ہاتھ نہ آیا۔ میں دن
بھر کی کوفت سے بھوکھ پیاس سے لاچار ہوگیا۔ اور بستی کی تلاش کرنے لگا
چماروں کے گھر نظر آئے کسی چھتری برہمن کا گھر دور تک نہ ملا چمار کی ایک نوجوان
حسین لڑکی اپنے باپ کے لئے روٹی اور چھاچھ لیجاتی تھی۔ میں نے اُس سے
التجا کی کہ تھوڑی سی مجھے دو۔ اُس نے کہا میں چماری ہوں کہا کچھ مضایقہ
نہیں۔ میری جان نکلی جاتی ہے پیچھے سے پراشچت کراؤں گا۔ لڑکی نے
کہا میں اس شرط سے دیتی ہوں کہ مجھے اپنے عقد میں لیوے اور میرے گھر
میں رہایش کرے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ میں نے بھی اقرار کرلیا۔ اب چھتری راجہ
تھے قول کے پکے۔ راجہ جی چمار کے گھر رہنے لگے۔ وہی کھیتی باڑی کرنے
لگے تو پچھلا راج کاج سب بھول گئے۔ ۱۲ برس تک وہاں رہے لڑکے لڑکیاں
پیدا ہوئے۔ آخر شش اُس نواح میں سخت قحط نمودار ہوا۔ چمار راجہ اپنے
بچوں کو ساتھ لئے خوراک کی تلاش میں سرگردان ہوا۔ سب بھوکھ سے چلاتے
تھے۔ آخر شش اُس نے کہا کہ میرے گوشت کا کباب کرکے کھاؤ۔ چتا بناکر

زندہ اُس پر پڑ گیا - اور آگ جلائی گئی - اُس گرمی آگ سے مجھے اب بیداری ہوئی ہے - درباریوں نے سمجھا یا کہ حضور یہ ماجرا محض خواب خیال ہے کہا میرا عرصہ زائد بیسے سال کا تجربہ ہے - چلو اُس ملک کو چلکر دکھا دیتا ہوں - اُسی پتہ پر جو عالم خواب میں دیکھا تھا راجہ معہ اہالیان دربار کے دور جنگل میں چلا گیا - وہ درخت دکھلایا - اور پھر چماروں کی بستی دکھلائی - وہاں ایک چتا جل رہی تھی - اور لوگوں نے کہا کہ ایک چمار بھوک کی شدت سے اپنے بچوں کی خاطر زندہ جل گیا - چماری آئی اور راجہ کے گرد ہوی کر تو میرا خاوند زندہ ہو گیا ہے - میں تجھے پہچانتی ہوں - وشِشٹ جی نے دکھلایا کہ یہ شعبدات جہاں کے جو فی الواقعہ اور خارج میں نظر آتے ہیں - گو کیسے ہی سچے معلوم ہوتے ہیں محض ذات حق میں جو اپنا آتما ہے شعبدات ہی ہیں -

ایڈیسن صاحب نے بھی وقت کے ایک مضمون میں جو کئی ایک انٹرنس کورسوں میں درج ہوتا ہے ویسے ہی عجیبہ واقعات کے ذریعہ سے جو تصوف کی عربی کتابوں سے اخذ کئے گئے تھے دکھلایا ہے کہ وقت محض ہمارے قیاس کا گمان ہے اور جو وقت ایک جیو کو طول وطویل معلوم ہوتا ہے دوسرے کو بالکل خفیف مثلاً جو کیڑے مکوڑے آٹھ پہر رہ کر مر جاتے ہیں اُنکو امتداد زندگی کا ویسا ہی طول معلوم ہوتا ہے جیسا کہ سَو برس کا زمانہ ہمکو اور ممکن ہے کہ ہمسے اعلےٰ طبقات خلقت کو انسانی زندگی کا زمانہ ایک دن یا چند گھنٹوں کے برابر معلوم ہوتا ہو یہی حال دیش گیان یعنی مکان کے خیال کا ہے قرب و بُعد نسبتی خیالی امور ہیں چنانچہ تار برقی نے ثابت کر کے دکھلا دیا ہے دس ہزار میل کا فاصلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمسایہ کمرہ - یعنی ہم اپنے کمرہ میں بیٹھے ہوئے دس ہزار میل پر اپنے دوست سے گفتگو کر سکتے ہیں - اب ایسے آلات بھی بن رہے ہیں جس سے کہ دور دراز کے

دوست کی شکل بھی نظر آجاوے گویا ترقی سائینس ہماری پراچین دانائیوں کو رفتہ رفتہ تازہ کر رہی ہے جب زمانہ اور مکان جو تار و پود اس جہان کے ہیں محض خیالی امور ہیں تو سارا سنسار ہی درحقیقت آتم روپ سمندر کی موج ہی ہے جو کہ ایشر کے سنکلپ سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے سچا اور باقاعدہ معلوم ہوتا ہے ایشر کی مایا شکتی ہمارے خیالات میں ہی ہمارے پورب کرموں انوسار عجیب قسم کی رچنا پیدا کر دیتی ہے جیسا کہ عالم خواب میں ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ چند منٹ کے خواب میں برسوں کے سچے واقعات ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ ہر پانچ حواس اُنکی تصدیق کرتے ہیں جیسا کہ عالم بیداری میں لیکن کیا خواب کیا بیداری سب موج ہمارے آتما کے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ عالم خواب میں ہمارا دل اپنی رچنا اندر ہی پیدا کرتا ہے اور بیداری میں خارجی عالم میں۔ موت کے بعد وہی دل دوسرے بدن میں منتقل ہو کر ویسا ہی رچنا کرم انوسار رچ لیتا ہے اسی طرح جب تک برہم گیان حاصل نہیں ہوتا یہ جیو کروڑوں جنموں میں عجائب وغرائب مشاہدات مایا شکتی کو دیکھتا ہوا سنسار سمندر میں غوطہ کھاتا رہتا ہے۔ تا وقتیکہ سچے گورو کی رہنمائی اور وید مقدس کی تعلیم الہی سے ساحل مراد پر پہنچکر پرانند پد میں براجمان نہ ہو جاوے۔ روم شانتی شانتی شانتی

ہندو دھرم کے مسائل بمقابلہ دیگر مذاہب کے

پہلے بابوں میں ہم سناتن ویدک یا ہندو دھرم کے مسایل اپنی عقل ناقص کے مطابق اور اپنی ضعیف قوت حافظ کے موافق جیسا کہ شاستروں سے سنے ہیں ظاہر کر دیئے ہیں اس باب میں مجمل طور پر مسایل مذکور کو بمقابلہ دیگر مشہور مذاہب دنیا حال کے بیان کرتے ہیں۔

اوّل ہندو دھرم قدرتی قانون ایولیوشن یا ترقی رفتہ رفتہ کے مطابق انسان کو اپنے کمال پر پہنچاتا ہے کسی خاص مصنوعی قواعد کا پابند نہیں ہے

اوّل ہندو دھرم کسی خاص آدمی یا دیوتا کا بنایا ہوا نہیں ہے نہ کسی خاص وقت میں ظاہر ہوا۔ اس کی قائمی کے لئے کوئی قواعد انسانی بانی مذہب نے قرار دئے۔ بلکہ وہ قدرتی مذہب ہے۔ اور اس کے قواعد قدرتی قوانین ہیں۔ جیسا کہ عالم ظاہری کے قوانین اور خواص مادہ وغیرہ قدرتی ہیں ویسا ہی قدرتی قوانین عالم باطنی کے وید مقدس میں درج ہیں کہ اُن پر کاربند ہونے سے روح انسانی کی ترقی مدارج ہو کر وہ رفتہ رفتہ اپنے کمال پر پہنچ جاتا ہے۔ چونکہ انسان مرکب بہت سے مختلف جوہروں سے ہے جسکو شاستر نے تین بڑے حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

یعنی استھول شریر جسم ظاہری۔ سوکھشم شریر یا بدن لطیف مجموعہ حواس عقل وغیرہ کارن شریر یعنی قدرتی مادہ۔ اس لئے وید کی تعلیم بھی تین حصص پر بٹی ہوئی ہے۔

کرم۔ اُپاسنا۔ گیان کانڈ۔ جس کا ترجمہ الفاظ ذیل میں عمدہ طور پر باوا اگینا سنگھ صاحب نے کیا ہے۔ علم المعاملہ جو واقعی حرکات بدن سے کرنا پڑتا ہے اور اثر اس کا یہ ہوتا ہے کہ جیسا کرے ویسا بھرے۔ علم المکاشفہ۔ جس کے ذریعہ سے

طبعی وحشت اور انتشار دل کی دور ہو کر وہ شانتی اور یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔ جو کمالیت انسانی کے لئے ازبس ضروری ہے۔

علم المکاشفہ۔ جس میں کشف ذات پرماتما کا ہو کر کمالیت روحانی حاصل ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لئے جنم جنما نتروں کی تکالیف سے رہائی ہو کر آتما اپنے اصل پرماتما سے درجہ وحدت حاصل کرتا ہے۔

ہندو شاستر مسئلہ ایوولیوشن پر چلتا ہے جو حکمائے یوروپ پر کئی صدیوں کے مطالعہ سے اب ظاہر ہو رہا ہے یعنی یہ کہ دُنیا یا موجودات دُنیا کی ترقی یکبارگی نہیں ہوتی۔ بلکہ قدرت رفتہ رفتہ اُن کو مدارج ترقی پر پہنچاتی ہے۔ پس تین حصص مذکورہ بالا اسی قانون کے مطابق ترقی روحانی اُس کی کمال کی جانب سکھلاتی ہیں۔ کہ ایک درجہ کو چھوڑ کر دوسرے پر فائز ہوتا جاوے۔ دیگر مذاہب میں ایک ہی اصول ہر ایک آدمی کے لئے بتلائے جاتے ہیں۔ اُن سے انحراف کرنا کفر سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے شاستر مختلف خیالات کے آدمی کو کافر نہیں سمجھتے۔ بلکہ علانیہ کہتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلنے سے سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندو دھرم کبھی اوپدیش نہیں کرتا کہ دوسرے مذہب والوں کو اپنے دھرم میں لاؤ۔ البتہ ویدک دھرم کی ایسی پاکیزگی رکھی ہوئی ہے کہ غیروں کے سپرش سے اسکو محفوظ رکھنے کی ہدایت ہے۔ دو جنموں کے سوائے دوسروں کے روبروے وید کا پڑھنا بھی گناہ ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر کلام الہی ہے تو کیوں نہیں سب دُنیا پر پھیلائی جاتی۔ جواب یہ ہے کہ عربی کا ہی ایک مقولہ ہے "تکلم الناس علے عقولہم" یعنی آدمیوں سے اُنکی عقلوں کے مطابق گفتگو کرو۔ اسلئے ادھکاری کے بارہ میں بڑی تاکید شاستر کی ہے۔ جیسا جیسا ادھکاری ہوتا ہے۔ ویسے ہی اوپدیش

کا حکم ہے۔ جن لوگوں کے ویدک سنسکار نہیں ہوئے وہ اشُدھ گنے جاتے ہیں۔ اور جو پشتوں سے اشُدھ ہوں وہ کیونکر شُدھ ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ مکدر چیزوں کے ملاپ سے صاف چیز بھی مکدر ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی کلام ازلی وید بھی اشُدھ پرشوں کے روبرو یا ناپاک ہو کر پڑھنے سے اپنے اعتدال حقیقی پر نہیں رہتی بلکہ لطیف مادہ قدرتی میں تخلل پیدا کر کے پڑھنے والے اور سُننے والے کو تباہ کرتی ہے۔

دوئم وید قدیم ہے نہ حادث وہ کسی پیغمبر کے شفاعت سے انکاری ہے بلکہ نجات اپنے کرموں اور گیان پر منحصر کرتا ہے۔

ہندو دھرم سماجک یا پولیٹیکل سلسلہ اپنی قوم کے بنانے کے لئے نہیں ہے اسی لئے وہ کسی حکمت عملی کو مد نظر نہیں رکھتا۔ کہ جب زبانی سے دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب میں لاؤ اور اپنی جمعیت بڑھاؤ بلکہ وید بھگوان کی تعلیم ہے کہ سب لوگ اپنے اپنے دھرم پر چلنے سے کلیان کو پراپت ہوتے ہیں۔ خود لفظ دھرم کہ جس کی صراحت ہم پہلے مفصل کر چکے ہیں۔ دلالت کرتا ہے۔ کہ ہندو دھرم قدرتی ہے نہ مصنوعی۔ ازلی ابدی ہے نہ محدود الوقت۔ اور جس طرح ذات پرماتما کی قدیم ہے نہ حادث اسی طرح اُسکا قانون وید مقدس قدیم ہے نہ حادث۔ کوئی پیغمبر خاص بانی اس مذہب کا نہیں ہے لیکن اسکی تعلیم پر چلنے والے لاکھوں اہل ہند صاحب کشف و کرامت اور کمالات روحانی کے ہوئے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ پس کوئی خاص انسان ہمارا شافی یا حامی نہیں ہے کہ اُسکے مذہب میں داخل ہونے سے ہی وہ ہمکو روز قیامت کے عذاب آخرت سے بچا ویگا۔ منصف انسانی عدالتوں میں

کسی سفارش کی جگہ نہیں ہے تو سلطنت الہی میں حمایت طرفداری اور سفارش کا امکان کہاں۔ ایسا کہنا ہی کفر ہے۔ اس وسیع میدان چوگان میں ہر ایک اپنی ہمت سے گوے سبقت لیجا سکتا ہے۔ حتی کہ برہما جی۔ شبو جی آدک اپنے اپنے اعمال سے خدائی درجوں پر پہنچے۔

صرف ایشر اور اسکا قانون ابدی اور قدیم نہیں ہے بلکہ ہر ذرہ کائنات کا صدمہ فناء سے محفوظ ہے گو شکلیں بدلتا رہتا ہے۔ پس مخلوقات

سوئم۔ عالم قدیم ہے نہ دیگر مذاہب کی طرح چند ہزار سال سے مخلوق ہے۔

بھی ایسی ہی قدیم ہے۔ جیسا کہ خالق بدوں مخلوق کے خالقیت کی صفت کا زوال ہو جاتا ہے۔ اور نہ بدوں ملک کے مالک کہلایا جاتا ہے۔ یہی امر تحقیقات علمی زمانہ حال سے ثابت ہوا ہے۔

پس ہمارے شاستر جہان کو دیگر مذاہب کیطرح محض چند ہزار سال سے پیدا ہوا نہیں جانتے نہ یہ مانتے ہیں۔ کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں۔ انجیل میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ خدا کے بیٹوں نے آدم کی بیٹوں سے شادی کر لی وہ خدا کے بیٹے ہندی ہیں۔ کیونکہ ہم سورج بنس ہیں۔ سورج ہمارا پتا ہے۔ جو دیوتا یا رب النوع کرہ شمسی کا موکل ہے اس لئے سندھیا منتروں میں ہم اسی کو قبلہ اپنا بناتے ہیں۔ گویا ہمارا قبلہ کوئی خاکی جگہ یا کوئی پتھر نہیں ہے بلکہ نورانی آفتاب جو مظہر تجلیات عالم کا ہے۔ عیسائی اپنے مردوں کو گاڑتے ہوئے مٹی کو ہاتھ میں لیکر لاش پر پھینک کر یہ فقرہ کہتے ہیں۔ کہ مٹی مٹی کو۔ ہم آریہ لوگ مرتک سنسکار

اگنی کی روشنی سے کرتے ہوئے وید منتروں دوارا یہ کہتے ہیں۔ کہ روشنی کو روشنی سے ملاتے ہیں۔

چہارم کرم کا مسئلہ پرمیشور کے استغناء اور عدالت کا ثبوت

کرم مسئلہ ہندوؤں میں بڑا باریک اور مدلل ہے اور بہت سی پیچیدگیوں کو جو راز کائنات کے انکشاف میں حائل ہیں باسانی حل کر دیتا ہے۔ کرم ہی موجب پیدائش جہان کا ہے۔ کرم ہی باعث کثرت گوناگون عالم و عالمیاں۔ کرم ہی ذریعہ رنج و راحت جہانیاں کا ہے۔ پرماتما کی ذات مستغنی از جمیع خیالات اور صفات ہے لیکن جیوؤں کے کرموں کے انوسار اسکو صفات خالقیت اور عدالت وغیرہ کے اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ پھر جہان کو پردہ غیب سے بطون سے ظہور میں لاتا ہے اور آئندہ کرموں کے مطابق انکو پھل دیتا ہے۔ اس میدان معرکہ میں جو جوہر بہادری دکھلاتا ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ میں تکالیف سہکر کامیاب ہوتا ہے۔

وہ سلطنت ابدی سے انعامات و جاگیرات و قرب حضوری حاصل کرتا ہے۔ جو کمزور ہو کر ہوا و ہوس دنیاوی سے مغلوب ہو جاتا ہے تہ تیغ ہو کر آخر سشس بھی عدالت حقیقی سے سزایاب ہوتا ہے۔ جیساکہ تنازعات رعایائی سے ضرورت عدالت شاہی کی ہوتی ہے ایسا ہی اعمال باہمی اہل دنیاء سے ذات مطلق نرگن پرماتما کو صفات عدالت وغیرہ اختیار کر کے سگن ہونا پڑتا ہے۔ پس ہندوؤں کی اندھا دھند بادشاہی نہیں ہے۔ کہ جو خدا کے جی میں آیا کسی جیو کو سکھ دیدیا۔ کسی کو دکھ۔ بلکہ آئین کی بادشاہت ہے کہ جیسا کرو ویسا بھرو۔ ہر ایک کے لئے میدان جنگ ازمائی کھولا ہے۔ لیکن جنگ بھی آئینی ہے نہ بے آئینی۔ اس لئے سپاہی

کو سپاہی کا کام کرنا چاہیئے۔ افسراں کو اپنا اپنا علی قدر مدارج۔ اسی سے سلسلہ ورن آشرم کا قایم کیا گیا ہے؛

پنجم۔ جنمانتر کا مسئلہ ہمارا ابدی دوزخ اور بہشت نہیں ہے کہ جب ایکدفعہ داخل جہنم ہوں تو پھر اُس اگ میں دوام کے لئے سڑا کریں۔ یا ہمیشہ کیلئے حوران بہشتی میں رہکر جسمانی لذات حاصل کرتے ہیں بلکہ مختلف اور معقول مدارج ثمرہ اعمال کے ہیں۔

ہندوؤں کا ابدی دوزخ اور بہشت نہیں ہے بلکہ جس طرح کرموں یا اعمال کے اقسام بے تعداد ہیں ایسا ہی اُس کے پھل بھی بے تعداد ہیں۔ کیڑے مکوڑے سے لیکر برہما پرجاپتی وغیرہ موکلان پیدائیش عالم کے مدارج سب ثمرہ ان کے کرموں کے ہیں روح انسانی کا کمال ایک قسم میں ہرگز نہیں ہو سکتا

کہ اس سے اپگھ جیو یعنی جزی روح سے سربگیہ اتیشر بنتا ہے اس کے لئے انیک جنموں کی ضرورت ہے۔ انسانی مدارج طے کر کے پھر پترلوک۔ چندر لوگ۔ سورگ لوک۔ سورج لوک۔ دیو لوک۔ برہم لوک۔ وشنو لوک شیو لوک

وغیرہ اعلےٰ لوکانتروں میں جیو کی گتی ہوتی ہے۔ پہلے لوکانتروں پترلوک سورگ لوک سے واپس آکر آئیندہ امتحانوں کے لئے اس درس گاہ دنیا میں پھر اس قالب العلم انسان کو داخل ہونا اور جلد بد امتحان پاس کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اعلےٰ لوک۔ دیو لوک برھم لوک آدمی میں کلپ پر بیت رہکر پھر برھماجی کے ساتھ موکھش ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی برے کرموں کا پھل نچلی یونی یا جونیں ہیں۔ مثلاً گھوڑا۔ کتا۔ سور۔ کیڑے۔ مکوڑے وغیرہ اور اُن سے بھی برے کرموں کا ثمرہ ایک قسم کے نرک ہیں۔ جو خاص زمانہ تک اعلےٰ قدر ثمرہ عمل کی رہتے ہیں۔ پھر اُن سے دوبارہ موقعہ بذریعہ مختلف جونوں کے قالب انسانی میں آنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ پس ہندو دھرم میں یہ تعلیم ہے کہ جب ایک دفعہ اعلےٰ درجہ قالب انسانی پہ پہنچ جاؤ تو شبھ ویدک کرموں اور پرمیشر کی پرم بھگتی بلکہ پرماتما کے گیان سے اپنی نجات حاصل کرلو۔ ورنہ اعلےٰ زینہ سے گرا ہوا آدمی سب سے نیچے پڑ کر جاں بر نہیں ہوتا۔

ششم — ہندو دھرم کی اور بہت سی فضیلتیں ہیں اُن کا وید مقدس۔ دھرم شاستر۔ سوتر۔ پوران۔ اتہاس۔ نیتی شاستر جوتش چکتسا۔ راگ گائیں و دیا وغیرہ سب اعلےٰ درجہ کی فضیلت روحانی۔ علمی اور اخلاقی کا ثبوت کامل دے رہے ہیں۔ جوں جوں مذہب دنیا، علوم وفنوں ہر قسم میں ترقی کرتے جاتے ہیں ہندو دھرم کی خوبئیں جو پہلے بطور توہمات اور تعصبات کی معلوم ہوتی تھیں مثل بکشمہ کے چاند کیطرح ہر روز روشن تر ہو رہی ہیں۔ پس کیا یہ امر موجب سخت افسوس کا نہیں ہے کہ باوجود ایسی قدیم۔ معقول۔ فلسفانہ۔ خیر اخلاق اور مملو از معرفت حقیقی مذہب کے بعض اہل ہنود دیگر مذاہب کی ظاہرا چمک سے باقیود ات خوردو نوش و پوجا پاٹھ

وغیرہ سے ہراسان ہو کر جو ترقی روحانی کے لئے ازبس ضروری ہیں اپنا بزرگانہ دھرم چھوڑ کر دوسرے مذہبونکو قبول کرتے ہیں۔ محققین اور فضلائے یورپ کی آرائی پر توجہ کرو جو نہ ہندو دھرم کے اصولوں اور فلسفی پر پہنچتی ہے کہ کس خوبی سے اُن کی بلند پروازی خیالات کے مداح ہیں۔

البتہ عام ظاہر بین لوگوں کو اُس کے پیچیدہ مسایل اسطرح سمجھ میں نہیں آتے۔ جیسا کہ عام دہقانیوں کو علوم طبعی کے باریک قوانین خیال میں نہیں آسکتے۔ پس وہ اُن سے استفادہ حاصل کیونکر کر سکتے ہیں۔

ہفتم۔ اختلافات باہمی فرقہ ہائے اہل ہنود۔

موٹا موٹا اختلاف ہندو دھرم کا دیگر مذاہب سے بیان کر دیا ہے۔ اب اندرونی اختلافات

اس بڑی قوم کے مذہبی خیالات پر کسی قدر اشارہ کرنا خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔ ویشنو۔ شیو۔ شاکتک وغیرہ فرقہ ہا میں دراصل کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پورانوں میں گو فضیلت ان سب دیوتاؤں کی لکھی لیکن سب کو ایک پرماتما کے مختلف روپ ظاہر کیا گیا ہے اور سعادت آخرت بھی اُن سب کی ایک جاننے پر رکھی ہوئی ہے گو کامرادئی مقاصد دنیاوی کے لئے پرستش کے طریق جداگانہ ہیں۔ یعنے جیسا جیسا مقصد ہوگا ویسے ہی دیوتا کا دھیان کرنا ہوگا۔ اسکی مثل ایسی ہے جیسا کہ ایک ہی خدا کو مریض صحت کے لئے شافی مطلق کر کے پکارتا ہے۔ اور دوسرے کو نقصان پہنچانیکی خواہش کرنے والا جابر اور قہار ناموں سے اُسکو یاد کرتا ہے۔ ہندوؤں میں یہ منتر شاستر محض نام پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ بڑا بھاری علم حصول مقاصد کے لئے ہے لیکن سعادت کلی کے حصول کیلئے

اُن کو ایک برہم کر کے پوجنا ہوتا ہے - پس قدیم مت متانتروں کے اختلافات
ہیں کبھی اصولوں میں یا سادھنوں میں فرق نہیں آتا - ایسا ہی مختلف فلاسفروں
اہل ہند کے عالمیان ہیں باہم عام اصولوں ہندو دھرم میں کبھی اختلاف نہیں رہا
مثلاً دیو - پتر کرم یگ ہوم - دان تیرتھ پوجن ارچا وغیرہ میں سب کا اتفاق ہے
زمانہ حال کے جدید فرقہ ہاے کیطرح کبھی ان امور میں انکا جھگڑا نہیں ہوا -
گو باریک مسایل فلاسفی میں مثلاً مادہ ابتدائی دنیا وحدت کثرت وغیرہ میں مباحثات
رہتے ہیں - اور ایسے مباحثات ترقی علوم اور تحقیق حق میں بڑی مدد دیتے ہیں +

سکھ دھرم

یہ دھرم بھی ہرگز بطور ایک علیحدہ مذہب کے پیدا نہیں
ہوا - مختصر طور پر دو منازل اس دھرم کے رہے ہیں
اول گورو نانک صاحب بانی مذہب ہذا جو چودہویں صدی عیسائی میں ہوا ہے کامل
ولی اور مہاتما ہوا ہے اُن کا منشاء کُل خلقت خدا کو سچے اپدیش - راستی پہ چلنے
اور ایشر کی سچی بھگتی کرنے کے لئے تھا - کیونکہ کلجگ کے مکھ دھرموں میں پرمیشر
کی بھگتی اچار جان قدیم ہند نے بھی رکھی تھی - بوجہ مصایب گوناگون قوم ہنود کے
اور سادھن - ہوم یگ - ویدانت - یوگ وغیرہ قایم رہنے عاقبت میں رکھشیوں
کو مشکل نظر آئے اس لئے ہری بھگتی کا اوپدیش سب نے کیا -
ایسا ہی گورو نانک صاحب کے اوپدیش اسی غرض سے تھے - دوسری
منزل اس فرقہ کی یہ تھی کہ سکھ سے بہ شکل سنگھ تبدیل ہو گئے - مسلمانی بادشاہان
کے جور و تعدی نے گورو گوبند سنگھ صاحب جیسے خالصہ کو اس امر پر آمادہ
کیا کہ ہندو دھرم کو ظالموں کی دست تعدی سے بچاوے - پنجاب میں گورو صاحب
موصوف اور دکھن میں سیواجی جیسے بہادراں قوم نے ڈوبتی ہوئی کشتی ہندو قوم

کو بڑے بڑے تصدقات اور تکلیفات برداشت کرکے بچا لیا ان ہردو منازل سے ظاہر ہوگا کہ سکھ دھرم کیول ہندو دھرم ہے آجتک کبھی فقراے فرقہ سکھ نرملہ - اوداسی یا راجگان اس بہادر قوم مہاراجہ رنجیت سنگھ شیر پنجاب پٹیالہ - نابہ - کپورتھلہ وغیرہ یا اولاد گورو صاحبان بیدی - سوڈہی وغیرہ میں کسی قسم کا شک پیدا نہیں ہوا تھا کہ سکھ ہندو سے علیحدہ ہیں اب زمانہ ناہنجار کی تاثیر سے بعض سکھ لوگ اپنے آپ کو علیحدہ مذاہب قایم کرنے پر آمادہ ہیں جس سے اونکا اپنا بھی نقصان ہے کہ باقیماندہ کروڑوں ہندوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اور قوم ہندو کا بھی ہرجہ ہے اگر خدانخواستہ ایک بہادر دلاور فرقہ اُن سے علیحدہ ہوجاوے اور گورو صاحبان کی تعلیم اور تدریس کے بھی بالکل برعکس ہے لیکن موجب شکر کا ہے کہ بعض اہل غرض اشخاص کے دام فریب میں عام قوم سکھوں کی ہرگز نہیں آسکتی -

ذیل میں چند اقوالہ گورو گرنتھ صاحب کے درج کئے جاتے ہیں - جن سے ظاہر ہوگا - کہ وہ وید مقدس کو ویسا ہی پرمان سمجھتے تھے - جیسا کہ دیگر اہل ہنود -

پرمان اول - کھتریاں تاں دھرم چھوڑ دیا ملیچھ بھاشا گئی - سرشٹ سب ایک ورن ہوئے - دھرم کی گت رہی - شاستر وید نہ مانے کوئی سب آپو آپ پوجائی -

پرمان دویم - پاتالاں پاتال - لکھ آکاشان - اکاشش - اوڑک اوڑک بہال تھکے - وید کہیں اک بات - گاویں پنڈت پڑہن رکھیشر جگ جگ ویدان نالے -

ادگرنتھ صاحب محلہ پنج - وید پڑہیں - لکھی یہی بانی - کرت شاستر وید بکھانی

جوگ گیان بدہ سکھ جانی - وید شاستر کترک نہ لاگا تت جوگ نہ پچھیا تے - شاستر وید سمرت سب سودہی سب ایکا بات پوکارے -

دیپک بلے اندھیرا جائے - وید پاٹھ مت پاپاں کہائے

سب سبھا ملکرو دکھیاں - سمرت شاستر وید پوراں

واپے داؤنہ وید وچارے - اپ ڈوبے پترن کوتارے

جب پوہارہ وہیرج سنیار - آہرن مت وید ہتھیار

کبیر صاحب - صفحہ گرنتھ صاحب ۱۲۴۷ وید کتب کہو مت جہو گئے - جھوٹھا سو جو ہتن بچارے پڑہیں شام وید ان یجر وید نگ کتن رگ وید پھنگ کر کے بھاگ تھنک - اہترو وید پتنگ سنے پاپ ٹھنگ گن گوبند نام دھن بانی سمرت شاستر وید لکھاتی محلہ ۵ صفحہ ۳۰۰ چیتر چاری وید سن سودہی تت وچار سر دکھیم کلیاں تدہ رام نام جپ سا صفحہ ۳۰۷ چیتر وید اوچرت دن رات الگم اگم ٹھاکر اگاہد صفحہ ۳۹۴ - سمرت شاستر وید وچارے جیسے نام چیت یار اوتارے - صفحہ ۳۱۷ وید پوران جاس گن گاوت تاں کو نام ہی من دہرے -

محلہ اول ۳۲۵ - ورلا بوجھی پاوے بھید ساکھا تین کھے نت وید - سو پربہ دور نہیں پربہ توں ہیں توں -

گٹ گٹ انتر سرب نرنتر ہرایکو پورکھ سمانا - ابناشی پربہ من میں تو راکھ تانکہ کی توں پریت تیاگ - چار پوکارے نہ توں مانے - کھٹ بہی ایکا ایک بکھانے -

الغرض سکھ دھرم بالکل ہندو دھرم ہے - اور سب گورو صاحبان کی جو منجملہ کھتری قوم سے تھے - یہی غرض تھی کہ وید مقدس کا اشا سہل طریق پر عام لوگوں میں پرچار کیا جاوے - اور خلقت کا اودھار اس گھور کلجگ میں بذریعہ

ہری کیرتن اور بھگتی کے کیا جاوے - پس جہانتک ہو سکے - عام خلقت میں سُکھ دھرم کا پرچار بہ تکمیل منشاے مبارک بانیان اس مت کے کیا جاوے + سُکھ دھرم کی اشاعت سے ہندونکی قوم اور دھرم کی ترقی ہے - نہ تنزل کیونکہ اُن کی تعلیم میں سناتن دھرم کی شردھا بھی برابر موجود ہے - اور ساتھ ہی اُس کے ان سادہ طریق ہری بھگتی اور شبھ آچرن کا اوپدیش بڑے زور سے کیا گیا ہے جو اس کلجگ کے زمانہ کمی علم اور زوال سنسکرت وِدیا میں ہندونکی بہبودی دنیاوی اور آخرت کے لئے اشد ضروری ہے -

برہم سماج - اس مت کو راجہ رام موہن رائے نے قریب ایک سو سال سے اختراع کیا - اس بزرگوار کا بہ منشاء تھا کہ پادریونکی وعظ سے جو ہندو لوگ بکثرت عیسائی ہوتے جاتے ہیں - اُن کو اس جدید مت میں لایا جاوے - اور زیادہ تر وید مقدس کی تعلیم کا پھیلانا اُس نے شروع کیا رفتہ رفتہ اس کے پیرواں نے وید کو بھی کلام الہی ماننا چھوڑ دیا - اور زیادہ تر مدار اپنے مذہب کا عقل انسانی پر رکھ دیا اور کئی ایک مسائل میں عیسائیوں کی پیروی شروع کردی - مثلاً کرم اور جنمانتر کے مسلہ سے انکار حضرت عیسےٰ کے نبوت پر اقرار -

البتہ دیگر مذاہب کے بزرگوں کے اقوال کا بھی انتخاب اُنھوں نے اپنی تعلیم میں شامل کیا - مثلاً گورو نانک صاحب - کبیر صاحب - شری مد بھاگوت وغیرہ لیکن بقول مولانا روم

بیت

پائے استدلالیاں چوبیں بود +
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

محض انسانی دلائل پر جس مذہب کی بنیاد ہو وہ محکم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے جس زور و شور سے یہ فرقہ پہلے جاری ہُوا تھا۔ رفتہ رفتہ اُسکی تیزی کم ہو گئی۔

برھموں مہاتماؤں سے ہماری یہ پرارتھنا ہے کہ کیا آپ لوگوں نے انگریزی تعلیم و کتب سائینس و فلاسفی وغیرہ کے مطالعہ سے یہ بات تاحال ثابت نہیں کی کہ بمقابلہ دیگر آسمانی کتابوں دنیا کے وید مقدس کے مسائل ہی محک امتحان میں قائم رہتے ہیں۔ اور بڑے بڑے حکمائے یورپ رفتہ رفتہ ویدانتی ہوتے جاتے ہیں۔ پس یہ امر موجب افسوس نہیں ہے کہ ایسے وید مقدس کا سہارا تم لوگ چھوڑتے جاتے ہو۔ جو بارگاہ الہی سے بوفور رحمت خدائی خاص ہندوستان کے لوگوں کے لئے نازل ہُوا ہے۔

آریہ سماج } آریہ سماج کے اختلاف خیالات کا تذکرہ ہم ہر ایک حصّہ متعلقہ تعلیم ہندو شاستروں میں کرتے رہے ہیں زیادہ تر حصہ اُن کے اختلاف کا جیسا ہم اسی باب میں لکھ چکے ہیں یہ ہے کہ منشاء باریک وید مقدس کی تعلیم کیطرف آجکل لوگ سچی شردہا سے غور نہیں کرتے۔ اُن کے دل کئی صدیوں کی تعلیم غیر مذاہب سے متاثر ہوئے ہوئے ہیں۔ پس اُسی رنگدار عینک سے نظارہ بیرونی کو دیکھتے ہیں جس سے کہ اصل رنگت اس کی اُن کی آنکھوں سے بجائے سفید کے سیاہ نظر آتی ہے۔ مثلاً مذاہب بنی اسرائیلہ یعنی عیسائی موسائی مسلمانوں کی یہ تعلیم ہے کہ خدا نے دُنیا کو نیستی سے ہستی میں لاکر مادہ سے پیدا کرتا ہے وہ خالق ہے۔ انسان مخلوق۔ قریباً اسطرح سماجی لوگ بھی مانتے ہیں کہ ایشر نے پرمانو یا ذرات سے جگت کو رچا۔ اور کروڑوں جیو ایشر سے جداگانہ ہیں۔ گویا اُن کا خیال بھی ایشر کی نسبت ایک بڑی طاقت والے

انسان کیطرح ہے۔ حالانکہ ہزاروں وید کی شرتی صاف طور پر کہتی ہیں کہ ظہور عالم سے پہلے ایک ست پرماتما ہی موجود تھا۔ آد سچ جگاد سچ ہے وہی سچ ہوسی وہی ہے سچ۔ اُسی ست نے اچھا کی کہ میں ایک سے بہت ہوجاؤں۔ پس بہ تشکل آکاش نمودار ہوا۔ پھر وایو۔ اگنی۔ جل۔ ادی جیساکہ شرسٹی کرم ہیں دکھلایا ہے۔ پھر آگے چلکر شرتی جیو کو ہدایت کرتی ہے کہ وہ ست روپ تو ہے۔ اگر اس تعلیم وید مقدس کو جو آشکارا کرکے دیاپکتا ایشر کو دکھلاتی ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیا جاوے تو سارے شکوک ساکار۔ اور نراکار۔ مورت اور امورت کے رفع ہوجاتے ہیں۔ ہم بارم بار اپنے سماجی بھائیونکو بھی پرارتھنا کرتے ہیں کہ سچے دل سے حق پرست ہوں نہ دیانند پرست ؛

وید پر چلیں نہ مکھ گرت ستیارتھ پرکاش پر اونکھدوں کے ارتھ مطابق تعلیم برہم سوتروں مہاراج ویدویاس اور دیگر صدہا رکھیوں زمانہ سلف کے کریں۔ اور نہ بناوٹی ارتھ تنخواہ دار پنڈتوں کے۔ جو تمہارے روپیہ کے لالچ سے اپنا خمیر تباہ کرتے ہیں اور وید مقدس کے ارتھوں کا انرتھ کرتے ہیں۔ آرش گرنتھوں کو ضرور پڑھاؤ۔ جیساکہ اپنے رسالہ جات متعلقہ گوروکل وِس میں لکھتے ہو۔ لیکن آرش شردھا اور آریہ برتی سے نہ کہ بنی اسرائیلی تعصبات سے جو تمہارے اندر بھرے ہوئے ہیں۔ اپنے سوامی کے اس نیم پر چلو یعنے ست کا گرہن کرو۔ تھیوسفیکل سوسائٹی کیطرح ست کا دروازہ کھلا رکھو جس سے وید اور سوتروں سمرتیوں کے ارتھ واقعی تلازمہ عبارت ویاکرن کلپ سوتروں دوارا ثابت ہوں۔ انپر یقین کرو اگر پھر بھی اُنکی راستی پر یقین نہ آوے تو پرمیشر کی کرپا سے کئی ایک لائق پنڈت دلائل سے بھی تمکو قائل کر سکتے ہیں ؛

آریہ سماج کی بنیاد

راقم نے بالتحقیق دریافت کیا ہے۔ کہ سوامی دیانند نے اس مت کی بنیاد برہمنوں کے ساتھ ضد و عداوت سے قایم کی۔ سوامی برجانند اُن کے گورو سنیاسی کا شاستر آرتھ بندرابن میں سوامی رنگاچاری مشہور ویشنو ودوان سے دویت۔ ادویت کے وشئے میں ہُوا۔ مدھیست پنڈتوں نے فتوے بحق رنگاچاری کے دیا۔ کہ اس نے فتح پائی ہے۔ برجانند کو سخت غصہ برپا ہُوا۔ اور اپنے چیلوں سے ملتجی ہُوا۔ کہ کیا کوئی شخص اس بے انصافی کا بدلہ پوپوں سے نہیں لیویگا۔

سوامی دیانند ہوشیار آدمی تھا۔ بیڑا اُٹھا لیا کہ میں برہمنوں سے سمجھونگا۔ بس خیال کیجئے کہ جس مت کی بنیاد ہی پہلے کرودھ اور غصہ پر مبنی ہُو اُس سے شانتی اور انصاف کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ ورنہ سوامی موصوف بڑا یگانہ پنڈت تھا۔ جان بوجھ کر ویدوں کے ارتھوں کو نہ بگاڑتا۔ دوسرا تعلیم یافتہ خلقت کے خیالات بھی تاثیرات زمانہ حال سے بدلے ہوئے تھے۔ وہ دیو پتر کرم۔ ارچا پوجا کی تکلیفوں سے گھبرائے ہوئے تھے۔ ایسے شخص کی پناہ میں فوراً آگئے جس نے کہدیا کہ ویدکی کرم یا ارچا پوجا کو نہیں مانتا کوئی پتر نہیں ہے۔ کوئی دیوتا نہیں ہے کوئی تیرتھ نہیں ہے۔ کوئی یگ دان کرم دھرم نہیں ہے۔ کوئی تپ نہیں ہے کوئی برت نہیں ہے ہوم صرف ہوائے کی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے۔ کوئی شرادھ کرم نہیں ہے کوئی پرلوک نہیں ہے۔ جہاں دیا ہوا پہنچتا ہو۔ بڑوں کے مردوں کو کیا اب خوب گھی ڈالکر کرو۔ کوئی پتی برت دھرم نہیں ہے۔ بیوؤں کو دس دس خصم کراؤ۔ لگے وید منتروں سے بجائے پرلوک گتی جیو کے ریل و تار نکلنے اور ویدکے سوکھشم

یگوں کے پرکار کی جگہ استریوں کو رسوئی بنانے کا علم ہوگیا وغیرہ وغیرہ؛
اصل وجہ یہ ہے کہ دُنیا میں دو قسم کے خیالات کا غلبہ وقتاً فوقتاً ہوتا ہے - ست جگ آدی زمانوں میں روحانی خیالات کا غلبہ ہوتا ہے - اِس لئے پرلوک کی پراپتی اور جیو کے پرماتند پد کے سادھنوں میں کوشش رہتی ہے - دنیا کو عاقبت پر تصدق کیا جاتا ہے -
رات - دن - تپ - سمادھی - ویدادھین تیرتھ سیوں آدی - سادھنوں میں لوگ لگے رہتے ہیں - ورن آشرم دھرم کے ذریعہ سوسائٹی کی تقسیم ہوکر دُنیا اور آخرت کی بہبودی کا سلسلہ قائم رہتا ہے - لیکن کلجگ میں روحانیت یا انتر مکھ برتی دور ہوجاتی ہے نعمات جسمانی دولت مکانات آسایش زندگی وغیرہ کی طرف قدرتی میلان خلقت ہوجاتا ہے - عاقبت کو دل میں محض وہم خیال سمجھنے لگے ہیں - پس یہ بے اعتقادی سماجیوں کا قصور زیادہ تر نہیں ہے - کال بھگوان کا پربل ہے یعنی زمانہ کی تاثیر ہی ایسی ہے ہمارے پرانوں میں ہزاروں برس کی پیشگوئی اس بارہ میں دی ہوئی ہے - لیکن ہمارے شاستر و نیتی سدھانت ہے کہ پُرشارتھ کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے برسات کے موسم کا دھرم ہے کہ دُنیا میں جل تھل کر دیتا ہے لیکن مقتضائے دور اندیشی ہے کہ مکانات کی کہگل وغیرہ پہلے سے بخوبی کرا رکھیں - ایسا ہی دیگر تاثیرات زمانہ سے انسان اپنی تدبیرات سے بہت کچھ بچ سکتے ہیں - ہمارے آریا بھائی لائق تعلیم یافتہ صاحب ہمت ہیں - ہندو قوم کے سدھارنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں - اسکی نسبت اگلے باب میں تذکرہ کیا جاویگا - کہ ہم ہندوں کو اپنی بہبودی ظاہری اور باطنی کے لئے کیا کرنا چاہیئے +

انصافاً ہم آریا سماجیوں کی ہمت کی بھاری تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے
کہ اُنہوں نے کوڑی کوڑی مانگ کر اپنی محنت کی آمدنی تصدق کر کے دیانند اینگلو ویدک
کالج قائم کر کے دکھلا دیا ہے۔ علی گڈھ کالج میں تو والیاں ملک ہندوستان کی
امداد لاکھوں روپیہ کی شامل تھی۔ ملک کی زبردست گورنمنٹ کی امداد تھی لیکن
دیانند کالج محض عام تعلیم یافتہ ہندوؤں کی ہرکیولانہ (رستمانہ) شبانہ روز کا
نتیجہ ہے۔

مصرعہ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو ۔

یہ ہمت بیشک انگریزی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اور جب تک ہم لوگ اس اولوالعزم
قوم کی عادات۔ بلند حوصلگی۔ مستعدی۔ جفاکشی انتظام۔ اتفاق وغیرہ خصایل حسنہ
کی تقلید نہیں کرینگے۔ کبھی امید ہماری پست حالت کے سُدھرنے کی نہیں ہو سکتی
لیکن اس جسمانی چستی مغربی کے ساتھ روحانی بلند خیالی مشرقی کو قائم رکھیں۔
تو ہم اعلےٰ اوج شائستگی پر فائز ہو جاوینگے۔ اور یہی ایک سچے آریہ کا معراج
خیال ——— (Ideal) ہونا چاہیئے۔ برہمنوں کی ودیا کو چھتریوں کے
بل سے ملاؤ ویشوں کی دولت اور شودروں کی محنت اُس میں شامل کرو۔
تو پھر علم۔ انتظام۔ سرمایہ اور محنت کے ملاپ سے آسمانی اور زمینی برکات
اور نعمات تم پر نازل ہونگے۔ ویدک الفاظ میں برہمن روپی سر کھتری روپی
بازو۔ ویش روپی ٹانگوں اور شودر روپی پاؤں کے اجتماع سے وہ بھارت
پرشش ہوگا جسکی ایسی طاقت ہوگی کہ سہسر سر اور سہسر باہو ہوگا +

ہندو قوم کے مختلف فرقوں میں اتفاق کی ضرورت اور
چند ضروریات اہل ہنود بنا بر اُن کی بہبودی کے۔

پہلے بابوں میں ہم مختصر طور پر ہندو دھرم کے اصول بیان کر چکے ہیں۔

وید ودیا جیسی سچی الہامی کلام کے باریک اسرار کا بیان کرنا برہما آدک دیوتاؤں اور سرستی دیوی کی طاقت سے بھی باہر ہے۔ شریمد بھاگوت میں لکھا ہے کہ وید کی شرتئیں بھی اُس اتی سوکھشم پرماتما کو جو وید کا لکھشہ ہے نیتی نیتی کر کے بیان کرتے ہیں۔ یعنی اثبات کے طور پر ظاہر نہیں کرتے بلکہ نفی کے طور پر یعنی صاف طور پر یہ بیان نہیں کر سکتے کہ وہ پرماتما اس چیز کا کہا ہے بلکہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جسم بھی نہیں۔ من بھی نہیں۔ بدھی۔ اہنکار۔ سورج چاند۔ آسمان۔ ہست آدی بھی نہیں۔ بلکہ ان سب سے بالا سب کو سّتا دینے والا سب کا پریرک۔ سب کے اندر موجود ہے۔ تاہم ہمنے اشارے کے طور پر جیسا کہ ہم نے وید اور شاستر سے سُنا ہے پہلے حصص کتاب ہذا میں بقدر اپنی ناچیز طاقت کے بھگوت مہان گاین کی ہے۔ اور اسکے سادھن مطابق وید مقدس کے بیان کئے ہیں۔ میں صدق دل سے اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے پیارے ناظرین شردھا سے اُن سادھنوں پر توجہ کر کے اُن پر کاربند ہونیکی کوشش کرینگے۔ وہ وید کی شردھا خود ہی ہمکو برکت دیویگی۔ کہ اپنی منزل مقصود پر فائز ہوں جھگڑوں اور مباحثوں سے کبھی کوئی قوم منزل مراد پر نہیں پہنچتی۔ ہمارے ہندوں کی قوم کا زوال زیادہ تر ایسے جھگڑوں کے شوق سے ہی ہوا ہے۔ دنیاوی معاملات میں نا اتفاق گھروں میں فساد مذہبی عقائد میں اختلاف۔ خواجہ حافظ کا مندرجہ ذیل قول اہل ہنود پر بخوبی صادق آتا ہے۔

شعر

این چہ شور است کہ در دورِ قمر مے بینم
ہمہ آفاق پُر از فتنہ و شر مے بینم

جس قوم میں چاروں طرف سے فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہو وہ اپنی بہبودی کیطرف
کیونکر توجہ کر سکتی ہے۔ اس لئے بہتری ہندوستان کی تو اس میں ہے کہ تمام
اہل ہند بلا تمیز مذاہب کے واسطہ برادرانہ رکھکر ایک دوسرے کی مدد کریں۔ ایک ہی
ایشر کے بندے ہیں۔ جو شہنشاہ کونین کا ہے گویا ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔
ایکہی عادل بادشاہ کی رعیت۔ جسکا سایہ ہما پایہ درحقیقت اہل ہند کے لئے
تائید غیبی ہے۔ اور ایک ہی پیارے ہندوستان جنت نشان کے باشندے۔
حضرت سعدی بقولہ رح۔ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔ خیالی نہیں ہے بلکہ واقعی ہے۔
وید بھگوان کا قول ہے کہ کُل آفرینش ایشر کا بدن ہے۔ ایشر کا آتما جو سب
روحوں کا کلی روح ہے اس بدن کا روح الاعظم ہے۔ آسمان اُس کا سر ہے جہاں
سے نزول تمام طاقتوں کا ہوتا ہے مختلف طبقات ارضی اُس کے پاؤں۔ نادیاں
مذاہب اسکا دماغ۔ شاہاں یا حافظاں ممالک اُس کے ہاتھ۔ اہل تجارت وزراعت
اُس کے اعضائے حرکت۔ اہل خدمت اُس کے پاؤں۔ علےٰ ہذا۔ پس اگر سارے
اعضاء بدنی ملکر کام کریں تو بدن کی سلامتی ورنہ اُسکا نقصان۔ مذہبی تنازعات سے
ملکوں کے ملک ویران ہوگئے۔ مذہبی جوش کی آڑ میں کئی طاقتور حریص دُنیا سندھ
کے پار کے ملکوں سے ہندوستان کے ایام ضعف میں عالیشان قوم کا ستیاناس
کر گئے اُن کی خونریزیوں اور غارتگریوں کے حالات سے صفحات تواریخ خون آلودہ
ہیں۔ پس مقتضائے دانشمندی ہے کہ سب فریق رعایائے ہند مذہبی تفرقات
کو جو ایک لابدی قانون قدرت سے ہوتی ہیں بالائے طاق رکھکر اور اپنے آپ
کو ہندیوں کی ایک قوم تصور کر کے فواید دُنیاوی اور دینی کیطرف کوشاں رہیں
اور مذہب کا تو سادہ اصول یہ ہے۔ **مصرعہ** بہر ملتے کہ باشی باخدا باش

مصرعہ بہرملت کہ باشی با خدا باش؎

جلّن جاٹ ایک سادہ لوح اہل کشف بزرگ اہل ہنود سے تھا۔ ایک شخص طالب حق اُس کے پاس ملتجی ہُوا۔ کہ بھائی جی رب کس طرح مل سکتا ہے۔ مجکو دلی شوق اُس کے وصل کا ہے آپ اُس وقت پیاز کی بیزی لگا رہے تھے۔ فوراً وہ عمل کرتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

رب دا کی پاونا۔ ایدھروں پٹنا اودھر لاونا۔ ترجمہ خدا کا پانا کوئی مشکل کام ہے ادھر سے اُکھاڑو اُدھر لگاؤ۔ یعنی دُنیا سے خیالات کو اُٹھا کر خدا کیطرف لگاؤ۔ خدا مل جاوے گا۔ غرض منزل مولے ترک خواہشات ترک تنازعات بلکہ ترک دُنیا سے ملتی ہے نہ جھگڑوں جھانجوں سے۔

جبکہ بنی نوع سے محبت رکھنا ضروری ہے تو باہمی ایک قوم کے ممبروں میں جو گویا ایک گھرانہ کے آدمی ہیں فساد کا رہنا کیونکر مشتہر بہبودی اُس گھر کا ہو سکتا ہے ذیل میں مجملاً وسائل بہبودی قوم ہنود کے درج کئے جاتے ہیں۔

وسائل بہبودی قوم ہنود

(۱) سب سے اول ذریعہ بہبودی قوم ہنود کا یہ ہے کہ فسادات اور اختلافات مذہبی کو بالکل نظر انداز کر کے قومی بہبودی کیجانب منعطف ہوں۔

موجب شکر کا ہے کہ ہندوستان بھر میں اب قومی خیالات پیدا ہوتے جاتے ہیں اور مختلف حصص بر اعظم ہندوستان کے بنگالی۔ مدراسی۔ مرہٹہ۔ ہندوستانی پنجابی۔ سندھی وغیرہ اپنے آپکو ایک قوم تصور سمجھنے لگے ہیں۔ اس خیال کی تقویت ملک بھر میں بذریعہ اخبارات و رسالہ جات و لکچروں کے کرتے رہنا چاہیئے۔

(۲) سوائے اس کے اس امر پر عموماً اتفاق رائے چاہیئے۔ کہ دیو بانی سنسکرت کی ترقی اہل ہنود کا مقصد اعلےٰ ہونا چاہیئے۔ پروفیسر میکس مولر

نے اپنے لیکچروں میں جو سول سروس کے طلبا کے آگے انگلینڈ میں دیا کرتے ہیں فرمایا کہ یہ غلط خیال ہے کہ سنسکرت مردہ زبان ہے۔ سنسکرت بہت بڑھکر زندہ ہندوستان میں ہے بہ نسبت اسکے کہ یونانی اور لاطینی یوروپ میں ہے۔ اور یونانی روما کی پورانی قوم اور مذاہب مفقود ہو چکے ہیں۔

ہندوں کی قوم جوں کی توں موجود ہے اُن کے تمام مذہبی رسومات سنسکرت میں ادا کیجاتی ہیں۔ ہزاروں سنسکرت کی پاٹھ شالا موجود ہیں۔ جدید کتابیں تصنیف ہوتی ہیں اخبار بھی نکلتے ہیں سنسکرت کا اثر ہر وقت اُن کے دلوں پر موجود ہے ایسی زندہ طاقت کو مردہ کہنا سراسر لغو ہے اگر سنسکرت کی ترقی کیجانب کل اہل ہنود ساعی رہیں تو خود ہی اختلافات مذہبی دور ہوتے جاوینگے۔ مثلاً وید مقدس کی معانی پر جو متنازعات آریہ سماجیوں اور سناتن دھرمیوں میں رہتے ہیں ویاکرن کی تعلیم سے اور تلازمہ عبارت پر غور کرنے سے خود ہی رفع ہو جاوے گی۔ پرانوں اور سمرتیوں کے بارہ میں جہاں جہاں شبہات معلوم ہوں اُن کے رفع کرنے اور اصل معانی کے سمجھنے میں دونوں کو مدد ملیگی۔ لیکن بڑا ضروری امر یہ ہے کہ ہم سچے طالب حق ہو کر وچاریں۔ پہلے ہی تعصبات کو دل میں رکھکر طالب حق کے نہیں ہو سکتے۔ مصنف کی ساری کتابوں کو غور سے پڑھنا چاہیئے پھر اُسکا مقصد عموماً خود ہی معلوم ہو جاتا ہے۔ البتہ زمانہ سلف کے عالمان دُنیا اپنی تصنیفات میں ایسے استعارات سے بھی بہت کام لیا کرتے تھے حکمائے یونان و مصر و چین وغیرہ کی کتب میں ایسے استعارات اور اشارات موجود ہیں جیسا کہ حکمائے ہند کی پورانی کتابوں میں۔ پس یہ سب ہندوں کا کام ہونا چاہیئے کہ فاضل ہنود کی کمیٹی ہائے مختلف حصص ہندوستان میں قایم کرکے

اُن کے گذارہ کا انتظام بھی کر دیویں اور تمام مسائل حل طلب کی نسبت جوابات لکھنے کے لئے اُن کو مقرر کیا جاوے اور بھاشیہ یا ٹیکا جدید پورانے گرنتھوں کے ایسے طریق پر بنوائی جاویں کہ جس سے طلباء زمانہ حال کو امور باریک فلسفی بھی کے سمجھ میں آسکیں اور اُن کا عقیدہ اور محبت اپنے پوتر اور سناتن دھرم پر بنا رہے۔

(۳) پورانی سنسکرت کتابوں کی تلاش کرائی جاوے اور کتب خانے جاری کئے جاویں۔ سوامی برہما آنند ایک مہاتما قصبہ ایٹہ اضلاع شمالی غرب میں رہا کرتے ہیں۔ سچے سکھ کی سنسار سے ویراگ اور ابھیاس کے شایق۔ کہ کسی کے گھر کی ضیافت بھی نہیں مانتے بھکشا کا ان ہی کہاتے ہیں۔ ساتھ ہی اُن کو عشق اس بات کا ہے کہ بھارت کھنڈ کا امولک دھن پستکیں ہیں وہ دور ہو رہا ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے جواہرات بے بہاء کے دور ہونیکا ہم کو افسوس نہیں ہے لیکن امولک دھن بھارت و دیا کے ناش ہونے سے آریہ قوم کے ناش ہونے کا اندیشہ ہے۔

جہانتک کہ اس فقیر سے ہو سکا ہے۔ دیش دیشانتر پھر کر ہزاروں پستکوں کی فہرست راجپوتانہ وغیرہ پستکالوں سے اور گورنمنٹ کے کتب خانوں سے مرتب کی ہیں۔ اہل دول ہندوؤں کو چاہیئے کہ ایسے مہاتما کی امداد اس بڑے کام کے سر انجام میں دیویں۔ تلاش پستکوں کی ایک خاص سوسائیٹی ہندوستان میں ہونی چاہیئے۔ ہمارے علم دوست گورنمنٹ بھی ایسے کام میں ہمکو مدد کافی دیویگی۔

(۴) اور برکتوں کے زوال کے ساتھ ہماری ملکی زبان کی برکت بھی جاتی

رہی ہے۔ جس شخص کی زبان ہی نہیں چلتی بھلا وہ اپنی کیا بھلائی کر سکتا ہے۔ ہم
ہندوؤں کی کوئی مادری زبان ہی نہیں ہے۔ سنسکرت درکنار۔ بھاشا کا بھی
یہ حال ہو چکا ہے۔ ہندی بھاشا ہی ایک زبان ہے جو ہندوستاں بھر کی
ورنیکولر زبان ہو سکتی ہے۔ بزرگ منش سنسکرت ماء کی سب سے ہونہار یہی بیٹی ہے
اب بھی بھاشا کے گرنتھ سب قسم کی ودیائیں یعنی۔ ویدانت۔ یوگ۔ نیائے
دیاکرن۔ گاین ودیا۔ النکار یعنی ضایع و بدایع و علم شاعری وغیرہ چکیتسا وغیرہ
شاخوں میں موجود ہیں۔ صرف رس یا النکار ودیا کو ہی دیکھو تو کس قسم کے وسیع
اقسام کی کتابیں بلند خیالات بھرے ہوئے ہندی میں موجود ہیں۔ اُس کی نظم
کی خوبی بھی روز روشن کیطرح چمکتی ہے۔ اور پھر اپنی والدہ سنسکرت کیطرح ہندی میں
بھی یہ وسعت کلام کی موجود ہے کہ سب قسم کے خیالات علمی اور عملی اس
میں بذریعہ تراجم کے ظاہر ہو سکتے ہیں کہ اس فوارہ کا انگھٹا مادہ سنسکرت موجود
ہے۔ بھاشا کی ترقی کے لئے کئی ایک سوسائٹی بنی ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی
دیگر عزایم کیطرح خام اور ناکام ہی رہی ہیں۔ جب تک ہماری مادری زبان
ہی قایم نہیں ہو سکتی۔ ہم اشاعت تعلیم عام اپنے مرد عورت اور بچوں
میں کیونکر کر سکتے ہیں انگریزی اگرچہ شستہ زبان ہے لیکن مطلقاً غیر زبان
غیر محاورہ۔ اجلبنی تلفظ مختلف خیالات سے بھری ہوئی ہے۔ جو تمام
ایشائی ملکوں کی طرز معاشرت سے بالکل مختلف ہیں اُس زبان
کے سیکھنے میں ہی عمر تلف ہو جاتی ہے۔ ہماری قوم کے ہزاروں نوجوان
اس زبان کی تعلیم میں تصدق ہو گئے۔ اور ضعف بدنی کی وجہ سے مبتلائے
امراض تپ دق و سل و ضعف دماغ و معدہ ذیابطیس وغیرہ ہو کر ہوس دُنیا

کی نکالو بیٹی ہی اوایل عمر میں جہان سے چلدئے۔ دُبدا میں دونوں گئے۔ مایا ملی نہ رام۔" ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ انگریزی کی تعلیم چھوڑ دو بادشاہ کی زبان ہے اور مہذب خزاین علمی سے مالامال ہے۔ لیکن کبھی کسی قوم کی بہتری نہیں ہوتی ہے جب تک کہ اُس قوم کی مادری زبان میں خزاین علمی داخل نہ کئے جاویں۔ اگر ہندی میں تراجم عمدہ کتب انگریزی۔ فلاسفی۔ سائنس۔ جغرافیہ۔ طبعی۔ تواریخ وغیرہ کا کیا جاوے اور عام درس اس کا کرایا جاوے۔ تو دسویں حصہ محنت میں ہماری قوم تھوڑے سالوں میں تہذیب اور شائستگی دنیا میں سطح بلند پر فایز ہوگی۔ اور ساتھ ہی اسکے اپنا عروج روحانی جو خاصہ قوم ہنود کا ہے بذریعہ کتب قدیمہ کے قایم رکھکر دولت دنیا و عقبیٰ سے مالامال ہو جاویگی۔

(۵) ہر قوم کی ترقی کا انحصار اُس کے معیار تعلیم و تربیت پر منحصر ہے۔ مصنف کتاب ایکس پنشن آف انگلینڈ۔ یعنی ترقی انگلستان کا ہندوستان پر قبضہ سلطنت انگلشیہ کا بڑا سبب یہ بیان کرتا ہے کہ تربیت انگریزی کی وجہ سے غلبہ اہل ہند پر حاصل ہوا۔ حالانکہ سب لڑائیوں متعلقہ ہند میں جو سرکار انگریزی کو کرنی پڑی۔ محض $\frac{1}{5}$ حصہ یورپین فوج تھی اور باقی $\frac{4}{5}$ حصہ تمام ہندوستان سے بھرتی کیجاتی تھی۔ یہ دیسی فوجیں تربیت اور آئین سرکار انگریزی کے حاصل کرکے ویسا ہی کام دیتی تھیں جیسا کہ یورپین افواج۔ چونکہ روح انسانی میں مادہ ترقی مدارج ہر قسم کا موجود ہے تو تربیت اور تعلیم سے اُس کے قواے جسمانی اور ذہنی کو کمالیت حاصل ہو سکتی ہے۔ جسطرح دستی محنت کے مقابلہ میں مشین بہت بڑھکر کام دیتی ہے ایسا ہی ان پڑھ آدمی کے مقابلہ میں تربیت یافتہ انسان کارنمایاں کرکے دکھلاتا ہے اور جب ساری قوم جوہر علمی

سے ممتاز ہو تو اُس قوم کے طاقتور ہوتے ہیں کیا شک ہے ہماری مہذب گورنمنٹ نے براہ رعیت نوازی ہمکو برکت تعلیم کے دینے میں بڑی کوشش کی ہے لیکن اب رفتہ رفتہ گورنمنٹ صرف تعلیم اعلےٰ رعایا سے دست کش ہونا چاہتی ہے اس لئے یہ اشد ضروری ہے کہ ہم آپ ہی کمر ہمت کی باندھ کر تعلیم و تربیت قومی میں دل و جان سے کوشش کریں۔ ہمارے مسلمان بھائی اسبارہ میں گوے سبقت لے گئے ہیں کہ علی گڈھ جیسا مدرسۃ العلوم قایم کر دیا ہے جسکی بدولت ہزاروں نوجوان اہل اسلام جوہر تعلیم و شائستگی سے متفخر ہو گئے ہیں ہندوؤں میں آریہ سماج نے بیشک دیانند اینگلو ویدک کالج کے قایم کرنے میں بھی بڑی استقلالی اور جوانمردی کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن ہمارے سماجی تیوں بدھا کا نقص صرف اسقدر ہے کہ لکیر کے فقیر بنتے ہیں۔ یعنی اُنکا بانی فرقہ جو ایک فقیر تھا۔ جو لکیر لکھ گیا ہے اُسکو اڑیل ٹٹو کیطرح تجاوز کرنا نہیں چاہتے۔ اور وید مقدس کے اعلےٰ معراج تعلیم کو تابع اپنے خیالات انسانی کے کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ بڑی ہتیایہ کرتے ہیں کہ نئے بھاشش ویدوں کے ذریعہ مین گھڑت ارتھ کے انرتھ کرتے ہیں۔ تھیوسافیکل سوسائٹی کیطرح اگر وہ سچ یعنے (Truth) کا دروازہ کھولا رکھتے تو وید بھگوان ست پرماتما آپ ہی اُن کے دلوں میں جلوہ افگن ہوتا۔ لیکن جبکہ اُنکا یہ مقولہ ہے کہ اگر وید میں مورتی پوجن پتر دیو کرم آدی ثابت ہو جاویں تو ہم وید کا ماننا ہی چھوڑ دیونگے۔ تو پھر من منتے ہیں نہ گورمتیے۔ یعنی دلپسند ہیں نہ حق پسند اور ظاہر ہے کہ جبتک سچا طالب حق نہ ہو حق اپنا جلوہ آشکارا نہیں کرتا۔ پس تمام اہل ہنود کیا سناتن دھرمی کیا آریہ سماجی کیا گورو کے سکھ و بشنو

شیو وغیرہ کا ایک مقصد اعلے شرتی سمرتی پر شردھا سے کاربند رہنے کا ہونا چاہیئے مذہبی تعلیم میں یہ دونوں بازو ہیں جسکے بغیر طایر انسانی اپنے آسمانی آشیان پر پرواز نہیں کر سکتا۔ پہلے حق پژوہی کے شوق سے ان مقدس کتابوں کے اصلی ارتھوں پر غور کرنا چاہیئے۔ پھر جو شبہات باقی رہ جاویں اُن کے لئے فاضل پنڈتان مقرر کر کے رفع کرائے جاویں۔

(۶) ہم سماجی بھائیوں کی توجہ اس امر پر مائل کرنا چاہتے ہیں کہ ہٹ دھرمی اور ناراستی کی بنیاد کھوکھلی ہوتی ہے یعنی اگر جان بوجھ کر اُن کے پنڈت شرتی سمرتی کے ارتھ بدلنے پر کوشش کریں گے۔ تو آخر ریتی کچی بنیاد کے بلند مکان کیطرح اُن کا قیام دیر پا نہیں رہیگا۔ اور ہمکو اندیشہ ہے کہ آجکل مذہبی تبدلات کے گھوڑ دوڑ میں برہم سماجی لوگ اُن سے بڑھ جاویں گے۔ جو وید ورُدھ ہیں پس اگر سماجی لوگ بالفعل اُنہیں گرنتھوں کا پرچار کوشش سے اپنے مدرسوں میں جیسا کہ اُن کے ارتھ واقعی ہیں اور ہزاروں رکھیشوں منیوں کے مسلم ہیں کرتے رہیں۔ اور وہی پرمان رکھیں۔ جو اُن کے سوامی جی نے اپنی تصنیفات میں کیئے ہیں۔

وید منتر برہمن بھاگ۔ گوبل آدی سوتر منو سمرتی وغیرہ تو سچی آریہ تعلیم صدمہ فنا سے جسکا اندیشہ اسکو ہو رہا ہے محفوظ رہیگی۔ اور پراچین کرم اوپاسنا گیان سے اہل ہنود کی قوم مثل اپنے بزرگان قدیم کے پوتر اور پاک رہیگی۔ اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر مہابھارت رامایں۔ سریمد بھاگوت ادی بیش قیمت اشیائے مقدس کی اشاعت میں جو زیور قوم ہنود کے ہیں ساعی ہونگے ان گرنتھوں میں بڑا ذخیرہ اُس تعلیم کا موجود ہے جو انسان کی بہبودی دینا وی

اور عاقبت کے لئے اشد ضروری ہے۔ مثلاً گرہست دھرم یعنی طریق خانداری برتاؤ۔ راج نیتی یعنی سلطنت اور حکمرانی کے رموز بہادرانہ حکایات معرکہ ہائے رستمانہ کے واقعات۔ اعلےٰ درجہ کے اخلاق حمیدہ کے نصائح اور نظائر۔ پرماتما کی اوپاسنا کے عجیب وغریب طریق۔ معرفت حقیقی ذات بابرکات کے اسرار غریبہ۔ راز نہانی وجود دُنیا۔ اور نفس انسانی کے عقدہ کشائے۔ الغرض کمال جسمانی اور رُوحانی کے تمام ذخیرہ موجود ہیں۔ جس کا فخر اہل ہنود کو کرنا چاہیئے۔ راستی کے طالبان گن گراہک ہوتے ہیں یعنی خوبیوں کے شایق ہوتے ہیں نہ نقصوں کے۔ چنانچہ مہاتما بودھ کی تعلیم میں گو نقص اینشر واد کا ہے یعنی لاخدا تعلیم ہے۔ لیکن محققین یوروپ اس کے اصولوں پر جس میں اعلےٰ درجہ کے اخلاق روحانی اور مجاہدہ اور تزکیہ نفسانی کی تعلیم ہے۔ یہانتک اُس کو پسند کرتے لگے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ دُنیا کی تعلیم مذاہب سے بودھ کی تعلیم اعلےٰ تھی۔

پس ہند کے اچارج اگر لاخدا بھی ہوں تو اُنکی تعلیم روحانی اس درجہ کی اعلےٰ ہوتی ہے کہ کمال انسانی میں کسی طرح ہارج نہیں ہوتی۔ مثلاً سانکھ۔ فلاسفی۔ اینشر واد لیکن حقایق روحانی اور طریق مراقبہ کی اس خوبی سے اُس میں بیان کئے ہوئے ہیں کہ محققین فلسفیہ اُن پر عش عش کرتے ہیں۔ ایسا ہی پورانوں اتہاسو نکے نام سے بھی پست ڈرو اُن کو شوق سے پڑھو پڑھاؤ۔ اُن سے گن گرہن کرو اور جاو گن ہمکو معلوم ہوتے ہیں اُنکی معانی حل کرنے میں اگلے ہندؤں کو بھی بذریعہ اپنے استقلال اور ہمت کے مدد دو اور سب ہندو بھائی ملکر تعلیم مذہبی اور دنیاوی کی اشاعت سے اپنی گری ہوئی قوم کے اوبھارنے میں تن

من دھن سے کوشش کرو۔ اپنی قوم کے اخلاق درست کرنے میں بڑی کوشش کرو۔ کہ جبتک ساماینہ مکھ دھرم حاصل نہیں ہونگے وشیشٹ دھرم کیا فایدہ دیویں گے۔

حصائل حمیدہ انسانی

ان ساماینہ مکھ دھرموں کو ہم پہلے بحوالہ منوسمرتی کے درج کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ بنیاد کمالیت انسانی اُن پر موقوف ہے۔ اس لئے یہاں اُن کا اعادہ کیا جاتا ہے

منوسمرتی ادھیا ۶ شلوک ۹۲-۹۳-

ہر چہار ورن کے لوگوں کو دس قسم کے مندرجہ ذیل دھرم پر ہمیشہ کاربند رہنا چاہیئے ان کا عامل ہمیشہ سعادت دارین کو حاصل کرتا ہے ۔ (۱) دھرتی یعنی صبر و قناعت ۔ (۲) کھما عفو جرایم یعنی انتقام لینے پر امادہ نہ ہونا ۔ کیونکہ انتقام کی خواہش سے جہان میں ہمیشہ جھگڑے اور فساد رہتے ہیں ۔ (۳) دم استقلال طبیعت کا رکھنا اور شہوات دنیاوی کی کشش سے غیر متاثر رہنا ۔ (۴) استی ناجائز مال کا نہ لینا ۔ دیانتداری رکھنا ۔ چوری نہ کرنا (۵) شوچ ۔ پوترتائی پاکیزگی یعنی اشنان ادی کرنا اور بدن کو پاک اور صاف رکھنا ۔ (۶) اندریہ نگرہ حواسوں کو قابو میں رکھنا ۔ (۷) دھی ۔ بدھی ۔ علم اور دانائی سب قسم کے شاستروں کا عالم ہونا ۔ (۸) ودیا یعنی برہم ودیا اتم اور پرماتم گیان ۔ (۹) ست یعنی سچ بولنا اور سچ اچرن ۔ راستگوئی اور راست بازی ۔ (۱۰) اکرودہ کرودہ نہ کرنا ۔ غضب آلودہ نہ ہونا ۔ ہمیشہ طبیعت پر حکم اور شانتی رکھنا۔ اس لئے ہمکو ان دھرموں کی بدولت ہمکو درجہ انسانی کا حاصل کرنا چاہیئے ورنہ بدون اُنکے پشوؤں سے برے ہیں کہ وہ گناہ سے پاک ہیں ۔ گو جہل اور تاریکی کی حالت میں ہیں لیکن اخلاق حمیدہ کے بغیر انسان گناہوں کی ناپاکی سے مبتلا ہوکر باعث رسوائی دنیا اور عاقبت کا ہوتا ہے

ہے پس کل بہی خواہان قوم ہنود کا فرض ہونا چاہیئے - کہ اپنے اخلاق
کیرکٹر (Character) کے سدھارنے میں کوشش کریں -
سچ تو یہ ہے کہ ان سامانیہ دھرموں یعنی اخلاق انسانی کے برتاؤ میں آجکل اہل
یوروپ ہم لوگوں سے بہت فوقیت رکھتے ہیں اور یہی وجہ اُن کی فضیلت اور
غلبہ کی ہم پر ہے - مقولہ ہے کہ دھرم کے پیچھے لکھشمی ہوتی ہے * سامانیہ مُنکھ
دھرموں مذکورہ بالا کو اپنا حرز جاں بناکر ہم لوگوں کو پھر سریشٹ اچار مندرجہ اپنے
دھرم شاستروں پر قایم رہنا چاہیئے جسکی تشریح ذیل میں دوبارہ مجملاً طور پر کار
بند ہونے کے لئے کیجاتی ہے - اول ہر روز داتن اور اشنان کرنا اور پھر نت
کرم یعنی سندھیا تین یا دو وقت وید منتروں اور استوتروں کا پاٹھ - جہانتک
ہوسکے - خواہ وشن سہسر نام آدی استوتروں کا پاٹھ پتر ترپن اور نت شرادھ
جسکو پوجھ وفات والدین کے ادھکار اسکا ہے - بلی ویش کرم ان منتروں
دوارا سب وشو یعنی مخلوقات کو بلی دیجاتی ہے اور پھر اَن دان دیا جاتا ہے -
دیو کرم یعنی منتروں سے اگنی میں ہوم کرنا - ارچا یعنی وشنو یا شیو یا درگا پوجن
جیسے کسی کا اشٹ ہے - پنج یگ میں اسکی تشریح اوپر آچکی ہے - ان سب
یگوں کی مختصر پر کریا ہر روز کے لئے زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا - ہر روز کی
سندھیا ضروری ہے وید وکت کرم ہے - جس
کے نہ کرنے سے انسان گنہگار رہوتا ہے - دوسرے استوترو
کے نہ کرنے سے پاپ نہیں ہے - لیکن کرنے سے بڑے پن کی پراپتی ہے
صاحبو جسقدر عاقبت کے بنک میں جمع کرلوگے - تمہارا ہی مال ہے سفر
آخرت میں بھوکھے نہیں مروگے - آخرش موت سر پر کھڑی ہے

اور کُل دنیا کا اس میں اتفاق ہے کہ ہم ہر ایک قول و فعل کے ذمہ وار عدالت حقیقی سے ہیں۔

دوئم بعد فراغت اشنان و پوجن کے اپنے اپنے دُنیاوی کاموں میں دھرم پوربک یعنی دیانت داری اور راست بازی اور ہوشیاری سے مصروف ہونا لیکن دست باکار و دل بایار یعنی حیات دُنیا کو چند روز سمجھ کر اندر سے محبت ایشر سے رکھے۔

سوم۔ پراوپکار کے کاموں میں ساعی رہنا جس سے بنی نوع کو فائدہ پہنچے اپنی طاقت مطابق پاتر برہمنوں کو دان کرنا سنسکرت خاصکر پرلوک ودیا کے پرچار میں کوشش کرنا۔ محض لوکک ودیا کے امداد سے پورا ثواب نہیں ملتا گو خالی از اوپکار نہیں ہے۔ جس ودیا سے پڑھنے والوں کی طبایع پرمیشر پرائن رہیں اور دھرم اچرن ہو اُس کا پورا پھل داتا کو ملتا ہے۔ برہمنوں کی ودیا پرچار میں دوسرے ورنوں کو اُن کی امداد کرنی چاہیئے۔ اور دان ودوانوں کو ہی حتی المقدور دیا جاوے۔ اس طریق سے ہی ودیا میں بڑی ترقی ہو سکتی ہے

چہارم۔ سب سے اپنے اپنے ادھکار کے موافق سلوک کرنے سے اس کا پھل دُنیا اور آخرت میں ملتا ہے۔ گھر کی استریوں کی رکھیا بڑے فکر سے کرنی چاہیئے۔ کہ دھرم شاستروں کے احکام ہیں کہ جس گھر میں استریوں کی خاطر داری اور تواضع رہتی ہے وہاں لکشمی کا نواس ہوتا ہے کہ استری ساکشات لکشمی کا سروپ ہے۔ دیکھتے نہیں ہو کہ اہل یوروپ کسقدر تعظیم عالم نسا کی کرتے ہیں۔ یہ ضرور نہیں ہے کہ پوری نقل اُن کی عورات کی آزادی دینے میں کیجاوے بلکہ اپنے ملک کے سنت دھرم

اور عصمت عورات کے قایم رکھنے میں بڑی کوشش رکھی جائے۔ لیکن جو جو دُرگت آجکل ہماری لڑکیوں کی مورکھ ساس (خوشدامن یا بدو امن) کے ہاتھ سے ہوتی ہے۔ پرمیشر پناہ دیوے پتی یا اس کے پتا کا دھرم ہے کہ اِن نمانی گئوں کو مارنے والے بغضابوں سے بچاویں۔ ورنہ گئوہتیا کا پاپ ہے اولاد کی تربیت و تعلیم کیجانب پوری توجہ کریں۔ کہ ہماری آئندہ قومی بہبودی بچوں کی تعلیم پر منحصر ہے۔ جہانتک ہو سکے مذہبی تعلیم کو ساتھ شامل رکھتے جائیں تمام بہبودی دنیا اور آخرت کی کان آتم دیو ہی ہیں۔ ہندو مذہبی تعلیم کی بڑی خوبی آتما کار برتی پیدا کرنے کی ہے۔ پس بار بار پکارتا ہوں کہ اس خوبی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ جو کچھ گردش زمانہ سے ہمارا نقصان ہوا ہے سب مل جاویگا۔ اگر دھرم کو بھی چھوڑ دوگے تو نہ لوک اور نہ پرلوک گھرست والوں سے بھی برتاؤ ایشر کی آگیا پالن اور ایک فرض سمجھ کر کرو۔ اندر سے اُن کے ساتھ لِپت نہ ہو جاؤ۔ پریم جال لیوممن ماہیں۔

پنجم۔ ریتی شودھن یعنی اصلاح رسومات قبیحہ میں کوشش رکھو لیکن شاستروں کے برخلاف اپنی عقول ناقصہ کے مطابق اصلاح نکرو۔ بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ جو شاستر کو چھوڑکر اپنے من مانا طریق اختیار کرتا ہے۔ اُس کو نہ دُنیا اور نہ آخرت کی بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ مثلاً اوائل عمر کی شادی کی اصلاح کرو۔ بر کنیا کی عمروں کا لحاظ مناسب کرو۔ بردہ فروشی یعنی دختر فروشی کے گھور پاپ کو قوم سے دور کرو۔ برہنہ تن عورات کی شرمناک رواج کو ایکدم دور کرنے پر آمادہ ہو علےٰ ہذا کئی قسم کی بدرسمیات قابل اصلاح ہیں انکی درستی میں ساعی رہو۔ کیونکہ بڑا مدار بہبودی قوم کا اس پر ہے۔

ششم - دنیاوی کاموں سے فراغت حاصل کرکے ست سنگ کتھا کیرتن
مطالعہ دھرم پستکوں وغیرہ میں جسقدر ہو سکے وقت صرف کیا جاوے۔ ست
سنگ کی شوبھا سب شاستروں اور مذاہب میں درج ہے۔

آدھی سے آدھی گھڑی آدھی سے پن آدھ بھکیا سنگت سادھ کی کٹے
کوٹ اپرادھ۔

ہفتم - مذہبی تہواروں کو قایم رکھو۔ ایک تو مذہبی شوق بنا رہتا ہے۔ جو
قایمی قوم کے لئے ضروری ہے۔ دوسرا دل کو اوتسوؤں سے طاقت اور
خوشی حاصل ہوتی ہے۔ سویم ہمارے سب اوتسوؤں عاقبت کے لئے عمدہ پھل
پیدا کرنے والے ہیں۔ جہانتک ہو سکے بدھی پوربک ان اوتسوؤں میں یگیہ
اور دان کرانے چاہییں۔ اپنی استریوں کو جو تہوار مناتی ہیں مت روکو۔ گو وہ
بدھی شاستر سے نہیں کرتیں۔ لیکن آخر شش شردھا پوربک کرم کرتی ہیں
جسکا پھل انتریامی ضرور دیویگا۔ ایسا ہی گنگا ادک تیرتھوں کا جانا قایم رکھو
ایک تو تیرتھ سیوں سے ہمکو کم سے کم دہی آنند حاصل ہوتا ہے۔ جو صاحب
لوگوں کو پہاڑوں پر جانے سے۔ تبدیل سکونت اچھی جگہ سے اور معمولی کار
بار کے دھندے چھوڑنے سے خود ہی تبدیل اور فراغت کا آنند حاصل ہوتا
ہے۔ دویم پن کی پراپتی اوش ہوتی ہے اور وہاں خود ہی عموماً پرمیشر پرایَن
برتی کو رکھنا ہوتا ہے کوتاہ اندیش ہے وہ شخص جو تیرتھ جاترا جانے سے
روکتے ہیں۔ البتہ تیرتھوں پر صاف جگہ رہنے کے لئے تجویز کرو۔ اور
دان پاتروں کو دو۔ اور اپنے وقت عزیز کو البشر کے ارادھن وید
پاٹھ وغیرہ میں صرف کرو۔ پھر دیکھو کہ کیسی امرت کی برکھا دل کی کھیتی پر

نازل ہوتی ہے۔

ہشتم۔ اس امر کی بڑی اشد ضرورت ہے کہ صدیوں کے سخت حملات اور صدمات سے ہندوں کے مذہبی سلسلہ میں جو تفرقہ اگیا ہے وہ دور کرکے جہانتک ہوسکے ایکتا کا پرچار اُس میں کیا جاوے۔ اُن کے مذہبی درس و تدریس کے لئے قاعدہ اور سلسلہ قایم کیا جاوے۔ سکیم تعلیم کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بنائی جاویں۔ مذہبی تعلیم گاہیں قایم کیجاویں۔ سوتروں اور پورانوں اور سمرتیوں سے مستند تراجم اور انتخاب کرائے جاویں۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے۔ کہ بہت سے غلط اور لچر ترجموں سے اصل منشاء گرنتھوں کا بڑا خبط میں پڑگیا ہے اور ایسے ترجموں نے بہ نسبت فایدہ کے بڑا نقصان کیا ہے۔

بھارت دھرم مہا منڈل کی بنیاد انہیں اغراض اعلےٰ کے لئے قایم کی گئی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ کسی قدر ہم لوگوں کی کم ہمتی اور کسی قدر ہمارے پنڈتوں کی خود غرضی سے اُسکی کامیابی نہیں ہوسکی۔ راستی کے پرچار میں تھوڑی سی خود غرضی وہ کام دیتی ہے۔ جو ایک آگ کی چنگاری کپڑوں کے انبار میں اثر پیدا کرتی ہے۔ جبتک ہمارے اوپدیشک سچے دھرم اونتی کے جوش سے سب لوکک کامنا چھوڑ کر سناتن کا پرچار نہیں کرینگے۔ اور جب تک صاحب وسعت دھرم آتما دیگر اہل ہنود صاحبان سرمایہ سے اُن کی امداد نہیں کریں گے۔ اس گری ہوئی عالیشان عمارت کی قایمی کی کیا امید ہوسکتی ہے۔ اگر پچیس کروڑ ہندوں میں ایک بھی سر سید احمد صاحب جیسا صاحب ہمت آدمی پیدا ہو تو ہماری سب امیدیں بر آسکتی ہیں۔ ہمت کے آگے فتح نزدیک ہے۔ انتریامی پرماتما ہمکو ہمت نصیب کرے۔

نہم - تعلیم انسانی میں اُن کی جسمانی - ذہنی - اور روحانی تعلیم شامل
ہونی چاہیئے - جہاں جہاں اہل یوروپ کی فوقیت کسی قسم کے طریق تعلیم
میں ہو - ورزش ہا - فن سپاہ گری - سائنس وغیرہ میں راست
گوئی - انصاف پسندی اُن کے کرنے میں دریغ نہیں چاہیئے کہ دُنیا
کی اقوام اسطرح ایک دوسرے کو دیکھکر شائستہ ہوتی ہیں - اور منو مہاراج
کا واک بھی ہے کہ اگر چنڈال کے پاس بھی کوئی ودیا ہو تو اُسکے حاصل کرنے
میں کوئی عار نہیں چاہیئے اور ایسی تیغ کے ساتھ اپنی کمالات علمی مشرقی
اور سمرتیوں کے تیرو بج میں پوری کوشش رکھنی چاہیئے - ایک مذہبی
انگریزی رسالہ ماہوارہ میں ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ اہل ہند کے
مذہب اور فلسفہ اعلےٰ کا اثر در پردہ فلسفہ اور خیالات اہل یوروپ پر
روز افزوں ہو رہا ہے - جیسا کہ ہم اپنی تلوار سے ظاہری حکومت اہل ہند
پر کر رہے ہیں - ویسا ہی وہ اپنی اعلےٰ ترقیات روحانی فلسفہ قدیم کے ذریعہ
ہمارے دلونکو تسخیر کرتے جاتے ہیں - جس طرح کہ خطہ یونان گو زیر حکومت
اہل روما کے آگیا تھا لیکن علوم وفنون یونان فاتحان روم کے دلوں پر اپنا
اثر تعلیمی ڈالنے سے نہیں رہ سکتے - ایسا ہی ہندوں کی اعلےٰ تعلیم روحانی
اہل یوروپ پر اپنی تاثیر پیدا کر رہی ہے - پس بھائیو اس بیبہا خزانہ علمی کو
جو کو زمانہ کے دست جبر سے کسی قدر ہمارے ہاتھ رہگیا ہے - کوشش متفقہ
سے بچاؤ - اور دوسری قوموں کے پاس جو ظاہری علوم چند صدیوں گذشتہ
کے جدوجہد سے حاصل ہو گئی ہیں - حاصل کر کے دیسی زبانوں کے ذریعہ سے
طبقات قوم میں پھیلاؤ - پھر دیکھو گے کہ نیر اعظم اقبال ہند جو اندھیری

رات کے حائل ہونے پر مغرب کی طرف چلا گیا ہے افق مشرق پر درخشان اور تابان ہوگا - اور ہم لوگ اپنے بزرگان ماسبق کیطرح دولت ظاہری اور باطنی سے مالا مال ہوکر مصداق اس مقولہ کے ہو جاوینگے - ایکس اورینٹل ایکس (Exorientalex)

ترجمہ - "روشنی مشرق سے آتی ہے" اور دنیا پر ثابت کرینگے - کہ بیشک مشرق ہی مطلع آفتاب عالم تاب ہے - اوم شانتی شانتی شانتی -

تمت

کتبہ غلام محمد گجراتی

پُشپ کماری

یہ ایک ہندو راجپوت راجکماری کا شیریں نام ہے کہ جو راستبازی - وفاداری - صبر - استقلال تحمل اور بُردباری کا مجسم نمونہ ہے اس کے حالات کے مطالعہ سے نہ صرف ہمارے ہی ملک کی عورتیں بلکہ روئے زمین کی مستورات نیکی کا سبق سیکھ سکتی ہیں علاوہ ازیں اسمیں اکبر شہزادہ سلیم اور مہارانا پرتاپ کے عہد کے بڑے بڑے نامی کارنامہ جات کا صحیح صحیح فوٹو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے کھینچکر دکھایا گیا ہے اس ناول کی خوبی میں صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ اسکے مصنف عالیجناب بابو رامیش چندر دت صاحب بہادر سی - ایس - سی - آئی - ای سابق کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت اڑیسہ حال لکچرار علم تاریخ لندن یونیورسٹی ہیں یہ مشہور و دلکش ناول در اصل بنگالی زبان میں تھا مگر ترجمہ ہذا جو نہایت شستہ در نمکین اُردو میں بڑے شوق سے کیا گیا ہے قابل مطالع ہر قوم و ملت ہے کیونکہ عین علم اخلاق - علم شجاعت - جوانمردی حب الوطنی اور آزادی کا سبق دیتا ہے قیمت فیجلد بلا محصولڈاک صرف ؏ - اسکی نسبت عمدہ عمدہ ریویو جو چند اخبار وں میں نکل چکے ہیں - بوجہ عدم گنجائیش درج نہیں کئے گئے ؞

ویدانت کلی یعنے سی حرفی ویدانت قیمت صرف ۸ ر بلا محصولڈاک - کتھا ست نارائن نظم میں - اسمیں بہت سے بھجن بھی درج ہیں قیمت ۳ ر بلا محصولڈاک - ترنگ بیخودی المعروف ہدیہ خوشلخت بزبان فارسی مضمون ویدانت جو نہایت زبردست اشعار میں ملبوس ہے طالبان حقیقی کیلئے عمدہ پاکٹ بک ہے اس میں ایک مسدس بزبان اردو بھی درج ہے جو قابل تعریف ہے قیمت فیجلد ۸ ر بلا محصولڈاک ؞

برشٹی گیان یہ ایک علم جوتش کا گُٹکا جسمیں بارش کی شناخت کے بہت بہت عمدہ مختصر درج ہیں - اور علاوہ شناخت بارش باران کے اسمیں اور بھی مختلف روزمرہ کی کارآمد باتیں متعلقہ جوتش درج ہیں جو شہر بنارس کے ایک بڑے پرانے جوتشی سے کئی سو برس کا قلمی لکھا ہوا دستیاب ہوا اور اب اسکا ترجمہ اُردو میں واسطے فائدہ خاص و عام کے کیا گیا ہے ہاتھوں ہاتھ بک رہا ہے قیمت فیجلد بلا محصولڈاک ۲ ر

اطلاع ضروری

ہمارے کتب خانہ میں زبان فارسی اور اردو میں ویدانت اور تصوف کی
بہت بہت عمدہ اور نایاب قلمی کتابیں موجود ہیں جو آجتک کسی کی نظر
نہیں گذری ہونگی منجملہ اُن کے ایک کتاب الموسوم "سر اکبر" یعنی تر
فارسی اُپنشد ہاے سنسکرت جو شاہزادہ داراشکوہ نے بڑی محنت
اور جستجو سے ہندوستان کے لائق اور فائق پنڈتوں سے واسطے شوق
اپنے کے کرایا تھا۔ موجود ہے۔ اور جو ہمارے خیال میں آجتک نہیں چھ
اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مُشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر اس کے مطالعہ
شائقین چاہیں کہ یہ کتاب چھپ جاوے تو ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں
بشرطیکہ ہمارے پاس اس کی پانچسو درخواستیں آجاویں۔ کیونکہ اس ک
کا حجم زیادہ ہے اور بلا امید وصول لاگت کے اس کا چھاپنا محال ہے۔ مگر
ہم یہاں اس بات کو دوبارہ نوٹ کرنے سے نہیں رُک سکتے کہ ایسی نایاب
کتاب کو مخفی رکھنا بالکل مناسب نہیں ہے بعد چھپ جانے کے قیمت
مناسب پر فروخت ہوگی۔

المشتہر

نارائن منیجر آنند پریس سوتر منڈی لاہور